سلسلۂ دائرۂ ادبیہ نمبر ۱۱

تذکرۂ

خواتین اگورہ

مؤلفہ

ملا توحیدی

دائرہ ادبیہ لکھنؤ نے

اپنے پریس

مطبع ادبیہ لکھنؤ میں چھپوا کر شایع کیا

سنہ ۱۹۲۲ء

قسم اول عہ / قسم دوم ۱۲ /

لوزان کانفرنس

مشرق قریبہ کی یہ کانفرنس جس نے جولائی سنہ ۱۹۲۳ء مین ترکی عہدنامہ صلح مرتب کیا سیاسیات عالم کا عظیم الشان تاریخی ہنگامہ تھا۔ جہان دنیا جہان کے بلند پایہ سیاسیین کامل چھ ماہ تک مصروف مذاکرہ رہے۔ اس کانفرنس کے اہم مباحث سیاسی لٹریچر کا نادر ذخیرہ ہین۔ چنانچہ سیاسی ذوق رکھنے والے حضرات کیلئے عموماً اور ترکی سیاسیات کے دلدادہ حضرات کے لئے خصوصاً ہمارے دائرہ کے رکن ملا توحیدی نے اس کانفرنس کے اہم مباحث کو نہایت ترتیب کے ساتھ ایک کتاب کی صورت مین جمع کر دیا ہے، اسکے آخر مین ترکی اور دول یورپ کا مفصل عہدنامہ ہی۔ اس کانفرنس کی تمام کارروائیون کو یورپ کی ہر زبان نے کتابی شکل مین جمع کیا ہے، اب اردو زبان مین یہ معرکۃ الآرا سیاسی ذخیرہ دائرہ ادبیہ پیش کرتا ہے، خواستگار حضرات جلد درخواستین بھیجدین

المستھر

مینیجر دائرہ ادبیہ لکھنؤ

انتساب

ملک و ملت کیلئے جسطرح ترکی قوم کی قربانیان اور اُس کے
حیرت زا کارنامے ایشیا کیلئے سرمایۂ عبرت ہین اسیطرح حامل خلافت
ترکی قوم کے ہمدرد و غمگسار اور ملک و ملت کے سچے مونس عالیجناب
ناصر الاسلام میان محمد حاجی جان محمد چھوٹانی صدر مجلس مرکزیہ
خلافت ہند کا فداکارانہ جذبۂ ایثار و عمل کتاب ہذا کے موضوع سے
ایک قریبی اور امتیازی نسبت رکھتا ہے اسلئے مین بکمال عقیدت
اپنی اس ناچیز کتاب کو ناصر الاسلام سیٹھ صاحب ممدوح کے
نام نامی پر معنون کرنے کی عزت حاصل کرتا ہون

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

عقیدت کیش

"توحیدی"

مقدمہ

اللہ اکبر

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اسلامی دنیا کی گذشتہ تباہی اور مسلمانان عالم کی موجودہ ابتری کا اصل باعث اگر اون حروب صلیبیہ کو کہا جائے جو بعض متعصب مغربی افراد کی کج دماغی کا نتیجہ تھیں تو میں کہون گا کہ یورپ کی تمام تر طاقت بہی اس مقصد مین کامیاب نہو سکی، اور مغرب کی مجموعی قوت مسلمانون کو دنیا سے ناپید کرنے مین آج بہی قاصر و ناکام ہے، لیکن مجھے اس امر کے اعتراف میں تامل نہیں کہ یورپ نے اسلامی دنیا پر جو سب سے نمایاں فتح حاصل کی وہ اسلامی اقوام کی اجتماعی روح فنا کر دینا اور اون میں افتراق و انتشار پیدا کرا دینا ہے۔ مسلمانوں پر یورپ کا یہ وہ تباہ کن حملہ تھا جس نے بالآخر آج مسلمان ایسی تابناک روایات کی حامل قوم کو ذلت و خواری کے تاریک غار میں ڈہکیل دیا، لیکن بجائے اس کہ کہ میں مسلمانوں کی واژگوں طالعی کے اسباب مغرب کے سر تھوپ دوں، مجھے خود مسلمانوں میں اس قدر اہم اور شرمناک کوتاہیاں نظر آتی ہیں کہ اون کے سامنے یورپی اقوام کا بغض و عناد کوئی چیز نہیں ٹھرتا، اگر یورپ نے

مسلمانان عالم کو ایک دوسرے سے جدا کرنے کی کوشش کی تو خود مسلمانوں نے اس روح فرسا عمل کا کیا رد کیا؟ کچھ نہیں۔

میرے نزدیک بغداد و قرطبہ ایران مصر کے عظیم الشان اسلامی جوامع کی شکست و برہمی نے عالم اسلام کو اسقدر نقصان نہیں پہونچایا جس قدر جامعہ خلافت سے دوری نے مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیا، مسلمانوں کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ ہمیشہ ایک مرکز و جامعہ سے متعلق رہ کر دین و دنیا کی سعادتیں حاصل کریں، اور یہ مرکز و جامعہ خلافت اسلامیہ تھی، لیکن قطع نظر خلافت راشدہ اور دیگر اسلامی خلافتوں کے جب یہ سعادت اندوز ورثہ آل عثمان میں منتقل ہوا تو معلوم ایسا ہوتا ہے کہ مسلمانان عالم کا نصیب ہی اولٹ دیا گیا، اور ان میں اس مسعود و مبارک جامعہ سے بُعد و جدائی کے اسباب پیدا ہونے شروع ہو گئے

تاریخی اعتبار سے گو ابتداً خلافت عثمانیہ سے سلاطین اسلام کو گونہ ربط و علاقہ رہا لیکن اس آخری صدی میں مسلمانان ہند نے خصوصیت سے مرکز خلافت کو جس قدر فراموش کیا اوس کا اندازہ مسلمانان ہند کی تاریخ کے اون صفحات سے ہو سکتا ہے جو اون کی بدنصیبی سے سیاہ ہو رہے ہیں تم دور نہ جاؤ صرف ۱۹۰۹ء کے زمانہ سے قبل پر نظر ڈالو اور غور کرو کہ کتنے ہندی مسلمان تھے جو خلافت عثمانیہ کی عظمت و برگزیدگی اور اوس کے احکام و فرامین کو اپنی نجات و سربلندی کا باعث سمجھتے تھے اور اس دینی مرکز سے ربط و تعلق کیلئے بیقرار تھے، شاید کہا جائے کہ

آج سے بیس برس قبل خود خلفائے عثمانیہ نے ہمیں بھلا دیا تھا اور انہوں نے ہمیں اس مرکز سے وابستگی کے لئے مخصوص دعوت نہیں دی۔ اس کے جواب میں تمام سیاسی اسباب سے قطع نظر میرے پاس سنہ ۱۹۰۱ء سے لیکر سنہ ۱۹۱۲ء تک کے وہ "سفر نامے" ہیں جو مسلمانان ہند کے ذمہ دار افراد نے مرکز خلافت میں حاضر ہو کر لکھے ہیں، ان سفر ناموں سے مسلمانان ہند اور خلیفۂ عثمانی کے تعلقات پر جو روشنی پڑتی ہے اوس سے یہ اندازہ ہوگا کہ عثمانی خلیفۂ اسلامی ہند کی فلاح و بہبودی کا کہاں تک دلدادہ تھا، اور مسلمانان ہند کو اپنے اس مرکز و جامعہ اور اس آسمانی امانت کی حامل قوم سے کہاں تک عشق و شیفتگی حاصل تھی؟

میں نے کتاب ہذا میں ترکی خواتین کے قدیم دور ترقی کے حالات معلوم کرنے کے لئے کوئی ۲۰ سفر نامے پڑھے اور کوشش کی کہ مجھے اردو زبان ہی میں ایسا سفر نامہ مل جائے جس میں ترکی خواتین کے حالات وضاحت سے جمع کئے گئے ہوں مگر آہ کہ میں اس مقصد میں ناکام رہا، اور ان اردو سفر ناموں کے مطالعہ سے مجھے جو دماغ سوز تکلیف پہونچی اوسکی شرح یہ ہے۔

۱۔ کسی ہندوستانی سیاح نے ترکی ممالک اور ترکی قوم کے حالات کو اوس عقیدت و شیفتگی سے نہیں لکھا جیسا کہ ایک پکے موحد کو درسعادت کے حالات لکھنا چاہئے۔

۲۔ ان مسلمان سیاحین نے ترکی حالات کو اسقدر سرسری اور سطحی انداز

میں بیان کیا ہے گویا وہ ایک وحشی اور غیر متمدن ملک میں پھونچکر اپنے روزنامچے اصولاً بھر رہے ہیں۔

۳ - بہ اعتبار جامعیت اگرچہ بعض سفرنامے اچھے لکھے گئے ہیں لیکن پھر بھی اصولی اور قومی نقطۂ نظر سے یہ ناکافی ہیں، ایسے سفرنامے جن کا مقصد درسعادت کے حالات کو بخوبی بیان کرکے خلافت عثمانیہ کی محبت اور اوسکی حکمران حیثیت کو نمایاں کرکے عالم اسلام کو اوسکی طرف مخاطب کرنا ہو بہت کم ہیں، البتہ "بیگم صاحبہ جنجیرہ" کا سفرنامہ ایسا دیکھا گیا جسکی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ سیاح کو اس قوم اور اوسکی تمدنی اور کاروباری زندگی کے تمام شعبوں سے ایک خاص شغف ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ یہ قوم میری سفرنامہ کے ذریعہ دنیا میں ایک ممتاز حیثیت کے ساتھ نمایاں ہو،

۴ - اس کے خلاف ان مسلمان سیاحین نے یورپی ممالک اور یورپی نظام حکومت پر جس وضاحت سے قلم اوٹھایا ہے اور جس ثنا و مدحت کی ساتھ لمبی حالات جمع کئے ہیں اون سے اون کی یورپ پسندی کا وہ اٹل اور کامل ثبوت ملتا ہے جو شاید ایک پکے عیسائی کو بھی حاصل نہو گا۔

مذکورہ حالات اور جغرافی روکاوٹوں کے ساتھ ساتھ ہمارے ذرائع معلومات کی ان خرابیوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہم ایشیا کی اس بلند مرتبہ اور ترقی یافتہ قوم کی رہنمائی سے محروم ہوگئے۔

اب مذہب و قومیت کو تھوڑی دیر کے لئے بالائے طاق رکھکر اگر منصفانہ حیثیت سے دیکھا جائے تو بھی میں کہوں گا کہ تمام ایشیا میں ترک ہی وہ عملی قوم ہے جس نے عروج و کمال اور تہذیب و ترقی کے ایسے نمونے پیش کئے ہیں جن میں ایشیائی اقوام کی بیداری اور اون کی تہذیب و ترقی کے ان گنت ذرائع مضمر تھے، آج ایشیا خصوصاً ہندوستان اپنے ہم وطن جاپان کی جس حیرت خیز ترقی کی تقلید کے لئے بےچین و مضطرب ہے، ترکی اس سے کئی صدی پہلے عروج و کامرانی کی ایسی شاہ راہیں پیش کر چکا ہے مگر ایشیا نے کبھی اوس کی طرف توجہ نہ کی مجھے اس سے بحث نہیں کہ ترکی سیاسیات میں مسلمانوں کو کیا کچھ کرنا چاہئے تھا بلکہ مجھے تو یہ کہنا ہے کہ بہ اعتبار تہذیب و تمدن اور داخلی اصلاحات میں اگر کوئی ایشیائی قوم ہمیں عروج و ترقی کا راستہ بتلا سکتی ہے تو وہ قوم ترک ہے جو صدیوں سے علوم و معارف حرف و صنائع اور معاش و معاد کے تمام شعبوں میں حیرت ناک اصلاحیں کر چکی ہے۔

اس طویل تمہید سے میرا یہ منشاء ہے کہ اگر گذشتہ غفلت نے تمہیں اس متمدن اور شاہنشاہی اقتدار رکھنے والی ایشیائی قوم کی تقلید پیرائی سے دور رکھا تو دیکھو کہ آج پھر یہ ذی حوصلہ قوم اوٹھی ہے اور اوس نے نہ صرف ذاتی معاملات بلکہ تمام ایشیائی برادری کے لئے ایثار و عمل اور تہذیب و ترقی کا ایک قابل تقلید نمونہ پیش کیا ہے، اور ترکی کے قائد جلیل اور مصلح محترم فیلڈ مارشل

مصطفےٰ کمال پاشا کی زیر نگرانی اس بلند ہمت قوم نے جو جدوجہد شروع کی ہے اوس میں ایشیا بالخصوص اسلامی ہند کی لاکھوں اندرونی اور تمدنی کامگاریاں پوشیدہ ہیں پس اگر ترکوں کی اس جدید تحریک سے تمام سیاسی حصے نکالکر صرف اندرونی اور داخلی ترقی کے پہلوہی کو سامنے رکھا جائے تو ترکوں کے حسب ذیل مدارج زندگی اس قابل ہیں کہ اون کی کامل اتباع کیجائے۔

۱۔ ترکوں کی مذہبی شیفتگی جس کا ثبوت اونھوں نے اس جدید تحریک میں متعدد بار پیش کیا ہے۔

۲۔ ترکوں کی علمی ترقی اور دلدادگی جس کے نمونے تھیس، سمرنا، انگورہ، ادنہ، بالسکر اور ادرنجان کے اون علمی و اقتصادی مدارس میں ملیں گے جن کی بنیادیں ترکوں نے اس نباہ کن آزمائش اور ہولناک جنگ کے زمانہ میں رکھی ہے اور اس نسبت سے ترکوں نے موجودہ جدوجہد کے سلسلہ میں اپنی عورتوں کو دنیاوی امور اور ترقی میں جس حیرت فزا انداز میں شریک عمل کیا ہے وہ اسلامی ہند کے لئے عبرت و بصیرت کا ایک قابل عمل نمونہ ہے۔

ہم نے روزنامہ اتفاق کے زمانۂ ایڈیٹری میں ایک ایڈیٹوریل مضمون میں کہیں یہ لکھدیا تھا کہ۔

"مستقبل قریب میں ترکی خواتین ہندی خواتین کی اوستاد بنیگی"

اسپر ایک مقامی ہندو اخبار نے یہ جلا بھنا آوازہ کسا تھا کہ "

"اخبار" "اتفاق" کے نوجوان ایڈیٹر کو ہندوستان "
"میں ترکی کے خواب نظر آتے ہیں"

لیکن آج جو لوگ مصری خواتین کی تازہ بتازہ جدوجہد کے اہم پہلوؤنکو جانچنے کی صلاحیت رکھتے ہیں وہ کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح ترکان انگورہ کی تحریک نے سارے ایشیا کو بیدار کر دیا اوسی طرح مصری خواتین کا مردوں کے دوش بدوش جدوجہد میں حصہ لینا محض اون ترکی خواتین کی تقلید ہے جنہوں نے اناطولیہ کے میدانوں میں ایثار و عمل کے وہ نادر نمونے پیش کئے ہیں جنپر ترکی تاریخ کے صفحات ابدالآباد تک جگمگاتے رہیں گے،

میں کہتا ہوں اور بہ دلائل کہتا ہوں کہ ترکی خواتین کے موجودہ کارناموں اور خدمات نے ہندی خواتین خصوصاً مسلمان عورتوں کے لئے ایک شاہراہ ترقی پیش کی ہے اور قطع نظر اون کی سیاسی جدوجہد کے اگر تم اون کی علمی و معاشی خدمات ہی کو معلوم کروگے تو تمہیں اندازہ ہوگا کہ ترکی خواتین نے نہ صرف ایک طریق عمل ہی پیش کیا ہے بلکہ اونہوں نے اپنے اعمال و کارناموں سے اسلامی ہند کے اوس نہایت ہی قدیم اور ناقابل انفصال مسئلہ کا فیصلہ کر دیا ہے جسپر اسلامی ہند میں آج تک اختلاف و تذاکرہ قائم ہے اور وہ مسئلہ "پردہ" ہے جس کے رواج و عدم رواج پر اسوقت تک غلام ہندوستان میں بحث و مکالمہ ہو رہا ہے، لیکن ترکوں نے جس مذہبی احترام و پابندی کے ساتھ اپنی عورتونکو

دنیا کے تمام شعبوں میں شریک و داخل کیا اوس کے کامیاب نمونے تمھیں کتاب ہذا کے آنے والے صفحات میں ملیں گے۔ ترکی عورتوں نے موجودہ جدوجہد میں جس جوش و قابلیت سے حصہ لیا ہے اوس کا ایک حوصلہ فزا ثبوت یہ ہے کہ اونہوں نے اسّی ہزار کی تعداد میں میدان جنگ کی آتش فشانیوں میں اپنے مردوں کے ہدوش ملک و مذہب کی حفاظت کا مقدس فرض ادا کیا، اور دوسرا ثبوت یہ ہے کہ جب فتح الشیاء کو چک کے بعد ترکان انگورہ اندرونی اصلاحات میں مصروف ہوئے اور ۲۰ فروری ۱۹۲۳ء کو سمرنا میں زیر صدارت فاتح آرمینیہ مارشل کاظم قرہ بکر پاشا ترکی اقتصادی کانفرنس ہوئی تو اوس میں پانچ سو ترکی عورتیں بطریق ڈیلیگیٹ شریک ہوئی تھیں اسیطرح انگورہ گورنمنٹ کے دوسرے شعبوں میں جسقدر عورتیں کام کر رہی ہیں اون کی فہرست یہ ہے۔

۱۔ محکمہ تعلیمات عامہ ۷۳۵

۲۔ محکمہ ٹیلیگراف ۳۰۱

۳۔ شفاخانے ۱۴۷۹۳

۴۔ باربرداری ۹۵۹

۵۔ متفرق دفاتر ۵۸۴۳ [۱]

---

[۱] المقطم مصر۔ بحوالہ بنی گون انگورہ۔

گویا ترکی عورتوں نے جس طرح میدان جہاد میں عہد سعادت کی مجاہد خواتین کے ایثار و عمل کو زندہ رکھا اوسی طرح وہ آج تمدنی و معاشی معاملات میں مردوں کے شانہ بہ شانہ شریک عمل ہیں۔ لہذا ہندی خواتین خصوصاً مسلمان عورتوں کے لئے میں نے اس کتاب میں جن ترکی عورتوں کے حالات فراہم کئے ہیں اون میں عروج و ترقی اور کسب علوم و معارف کے ایسے درخشاں نمونے ملیں گے جو ہندی عورتوں کی تقلید عمل کے قابل ہیں اور یہی سبب ہے کتاب ہذا کی تالیف کا۔

ماخذ جن ارباب علم کو غلام ہندوستان کے علمی ذوق کی موجودہ حالت کا اندازہ ہے اون کے نزدیک اُردو مصنفین کی مشکلات بھی مسلم ہیں، ظاہر ہے کہ کسی تالیف کیلئے بغیر کسی اقتباس و التقاط کے کام نہیں چلتا، خصوصاً ترکی کے تازہ انقلاب کے لئے سوائے اخبارات کے کوئی ایسی مستند کتاب نہیں جس سے کوئی مؤلف فائدہ اوٹھا سکے لہذا میرے لئے بھی چارہ کار یہی تھا کہ کتاب زیر بحث کے لئے میں بھی اخبارات ہی سے استفادہ کروں، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اگرچہ میرا عقیدہ ہے کہ اخبارات کی فراہم کردہ معلومات غلط نہیں ہوتیں لیکن میں طبعاً ،، کامل تحقیق ،، اور ،، اور صحیح استناد ،، کا عادی ہوں لہذا اسی لئے مجھے کتاب ہذا کی تالیف میں دماغ سوز تکالیف برداشت

کرنی پڑیں، اور میں نے جب خالدہ ادیب خانم اور آپ کی بہن نگار ادیب خانم اور
رضیہ خانم کے حالات مرتب کرنے تو مجھے ان حالات میں بعض امور کے متعلق
شک تھا لیکن ہندوستان میں رہ کر کسی ترکی خاتون کے متعلق صحیح اطلاع حاصل
کرنا جسقدر ناممکن ہے وہ ظاہر ہے اس لئے مذکورہ خواتین کے متعلق میں نے
اپنے بعض ایسے دوستوں کو تکلیف دی جن کا علم ترکی معاملات میں مسلم و مستند ہے
میں نے اپنے محترم بھائی مولوی سید سلیمان ندوی ایڈیٹر معارف سے بیتہ خانم
مقیم سوئیٹزرلینڈ کے حالات طلب کئے کیونکہ مولوی صاحب ممدوح بذات خود
سوئیٹزرلینڈ میں ترکی مبلغین سے ملکر آئے ہیں اور ممدوح نے براہ غایت شفقت
میری دوسری کتاب "تاریخ انگورہ" کیلئے جسقدر کثیر مواد عطا فرمایا ہے اس پر میں
ممدوح کا شکر گذار ہوں، آپ کے ذریعہ رضیہ خانم کے متعلق میرا شک رفع ہوگیا، محترمہ
خالدہ ادیب خانم اور آپ کی بہن نگار ادیب خانم کیلئے میں نے اپنے قدیم کرم فرما
مولوی سید سجاد حیدر یلدرم، بی، اے، رجسٹرار مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کو لکھا کہ
مولوی صاحب ممدوح کو ترکی لٹریچر خصوصاً خالدہ محترمہ کے ادبی کارناموں سے
جسقدر واقفیت ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں مذکورۃ الصدر حضرات کے بعد
میں نے اپنے اون علم پسند دوستوں کو بھی لکھا جن کے ساتھ مجھے اخباری لائن
جب کام کرنے کا اتفاق ہوا ہے، میں ممنون ہوں کہ ان دوستوں نے بھی مجھے،
کافی امداد بہم پہونچائی خصوصاً شفیقی ہاشمی بی، اے چیف ایڈیٹر اخبار "اخوۃ"،

"استقلال" نے مجھے مشورہ دیا کہ میں اپنی کتاب کے لئے ایڈیٹر صاحب "مسلم اسٹنڈرڈ"، لنڈن کو لکھوں چنانچہ میں نے نومبر ۱۹۲۲ء میں ایڈیٹر صاحب "مسلم اسٹنڈرڈ لنڈن" سے ترکی خواتین کے حالات دریافت کئے، جب میں لنڈن خط روانہ کر چکا تو مجھے اپنے ایک اور فاضل دوست یاد آئے جو کسی وقت میرے ساتھ دہلی کے ایک اخبار میں کام کرتے تھے اور آج کل وہ جرمنی میں مقیم ہیں میں نے انہیں بھی خط لکھا اور انہوں نے مجھے ۱۹ جنوری ۱۹۲۳ء کو مقام ہمبرگ سے مفصل خط لکھا جو مجھے یکم فروری ۱۹۲۳ء کو ملا، اسی طرح میں خوش ہوں کہ سوائے میرے ایک باضابطہ کامل دوست مولوی محمد احمد خانصاحب ایڈیٹر اخبار زمیندار کے باقی تمام احباب نے نہایت حوصلہ افزا جواب دیے خاصکر لنڈن و جرمنی سے جو معلومات مجھے حاصل ہوئیں وہ اسقدر مفصل اور دلچسپ ہیں کہ میں نے خواتین انگورہ کا دوسرا حصہ لکھنا شروع کر دیا ہے۔ اب میں محترم بھائی مولوی سید سلیمان ندوی اور مولوی سید سجاد حیدر یلدرم، بی۔ اے، کے وہ خطوط درج کرتا ہوں جو ممدوحین نے کتاب زیر بحث کے متعلق مجھے لکھے ہیں ان خطوط سے، میری تحقیق اور فراہم کردہ حالات کیلئے میری محنت و کوشش کا اندازہ ہو سکتا ہے، خطوط یہ ہیں۔

(از دار المصنفین اعظم گڈھ)

محترم السلام علیکم

خواتین اتراک کا حال تو مجھے نہیں معلوم، فاطمہ رضیہ خانم سے میں،

واقف نہیں۔ پیرس میں ڈاکٹر بہزاد آفندی کی ایک بھتیجی مجھے ملی تھیں
وہ وہاں پڑھتی تھیں"۔

والسلام
سید سلیمان ۱۲ فروری ۱۹۱۳ء

(از مسلم یونیورسٹی علیگڈھ)

مکرمی۔ تسلیم عرض ہے

خالدہ خانم کے مفصل حالات بمبئی کرانیکل میں کوئی ایک ماہ سے زائد ہوا چھپے ہیں اوس سے بہتر مضمون ان کے متعلق میری نظر سے نہیں گذرا اس کے بعد وہ مضمون ہے جو سالک صاحب نے ایک سال ہوا مخزن میں چھپوایا تھا۔

میرے پاس خالدہ خانم کی دو تصنیفیں ہیں "خراب معبدلر" "سویہ طالب" "خراب معبدلر" (یعنی ویران صنمخانے) یہ مختصر حکایات اور مضامین کا مجموعہ ہے۔ "سویہ طالب" ایک ناول ہے جس میں اوس زمانہ کا ذکر ہے جبکہ نوجوان ترکوں نے سلطان عبدالحمید خاں مرحوم کو تخت سے اوتارا تھا۔

میں جب ۱۹۱۱ء میں قسطنطنیہ گیا تھا تب یہ دونوں کتابیں (منجملہ اور کتابوں کے) خریدی تھیں۔ ہاں علاوہ ان حالات کے جو اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں یہ میں بتا سکتا ہوں کہ خالدہ خانم کی

دوسرے شوہر ڈاکٹر عدنان بے ہیں جو حکومت انگورہ کی طرف سے
قسطنطنیہ کے گورنر مقرر ہو کر حال ہی میں قسطنطنیہ پہونچے ہیں۔
نگار خانم کے متعلق مجھے کچھ حالات معلوم ہیں۔ ہمایوں میں جو
مضامین خالدہ خانم کے میں نے شایع کرائے ہیں اون کا ماخذ
خراب معبد لرہے ہیں،،

۶ر فروری ۱۹۲۳ء خاکسار

سید سجاد حیدر

مذکورہ خطوط ہندوستان میں میری آخری تحقیق ہیں، ان کے بعد
میرے بعض اور دوستوں نے اس کتاب کے متعلق جو امداد عطا فرمائی اون میں استاد
حضرت مولوی محمد حسین محوی صدیقی صدر دائرہ ادبیہ لکھنو کا شکر گذار ہوں جن کی
شفقت و حوصلہ افزائی کے ذریعہ آج یہ کتاب ناظرین کے ملاحظہ میں پہونچ رہی ہے۔ حقیقتہً
مولوی صاحب کی ذات اُردو زبان کے لئے کہاں تک مفید ہے اس کا جواب
لکھنو کا دائرہ ادبیہ کانپور کا حلقہ ادبیہ اور اس کا مجلہ ماہی الادب، کافی ہے جو مولوی صاحب
ممدوح ہی کی نتائج فکر ہیں آپ کے بعد میرے بہنوئی ڈاکٹر ادریس فاروقی کے لئے دعای
مغفرت ہے کہ مرحوم نے اپنی وفات سے چند دن پہلے مجھے اس کتاب کے لئے
ولایتی اخبارات کا کافی ذخیرہ عطا فرمایا تھا، آہ کہ آج ادریس نہیں ہیں
جو اپنی محبوب کتاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے۔

اور جس کی موت نے میرے دماغ کو جو صدمہ پہونچایا اوس کا اثر یہ ہے کہ میں کتاب ہذا کو اُن کی فرمائش کے موافق تکمیل نہ کر سکا۔ خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں"

آخر میں مجھے اپنی کتاب کے بعض مقام کا اعتراف کرنا ہو جن کی تلافی بشرط زندگی آیندہ ایڈیشن میں ہو گی۔

خاکسار

توحیدی عرف ملا رموزی (بھوپالی)

یکم اگست ۱۹۲۳ء

ترکی خواتین کا دورِ ترقی

یہ معلوم کرنے کے لئے کہ " ترکی خواتین کی عہد حاضر میں حیرت افزا قربانیاں اون کے کسی فوری اشتعال و ولولہ کا نتیجہ نہیں ہیں اون کے اوس دور کا مختصر سا ذکر کرنا چاہتا ہوں جسے ترکی خواتین کے صحیح نشوو ارتقاء اور تہذیب و ترقی کا اصل زمانہ کہا جا سکتا ہے، اور اور حقیقت میں یہی وہ اگلا دور ہے جس میں ترکی قوم و حکومت اپنی عورتوں کو تہذیب و تمدن میں مساوی حصہ لینے کا موقع دیا، گویا موجودہ جدید ترکی "اجد وجہد میں جو گرانبہا یہ خدمات ترکی عورتوں نے انجام دیں وہ اس کے لئے آج سے کئی سال پہلے تیار کی گئی تھیں،

مخالفین ترکی تو بجائے خود پوری ترکی قوم پر الزام دھرتے ہیں کہ "وہ یورپ میں متمدن اقوام کے دوش بدوش حکمرانی کے قابل نہیں" لیکن ذیل کے حالات بتلائیں گے کہ جس قوم نے اپنی عورتوں کے ارتقاء اور دماغی علوم تربیت کے لیے بکمال فراخ حوصلگی وسائل فراہم کیے ہوں

وہ دنیا میں متمدن اقوام کے ہم پلہ کن شاہنشاہی امور میں مساوی نہیں ہو سکتی۔

اگر آج سے پچیس برس پہلے ترکی اور اسلامی ہند کے رابطہ و تعلق کی تاریخ پر نظر ڈالئے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی ہند میں مشکل سے پچیس فیصدی بھی ایسے مسلمان ملیں گے جو ترکی حکومت اور ترکی قوم کو اس عظمت و محبت کی نگاہ سے دیکھتے تھے جس طرح وہ آج ترکی پر جان و مال سے فدا ہیں، گویا اسلامی ہند اور ترکوں کے باہمی پرخلوص تعارف کا زمانہ طویل نہیں بلکہ یوں کہئے کہ جب ترک ہلاکت و بربادی کی آخری حدود پر پہونچ گئے خصوصاً مقام خلافت کے سقوط و ہبوط نے مسلمانان ہند کو ترکوں سے روشناس کرایا پس اس مناسبت سے مسلمانان ہند نے ترکوں کو سب سے پہلے اوسوقت پہچانا جب ترکوں میں دور "عہد دستوریت" کا آغاز و افتتاح ہوا جسے آج تقریباً ۱۵ برس کا عرصہ ہوتا ہے، اور ٹھیک اسی طرح ترکوں کے عہد ترقی اور اونکی دماغی عروج و کمال کا زمانہ بھی اگرچہ مختلف تباہ کن دور اختیار کرتا رہا لیکن اصل میں اونکے قومی عروج و ارتقاء اور نشو و اصلاح کا زمانہ بھی یہی "عہد دستوریت" ہے، گویا ترکوں نے بھی اپنی ذلت و مسکنت کو اسی زمانہ میں محسوس کیا، اگرچہ ترکون کو ترقی کی طرف مائل کرنے والا سبب کوئی غیر معمولی حادثہ

نہ تھا بلکہ وہی "دائمی ارتقار" تھا جو انسانی علو و بلندی کا رہبر ہوا کرتا ہے تاہم
اُن کے ان ترقی کن خیالات سے مسلمانان ہند اوس وقت واقف
ہوئے جب وہ اپنی اصلاحی جذبات کی بنا پر جنگ بلقان و طرابلس میں الجھائے
گئے یہ حقیقت ہے کہ جنگ بلقان سے پہلے بھی ترکوں میں طبعاً اپنی داخلی
و خارجی اصلاح کے خیالات پیدا ہوگئے تھے اور اون کی ایک "نوجوان جماعت"
تھی جو طریق حکومت کو جدید اصول پر بدل دینے کی موید و حامی تھی اور
یہ اسی جماعت کا اثر تھا جس نے بالآخر ایک خونریز جد و جہد کے بعد ترکی
حکومت کے شخصی تفوق کے تباہ کن اور ستبدانہ اثرات سے قوم کو بچالیا،
اور اب وقت آگیا کہ ترک بھی اقوام عالم کے دوش بدوش اپنی اصلاح
کریں، لیکن قطع نظر اون تمام روکاوٹوں سے جو ترکوں کے اوس اندرونی
اور قومی اصلاح و ترقی کے راستہ میں یورپ نے پیدا کیں۔ وہ حقیقتہً نہایت
بلند حوصلگی سے اپنی داخلی اصلاح میں مصروف ہو گئے تھے، اور یہ اسی
جذبہ کا نتیجہ ہے کہ ترکی کے جس دور کو "عہد جہالت" کہا جاتا ہے وہ اس
دور ہی میں اپنے قوائے عملی کو کارآمد بنانے میں محو و منہمک تھے،

ترکوں کا یہ وہی عہد جاہلیت ہے جبکہ اونہوں نے اپنی عورتوں کو
عظیم الشان پیمانہ پر ترقی و تمدن اور علوم و معارف کے حصول کے لئے
آزادی عطا کی، یہ وہی دور جاہلیت تھا جب ترکی عورتیں ترکی مردوں کی

ہمدوش اپنی دماغی تربیت میں شریک و منہمک ہوگئی تھیں، اور بربنائے دلائل و واقعات میں نہایت بلند آہنگی سے کہہ سکتا ہوں کہ جن ترکی عورتوں نے موجودہ جدوجہد میں عدیم النظیر خدمات انجام دیں یہ تمام تر اثر اسی دور اصلاح کا ہے جبکہ ترک نسوانی مراعات میں بخیل کہے جاتے تھے، اب میں بعض ایسے حوالے نقل کرتا ہوں جن سے ترکی خواتین کی بیداری اور اون کی ترقی کے ابتدائی حالات کا اندازہ ہوگا اور صرف اسی حوالہ سے ترکی خواتین کے دور بیداری اور ترکوں کے اصلاحی خیالات کی تاریخ معلوم ہوگی یہ مضمون ایک عیسائی عورت مس بلزنٹ کا لکھا ہوا ہے جسے پیرس کے نامور رسالہ "ایشیا" سے نقل کیا جاتا ہے،

مس بلزنٹ وہ انصاف پسند عیسائی عورت ہے جو عرصہ تک قسطنطنیہ کے سرکاری کالج میں پروفیسر رہ چکی ہے اور ترکی تہذیب و ترقی اور معاشرت سے بخوبی واقف ہونے کے ساتھ ساتھ ترکوں کے اون ترقی کن خیالات سے کامل طور پر واقف ہے جو اون کے دماغ میں نسوانی اصلاح و آزادی کے لئے برسوں پہلے پیدا ہو چکے تھے، ذیل کے مضمون میں خاتون مذکور نے ترکی خواتین کی علمی سرگرمیوں پر ایک جامع نظر ڈالی ہے جس کے دو حصے ہو سکتے ہیں،

حصہ اول اس امر سے متعلق ہے کہ خود ترکی حکومت نے خواتین

کی تعلیم و ترقی کے لئے کیا کچھ کیا؟

حصہ دوم میں یہ دکھلایا گیا ہے کہ عوام ترکی نے اپنی عورتوں کو تہذیب جدید کے اصول پر تعلیم دلانے میں کس دلچسپی کا اظہار کیا؟ یہی وہ دو حصے ہیں جنپر خاتون مذکور نے بکمال جامعیت مضمون لکھا ہے، اس مضمون سے ترکوں کی معارف پسند طبائع کا صحیح اندازہ ہوگا، مضمون یہ ہے،،

فروغ اناث کی تحریک دنیائے اسلام میں گذشتہ صدی کے تقریباً وسط میں پہلے مصر میں، اور پھر کوہ قاف کے دامن میں شروع ہوئی، یہ تحریک چند مہذب شخصوں کی مخالفت اور ہجو کے پیرایہ میں اس اصول کے متعلق تھی کہ ترقی اسوقت تک ناممکن ہے جب تک کہ عورتیں قعر مذلت اور جہالت میں پڑی ہوئی ہیں، یہی تحریک کچھ مدت بعد ترکی میں بھی شروع ہوئی اور وہاں اس نے بڑی ترقی کی ہے کیونکہ جب سے ۱۹۰۹ء کی دستوری حکومت برسر کار ہے عورتیں اپنے حقوق کے لئے برابر جدوجہد کر رہی ہیں مس بلکرنٹ نے مندرجہ ذیل فقرات اخبار "منسر ورلڈ"، کے حال کے ایک نمبر سے لئے ہیں اور جن سے اس جانبازانہ روح کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے جس نے ترکی عورتوں کو اپنی آزادی کیلئے

امادہ سعی وجہد کر دیا، یہ اخبار ”انجمن تحفظ، حقوق نسواں
ٹرکی کا ترجمان ہے، اس میں لکھا ہے کہ
اگر حقیقی خوشی حاصل نہ کر سکیں تو اس میں قسمت کا
کیا قصور ہے، قصور تو ہمارا ہے، مرد آج صاف طور پر
دیکھ رہے ہیں اور ایسا پیشتر شاید ہی ہوا ہو کہ آئندہ سالوں
میں ہماری قوم کی کامیابی اور فلاح وبہبود کا انحصار زیادہ
تر ہم پر یعنی اپنی نسل کی ماؤں اور لڑکیوں پر ہے آزادی
تعلیم و ترقی، عملی اور اخلاقی پہلوؤں سے یہی ہماری دلی
خواہش ہے اور یہی اپنا مقصد ہے، سوال یہ نہیں ہے کہ
کون ہمکو خوش کر سکتا ہے،، بلکہ سوال یہ ہے کہ، ہمکو کسطرح
اپنے وطن اور اہل وطن کے لئے مفید ثابت ہونا چاہیے؟
سنہ ۱۹۰۹ء سے لیکر ٹرکی عورتوں نے اخبارات کی بنیاد
ڈالی ہے اور جن کی ایڈیٹری اور نامہ نگاری بھی عورتیں
ہی کر رہی ہیں تاکہ وہ اشتراکی اور اقتصادی معاملات پہ
بحث کریں،، اور یہ ایک ایسے ملک میں جہاں پہلے عورتوں کا
محض نام لینا بھی حیاتِ عامہ میں ممنوع تھا، اور جہاں قانونی
دستاویزوں میں بھی ان کا نام نہیں لیا جاتا تھا، اس

حالت میں اتنی تبدیلی ہوئی ہے کہ آج یہ معمولی بات سمجھی جاتی ہے کہ استنبول کے اخباروں میں ایک شاہزادی کا نام کسی فیاضی کی ذیل میں یا کسی مشہور عورت کا نام پڑھا جائے جو برکن سے چلی ہے اور برومہ آپھونچی ہے عورتوں نے، کلب اور انجمنیں قائم کی ہیں جنھوں نے گذشتہ ۹ سال کی جنگوں میں بڑی پبلک خدمات سرانجام دی ہیں اور جن کے عوض اونھوں نے اپنے فرقے کے لئے خاص مراعات حاصل کی ہیں، انھوں نے قدامت پسندوں کی مخالفانہ کوششوں کے باوجود مستقل اور پائدار ترقی کی ہے، ترکی عورتوں کے پلیٹ فارم سے چند سابق نورانی مراسم اور سابق اسلامی حقوق کا مطالبہ باآواز بلند کیا جا رہا ہے جن کے ماتحت عورتوں کو پہلے سے زیادہ آزادی اور امتیازی حیثیت حاصل تھی وہ تعلیم و اقتصادی آزادی کے لئے مردوں کے برابر مواقع چاہتی ہیں، مثلاً شادی اور طلاق کے معاملہ میں منصفانہ سلوک وغیرہ،

گذشتہ زمانہ میں عورتوں کو زیادہ تر حرم کے حقوق سکھائے جاتے تھے، مسجد کی ابتدائی درس گاہوں میں

چند ایک کو قرآن مکرم کے کچھ سیپارے تھوڑا سا جغرافیہ اور
کچھ حساب وغیرہ سکھایا جاتا تھا،

البتہ سنہ ۱۸۷۶ء میں مشہور و معروف ترکی مورخ علامہ
جاوید پاشا نے اس رائے کا اظہار کیا کہ "عورتوں کو وہی
تعلیم دیجائے جو مردوں کو دیجاتی ہے"

علامہ جاوید پاشا کی دو صاحبزادیوں، فاطمہ عالیہ خانم
اور آمنہ خانم نے فارسی طہران کے ایک شیخ سے پڑہی،
عربی ایک درویش سے اور ترکی نارمل اسکول
کے پہلے گراجویٹ سے اور موسیقی ایک فرانسیسی خاتون
سے اور فرانسیسی فلاسفی اور فلسفہ جذبات ایک دوسری
خاتون سے جبر و مقابلہ علم و مثلث اور ہیئت و جغرافیہ اپنے
بھائی سے اور مذہب ۔ تاریخ اپنے باپ سے، فاطمہ عالیہ خانم
مشہور ناول نویس خاتون ہیں، اور دارالخلافت کی علمی
زندگی میں کئی سال تک معتد بہ حصہ لیتی رہیں،

سنہ ۱۸۸۰ء سے دیسی عورتوں کے لئے غیر تکمل درسگاہیں
قسطنطنیہ میں قایم کی گئی ہیں، لیکن جب تک سلطان
عبدالحمید خان معزول نہیں ہوئے ترکی طالبات پر کھلے

ان میں داخل نہیں ہو سکتی تھیں، نوجوان ترکوں نے خواہ دیگر معاملات میں وہ کتنے ہی قصوروار ہوں عورتوں کی تعلیم کے لئے صاف طور پر ترقی کی راہیں کھول دی ہیں ان کے نظام عمل میں لڑکیوں کے لئے چھ سال کا نصاب شامل ہے، یعنی تین سال کنڈرگارٹن اور ابتدائی حصہ کے لئے اور تین سال تعلیم ثانوی کے لئے، گذشتہ نو سالوں میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ تقریباً ۵ لاکھ نے اس نصاب سے فایدہ اوٹھایا ہے، قسطنطنیہ میں عورتوں کے لئے ایک ہائی اسکول، ایک نارمل اسکول اور ایک صنعتی اسکول ہے سابق وزیر تعلیم نے طلحت پاشا کی وزارت میں بیان کیا کہ وہ عورتوں کے صنعتی اسکولوں کو ٹرکی کی سب سے بڑی تعلیمی ضرورت گردانتے ہیں لیکن بدقسمتی سے اپنے اس خیال کو عمل میں لانے کے لئے انکے پاس ذرائع نہیں ہیں، پانچ سال کا زمانہ ہوا کہ شاہی عثمانی یونیورسٹی نے عورتوں کے لئے حفظ صحت اور ادبیات کے متعلق لیکچروں کا علحدہ انتظام کیا، پانچ سال ہوئے یونیورسٹی نے ایک ڈاکٹری کا نصاب

جاری کیا جس میں کئی سو عورتیں داخل ہوئیں، اگرچہ گورنمنٹ کی آہستہ روی جو ڈاکٹری پیشہ کو بڑے بڑے لائسنس دینے میں برتی جاتی تھی اس پیشہ کے لئے سد راہ ہے۔

ابھی حال ہی میں حکومت عثمانیہ نے یورپی علم و ادب کی پروفیسری کا سلسلہ قائم کیا ہے جس کے لئے خالدہ ادیب خانم مقرر کی گئی ہیں۔ چند سالوں تک گورنمنٹ نے اقرار نامہ کے تحت قسطنطنیہ اور سوئٹزرلینڈ کے زنانہ امریکن کالج میں طالبات کو اوستاد بنانے کی شرط پر تعلیم دی، ۱۹۱۴ء سے تقریباً ایک سو عورتیں جرمنی اور آسٹریا تعلیم کے لئے بھیجی گئیں،

اس طویل مضمون کا خلاصہ حسب ذیل نمبر ہیں

(۱) ترکوں میں اپنی عورتوں کو مردوں کے برابر ترقی دینے کا خیال نہایت وسیع اور قدیم ہے۔

(۲) ترکی حکومت نے اپنی نسوانی رعایا کے لئے ترقی اور کمالات کے تمام دروازے کھولدیے تھے۔

(۳) ترکی حکومت نے اپنی عورتوں کو تہذیب جدید اور علوم و معارف کے حصول کے لئے خود اپنے صرف سے غیر ممالک میں

بھیجا تھا،

(۴) ترکی حکومت نے اپنی عورتوں کے جدید طرز تعلیم کیلئے خود اپنے ملک میں وسائل و ذرائع بہم پہونچائے تھے،

(۵) ترکی عورتوں نے بجائے خود اُن جدید اصول کے ساتھ کمال دلچسپی کا اظہار کیا تھا۔

(۶) بطریق حاصل، ترکی نے اوس زمانہ میں بھی ایسی مستعد اور کامل عورتیں پیدا کی تھیں جس طرح وہ آج دنیا کے سامنے خالدہ وغیرہا کو بطریق تمثیل پیش کر رہی ہے

(۷) ترکی خواتین کی موجودہ جدوجہد گذشتہ ترقی و تعلیم کے عملی نتائج ہیں۔

یہ تو وہ امور تھے جن کی وجہ سے ترکی خواتین یوروپین عورتوں کے ہمدوش و ہمپلہ ہو جاتی ہیں لیکن یہ وصف ترکی خواتین ہی کے لئے خاص کیا گیا ہے کہ اُنہوں نے ہر وقت اور ہر عہد میں میدان جنگ کی عقل سوز تکالیف کو مردانہ وار برداشت کر کے اپنے ملک و مذہب کو دشمن سے بچا لیا، اور ترکی خواتین کا یہی وہ وصف ہے جس کے مقابل مغربی طبقہ نسواں سرنگوں نظر آتا ہے، اور ان کے اس مخصوص عملی ایثار کے ہیں جنگ طرابلس و جنگ بلقان میں ایسے ممتاز نمونے ملتے ہیں جن پر ترکی تاریخ ہمیشہ ناز کریگی، پس اسقدر حالات معلوم ہو جانیکے

بعد دیکھنا یہ ہے کہ ان تعلیم پذیرفتہ اور مستعد ترکی خواتین نے جنگ یورپ اور جنگ ترکی و یونان میں کیا کارہائے نمایاں انجام دیئے ؟ لیکن قبل اس کے کہ میں "خواتین انگورہ" کے کارنامے بیان کروں کتاب کی جامعیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے آغاز تحریک کے مختصر اسباب بیان کردینا ضروری سمجھتا ہوں،

سنہ ۱۹۱۵ع کا وہ زمانہ ہے جبکہ ترکی حکومت ایک اضطرابی حالت میں گھری ہوئی ہے، جنگ یورپ شروع ہونے ایک سال کا عرصہ گذر گیا ہے جرمنی حکومت برابر اس کوشش میں مصروف ہے کہ کسی طرح ترکی حکومت اوس کے ساتھ اوس کے دشمنوں سے نبرد آزما ہو، آخر کار سیاسی اولجھنوں اور ضروریات نے ترکی حکومت کو مجبور کردیا کہ وہ جرمنی کے ساتھ شریک جنگ ہو کر فرانس و برطانیہ جاپان و اٹلی اور روس سے جرمنی کی معاونت میں جنگ آزما ہو جاے، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ترکی حکومت شریک جنگ فرنگ ہو گئی اور کامل تین سال تک جنگ آزما رہی۔

لیکن گذشتہ جنگ ہائے بلقان و طرابلس میں جہاں اوسے تن تنہا مقابلہ کرنا پڑا تھا اوس وقت اوسکی جنگی طاقت اپنے مقابل دشمنوں کے مقابل نہ تھی، تاہم وہ بکمال مردانگی روس ایسی قہار قوت سے نبرد آزمائی

کرتی رہی، اور اس نے ۱۹۱۷ء میں درّہ دانیال پر اتحادیوں کی تیس لاکھ بحری فوج کو ایسی تباہ کن شکست دی کہ اتحادیوں کے حوصلے پست ہو گئے، لیکن بدقسمتی سے ترکی کے شریک و معاون جرمن پر خدا کا قہر و غضب نازل ہوا اور جرمنی عاپایا نے اپنی فتحیاب فوجوں سے میدان جنگ چھوڑنے کا مطالبہ کیا، لیکن جب جرمنی کے جنگی اسٹاف نے اس سے انکار کر دیا تو مغرور و بزدل جرمن قوم نے اندرون ملک بغاوتیں شروع کر دیں اور اس طرح انہوں نے ۱۹۱۸ء میں اپنے بہادر و جنگجو بادشاہ قیصر ولیم کو مجبور کر دیا کہ وہ تخت و تاج چھوڑ کر تمام جرمنی فوجوں کو واپس بلا لے چنانچہ اس کمزوری کے بعد جب جرمنی فوجیں میدان جنگ چھوڑ چکیں تو ترکی حکومت بھی جنگ و پیکار ختم کر دینے پر قدرتاً مجبور ہو گئی اور اکتوبر ۱۹۱۸ء میں ترکی حکومت اور اتحادیوں کے درمیان التوائے جنگ ہو گیا، لیکن اس التواء میں اتحادیوں نے قبل معاہدہ صلح ترکی حکومت کے تمام جنگی مقامات پر قبضہ کر لیا اور درّہ دانیال میں بحری بیڑہ داخل کر کے ۱۹۱۹ء میں ترکی کے دار السلطنت قسطنطنیہ کو بھی اپنی کامل نگرانی میں لے لیا، لہٰذا ایسی صورت میں اُن ترکی مدبرین کی حیات و زندگی خطرہ میں تھی جنہوں نے جنگ یورپ میں ترکی حکومت کو شریک جنگ ہونے کا مشورہ دیا تھا، یا جو شریک جنگ رہ چکے تھے پس اس خطرہ سے

محفوظ رہنے کے لئے تمام ترکی مدبرین اور جنگی اسٹاف مع وزیر اعظم وزیر جنگ طلعت و انور قسطنطنیہ سے فرار ہوگیا۔ یہ لوگ یورپ و ترکی کے مختلف مقامات میں پناہ گیر ہوئے جن میں سے انور و طلعت تو جرمنی چلے گئے، اور خلیل و جمال نے حلب میں پناہ لی ان لوگوں کے فرار ہو جانے کے بعد قسطنطنیہ میں اتحادی اثرات روز بروز قوی ہو گئے یہاں تک کہ ۱۹۱۹ء میں اتحادیوں نے ترکی ممالک کی باقاعدہ تقسیم شروع کر دی اور ۵ مئی ۱۹۱۹ء کو ترکی کے زبردست و زرخیز صوبے سمرنا و تھریس یونان کے سپرد کر دیئے اور ان صوبوں میں فوجیں بھی داخل ہوگئیں تمام مدبرین گرفتار نظر بند ہونے لگے قسطنطنیہ کے جنگی و سیاسی مقامات پر اتحادی فوجیں قابض ہوگئیں غرض ترکی حکومت کا کوئی حصہ ایسا نہ بچا جو اتحادیوں کے اثر میں نہ آگیا ادھر ترکی علاقوں میں جہاں یونانی قابض ہوگئے اونھوں نے ترکی آبادی پر وہ قیامت خیز مظالم شروع کر دیے جن کے تصور سے کلیجے منہ کو آتے ہیں پس اس تمام تباہی نے غیور و شجاع ترکوں کو از سر نو ننگ و خون سے کھیل نے کی جرات آزما دعوت دی اور مقام حلب میں پہلی مرتبہ قاید محترم سرکار نہور آثار حضور گرامی عالی جاہ مصطفیٰ کمال پاشا کی قیادت میں اتحادیوں سے اپنے تمام ممالک مع دار الخلافت آزاد کرانے نے کے

اوٹھ کھڑے ہوئے، اور اون کے شجاعت نشان دستے غدار وغاصب یونانی فوجوں پر حملہ آور ہونے لگے۔ اونھوں نے از سر نو ترکی ممالک فتح کرنے کے لئے ایشیائے کوچک کے مقام انگورہ کو اپنا فوجی وسیاسی مرکز قرار دیا، انگورہ میں ان احرار نے اپریل ۱۹۲۰ء میں ایک قومی مجلس کی بنیاد ڈالی جو اصل میں ترکوں کی "جدید حکومت" تھی، اس مجلس کے تحت احرار ترک ایشیائے کوچک میں جد وجہد کے لئے آمادہ کار ہو گئے اور وہ گروہا گروہ یونانی فوجوں پر تاخت میں مصروف ہو گئے، بس یہ وہ تحریکِ آزادی تھی جس کے دیکھتے ہوئے ترکوں کی غیرت پسند اور شجیع عورتیں بھی اپنے مردوں کے دوش بدوش حفظ وطن اور حصول استقلال کے لیے کھڑی ہوگئیں، اب ذیل میں اون عورتوں کے کارنامے درج کیے جاتے ہیں، جنھوں نے اپنے ملک ومذہب اور اپنی فطری آزادی کو دوبارہ حاصل کرنے کیلئے فقید النظیر خدمات انجام دیں۔

ہز ایکسلنسی خالدہ خانم

وزیر تعلیمات دولتِ عظمیٰ انگورہ

خالدہ خانم کا وطنی سلسلہ سرکیشا سے ملتا ہے، آپ کی عمر ۳۵ سال ہے آپ کے والد کا نام نامی عثمان ادیب پاشا ہے، ادیب پاشا نائب مناب نبی سرکار شریعت مدار خلافت پناہی حضرت اقدس و اعلیٰ حضور سلطان عبدالحمید خاں انار اللہ برہانہ کے وزیر خزانہ تھے۔ آپ کی تین بیبیاں تھیں جن سے تین ہی لڑکیاں پیدا ہوئیں، ان کے نام علی الترتیب یہ ہیں، خالدہ ادیب خانم، نگار ادیب خانم، بلقیس ادیب خانم، ادیب پاشا ایک نہایت بیدار مغز اور روشن خیال آدمی تھے، اور خلافت پناہی حضور مرحوم و مغفور سلطان عبدالحمید خاں کے زبردست معتمد اور امین تھے، شاہی محل میں آپ کو "امین" کے قابل قدر لفظ سے پکارا جاتا تھا، اور مدتہائے خلافت میں آپ سے بڑھ کر کسی دوسرے شخص پر اعتماد نہ تھا،

کیا جاتا تھا، یہ ادیب پاشا ہی کی بیدار مغزی اور روشن خیالی تھی کہ آپ نے اوسوقت جبکہ ترکی قوم میں یوروپین تعلیم سے نفرت کیجاتی تھی اپنی تینوں صاحبزادیوں کو "جدید تعلیم" دلانے کا فیصلہ کیا، اور خالدہ، ونگار خانم، دونو قسطنطنیہ کے مشہور رابرٹسن کالج میں داخل ہوئیں، ان نوجوان لڑکیوں نے خداداد ذہن پایا تھا چنانچہ دونوں بہنیں نہایت مکمل حیثیت سے کالج سے فارغ ہوکر نکلیں۔

خالدہ خانم کی تعلیم کا آغاز ۱۸۹۹ء میں ہوا اور اس ذہین عورت نے بکمال مستعدی ۱۹۰۱ء میں امریکن کالج واقع باسفورس سے، بی، اے آنرز کا امتحان پاس کیا، جسوقت خالدہ کالج میں داخل ہوئیں اوس وقت خالدہ کے اوستاد ایک ترکی پروفیسر احمد صالح بے تھے، احمد صالح بے ریاضیات کے ممتاز و مستند ماہر تھے، اسی کے ساتھ وہ ایک زبردست اور کامیاب اخبار نویس بھی تھے، جنکے علمی و ادبی، اور سیاسی مضامین کا ترکی میں شہرہ تھا؛ احمد صالح بے کو خالدہ کی حد سے بڑھی ہوئی ذکاوت اور خداداد ذہانت اپنا گرویدہ بنا چکی تھی، اسی لئے احمد صالح بے خالدہ کی ساتھ بہت محبت کرتے تھے، جسوقت خالدہ نے، بی، اے، کا امتحان پاس کرلیا تو انھوں نے احمد صالح بے کے ساتھ شادی کرلی، صالح بے سے دو تین بچے بھی پیدا ہوئے لیکن اس عرصہ میں صالح بے نے

ایک اور شادی کرلی جو خالدہ ایسی آزاد خیال عورت کی مرضی کے خلاف تھی لہذا وہ مجبور ہوئیں کہ ایسے خاوند سے علحدہ ہو جائیں، اونہوں نے فوراً صالح سبے سے خلع کرلیا اس خلع کے بعد خالدہ کا دوسرا نکاح ڈاکٹر خالد بے کے ساتھ ہوا جو ترکی شاہی فوج میں ممتاز ڈاکٹر تھے[1] خالدہ خانم علاوہ ایک کامیاب طالب علم کے ایک روشن خیال مضمون نگار بھی تھیں اونہوں نے زمانہ طالب علمی ہی سے مضمون نگاری شروع کردی تھی چنانچہ ۱۶ برس کی عمر میں آپ نے "ترکی پردہ" پر ایک معرکۃ الآرا کتاب لکھی تھی جس کے ذریعہ وہ ترکی نسوانی حلقوں میں روشناس ہو گئی تھیں، خالدہ محترمہ نے ایک کافی زمانہ مغربی لٹریچر اور مشرقی کتب کے مطالعہ میں صرف کیا، اور کافی مطالعہ کے بعد آپ نے فسانہ نگاری شروع کی جس کا اسلوب بیان اور طرز پرداز اچھوتا اور نہایت دل آویز تھا خالدہ کے ان بہار آفریں فسانوں کی رنگینیاں اور سحر طرازیاں اپنے دامن میں علم و ادب کے وہ درخشاں جواہر رکھتی ہیں جنپر ترکی لٹریچر اور ترکی ادبی تاریخ ہمیشہ فخر و ناز کریگی، یہ فسانے اپنے موضوع کے اعتبار سے مختلف ہیں مگر خالدہ کے قلم کی آتش زیر پائیاں سب میں

---

[1] ملاحظہ ہو عربی اخبار: اللطائف المصورہ مصر القاہرہ مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۲۶ء

یکساں ہیں ان فسانوں میں سے خالدہ کا ایک فسانہ خراب معبد لر ہے جس کا دلاویز ترجمہ "ویران صنم خانے" ہے دوسرا ناول، "سویہ طالیبا" ہے جسے سلطان عبدالحمید خاں مرحوم کے عہد انقلاب میں لکھا تھا،

ان فسانوں کی گلریزیاں اگر دیکھنا چاہتے ہو تو لاہور کی مشہور مجلۂ علمیہ ادبیہ "ہمایوں" کے صفحات پڑھو جن میں "ویران صنم خانے" کا ترجمہ برادرم بلیدرم، بی، اے، نے شائع کرایا ہے، ان فسانوں میں بعض فسانے اصلاح معاشرت، اور تہذیب جدید پر لکھے گئے ہیں، جسوقت خالدہ کے یہ فسانے یورپ میں پہونچے تو انکی بلند پائیگی اور عدیم النظیر نوعیت نے قبول عام حاصل کیا، اور روسی، جرمنی، فرنچ، اور عربی میں بہ تعداد کثیر ان کے تراجم شائع ہوئے۔ ان رسائل نے خالدہ کو جس طرح یورپ میں روشناس کرایا اوسی طرح اب وہ ترکی میں بھی نہایت عزت واحترام کی نظر سے دیکھی جانے لگیں انھوں نے شعروشاعری کی طرف بھی توجہ کی اور تھوڑے ہی عرصہ میں وہ ماہر فن کی حیثیت سے شعر کہنے لگیں، خالدہ محترمہ اگرچہ ان گران پایہ علمی اشتغال میں اپنا وقت صرف کرتی تھیں مگر ان کا صحیح اور طبعی میلان سیاسیات کی طرف تھا، اوب عملاً جانتی تھیں

کہ ترکی کے نسوانی طبقہ میں جدید خیالات کو فروغ دیا جائے اور ترکی عورتیں ان جدید اصول پر گامزن نظر آئیں، اس مقصد کے لئے آپ کو بہت محنت سے کام لینا پڑا، وہ ترکی عورتوں کے علاوہ سب سے پہلے ترکی مردوں کو اپنے گھر کی اصلاح کے لئے آمادہ و تیار کرتی رہیں وہ تحریر و تقریر کے ذریعہ ترکی کے ذمہ دار افراد کو عورتوں کی اصلاح و ترقی کی طرف مائل کرتی رہیں اونہوں نے ترکی میں چھوٹی چھوٹی نسوانی جماعتیں بھی بنائیں جنکا واحد مقصد "نسوانی تمدن و معاشرت" کی اصلاح تھا، وہ ترکی عورتوں کو یورپ میں تعلیم دلانے کی سب سے پہلی محرک تھیں، اونہوں نے اسی زمانہ میں ترکی وزارت تعلیمات پر زور ڈالا کہ وہ ترکی عورتوں میں جدید تعلیم کو فروغ دے اور ترکی عورتوں کو تمام تعلیمی آسانیاں بہم پہونچائی جائیں۔ خالدہ خانم کے یہ وہ ابتدائی مشاغل تھے جنہوں نے ترکی حلقوں میں اون کا کافی وقار پیدا کرا دیا۔ اور تمام ترکی خالدہ کو ایک محترم لیڈر و قائد تسلیم کرنے لگی،

عہد دستوریت کا آغاز ہوا، سرکار شہنشاہ مدار حضور پر نور سلطان عبد الحمید خان تخت سے اوتار دئے گئے، ترکی حکومت اور ترکی قوم کی از نو تعمیر و ترقی کے ذرائع اور وسائل بہم پہونچائے جانے لگے، اور ترکی نوجوان فضلاء و ارباب علم و تدبر مصروف عمل ہو گئے تو خالدہ خانم نے بھی کھلم کھلا سیاسیات میں حصہ

لینا شروع کر دیا۔ گویا خالدہ محترمہ کی سیاسی زندگی کا زمانہ عہد دستوریت سے شروع ہوتا ہے، یہ وہ وقت تھا جبکہ ترکی کا ہر فرد اپنی حالت کی اصلاح و بہتری میں کوشاں تھا۔ سب سے زیادہ انہماک حکومت کے آئینی وسائل کی ترتیب و تہذیب کے لئے تھا خالدہ کے دور رس دماغ نے اس وقت بھی ترکی خواتین کے لئے میدان ترقی میں آسانیاں بہم پہونچانے کے لئے جد وجہد کی اور دستور پسند جماعت کی مقتدر ارکان کو خالدہ نے محض اپنے قلم کے ذریعہ اپنا ہمنوا بنا لیا، خالدہ خانم نے ترکی نسوانی حقوق کے تحفظ کے لئے اسوقت ایک پرزور ایجی ٹیشن شروع کیا، جس کے سلسلہ میں ترکی طبقۂ اعلیٰ کی خواتین خالدہ کی شریک عمل ہوگئیں، اس عرصہ میں خالدہ نے قسطنطنیہ میں متعدد انجمنیں قائم کرائیں اور حقوق طلب عورتوں کی سب سے پہلی تحریک سی ایجی ٹیشن کا نتیجہ ہے، خالدہ کی اس تحریک اور زبردست جد وجہد نے آخرکار ترکی عمال حکومت کو مجبور کر دیا کہ وہ نظام جہاں بانی اور آئین حکومت میں ترکی عورتوں کے لئے تمام دروازے کشادہ کر دیں ترکی نسوانی حقوق کے تحفظ میں خالدہ خانم نے جو خدمات، انجام دیں اُنھوں نے خالدہ کے اقتدار و اثر کو مزید قوت بہم پہونچائیں، اس جد وجہد میں خالدہ کے معرکتہ الارا مضامین سے ترکی اخبارات بھرے رہتے تھے اور وہ اوس وقت تک برابر سرگرم

رہیں جبتک کہ حکومت نے "کتاب آلامیں" میں حقوق نسواں کے لئے قوانین درج و منضبط نکرلئے جب آپ کو ترکی عورتوں کے حقوق اوران کی تمام دینی و دنیاوی ترقیوں کے متعلق اطمینان ہوگیا توآپ نے اپنے دائرہ عمل کو وسعت دی، اوراب آپ نے یورپ کے اخبارات میں دستور پسند جماعت کی حمایت اور دفاع میں مضامین لکھنے شروع کر دیئے ان مضامین کا مقصد نظامِ دستوریت کو استحکام اور ترکی مخالفین کو ساکت کرنا تھا، یہ وہ ہنگامہ آرا مضامین تھے جنھوں نے یوروپین سیاست داں حلقوں میں ہل چل پیدا کر دی، اور بڑے بڑے یوروپین مدبرین خالدہ کے حکمت انگیز زورِ قلم اور پختگی پر عش عش کرنے لگے۔ مضمون نگاری کے اس دور میں امریکہ کے اخبارات نے خالدہ کے مضامین کو بہت شہرت بخشی اونہوں نے بڑی خوشی سے خالدہ کے مضامین کو شائع کیا۔ امریکن اخبارات میں جب خالدہ کوئی مضمون لکھتی تھیں تو ایڈیٹر بڑے فخر سے نوٹ میں لکھتا تھا کہ امریکن کالج کی ایک اولڈ بوائے آج ہمارے اخبار میں ایک ترکی مدبر کی شان سے جلوہ گر ہے خالدہ کے ان مضامین نے یورپ کے اوس تنگ دل طبقہ کی آنکھیں کھولدیں جو ترکی شاہنشاہی حقوق نیز ہمیشہ سے ترکوں کا دشمن اور مخالف رہا کرتا تھا، یہ وہ دیکھنے

چونکہ خالدہ کسی سیاسی انجمن کی رکن یا صدر نہیں ہیں بلکہ وہ تمام خدمات محض ایک قومی خادم کی حیثیت سے انجام دے رہی ہیں، اور گو خالدہ کا قلم یورپ اور تمام علمی دنیا میں کسی مزید شرح و تعارف کا محتاج نہیں تھا تاہم وسیع العمل خالدہ اس عرصہ میں بھی بعض قیمتی سیاسی کتابیں لکھتی رہیں جن کے ذریعہ خالدہ محترمہ کی علمی و سیاسی پوزیشن روز بروز وقیع تر ہوتی گئی اور اس غیر معمولی جدوجہد نے ترکی مدبرین کے دلوں پر خالدہ کا پورا پورا سکہ بٹھا دیا۔

سنہ ۱۹۱۳ء کا زمانہ خالدہ خانم کی تہلکہ انداز سیاسی خدمات کا زمانہ ہے، ترکی کے مایۂ نازش مدبرین انور و طلعت کا عہد وزارت ہے جسمیں ترکی قوم ایک خونچکاں قربانی کے بعد اپنی اندرونی تہذیب و اصلاح میں مصروف و منہمک ہے، ترکی وزارت کے لئے اس وقت سب سے زیادہ نازک مسئلہ بیرونی نظام اور خصوصاً مسئلہ بلقان کی پیچیدگیاں ہیں ترکی مدبرین چاہتے ہیں کہ اون کے مقبوضہ ممالک میں ایک بالکل ہی جدید اسکیم کا نفاذ ہو اور تمام منتشر اجزا باہم متحد و مربوط ہو جائیں۔ نوجوان ترکوں پر اس وقت یورپ کا متعصب طبقہ جس بری طرح الزام عائد کر رہا تھا، اور اُن کے مجموعی ہیئت حکمرانی کو جس انتشار و پراگندگی کی طرف ڈھکیل رہا تھا اوس کا تقاضہ یہ تھا کہ ترکی مدبرین

ایک ایسی حکومت ترتیب دیں جس میں محکوم افراد کے لئے عدل و مساوات اور اخوۃ و حریت کے اصول مساوی ہوں۔ گویا ترکی سیاسیات کا وہ نازک ترین انقلاب تھا جس میں باکمال و متبحر مدبرین کی امداد و اعانت اشد ضروری تھی، پس اس اہم اور مشکل ترین دور سیاست میں انور و طلعت ایسے دانشمن آگاہ وزرا نے خالدہ خانم کو امداد و اعانت کے لئے طلب کیا، اور خالدہ بھی بڑی مستعدی سے نظم حکومت اور اندرونی اصلاحات کی ترتیب و تسویہ میں شریک و مصروف ہو گئیں، خالدہ خانم نے اپنے خداداد تدبر سے ترکی وزارت میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ خود ترکی مدبرین ان کے دانش پژوہ دماغ پر حیران و ششدر تھے ترکی وزارت میں جہاں ایک طرف انور و طلعت خلیل و جمال ایسے فہیم و عظیم الشان مدبر کام کر رہے تھے وہاں دوسری طرف خالدہ خانم بکمال سکون بعض اہم ترین سیاسی ضوابط و آئین کی ترتیب میں مصروف تھیں، آخر کار جب ارکان انجمن اتحاد و ترقی نے خالدہ کے فقید النظیر تدبر اور اُن کی لاجواب فراست کا کافی اندازہ کر لیا، ادہر جب بعض اندرونی مسائل سے فرصت ملی تو شام کے گورنر جنرل ہز اکسیلنسی حضور جمال پاشا نے ترکی وزارات سے اپنی معاونت کے لئے خالدہ خانم کو طلب کیا،

ہزاکسلنسی جمال پاشا اسوقت ملک شام کے گورنر جنرل تھے اور آپ اپنے علاقہ مین جدید تعلیم و تہذیب کی اشاعت کے خواہش مند تھے آپ اپنی رعایا میں علوم و معارف صنعت و حرفت اور تجارت و زراعت کو بڑے پیمانہ پر فروغ دینا چاہتے تھے خصوصاً مملکت شام میں جدید زراعتی اور صنعتی تعلیم سے عرب کے متفرق اور بکھرے ہوے طبقوں میں جو عرصہ سے پرانی لکیر کے فقیر بنے چلے آتے تھے ایک منفعت بخش بیداری پیدا کرنی چاہتے تھے، ادھر عربوں کے وحشت اندوز اور تاریک دماغوں میں جدید تعلیم اور جدید اصول کی روشنی پہونچانا مقصود تھا، لیکن انجمن اتحاد و ترقی کے دور سے قبل مملکت شام کی حالت کچھ اسدرجہ ابتر ہوچکی تھی جس کی اصلاح و ترتیب ایک زبردست اور نہایت وسیع جدوجہد کی محتاج تھی لہذا مملکت شام میں علمی و صنعتی وغیرہ اہم امور کی انجام دہی کے لئے پختہ کار و مدبر حضور جمال پاشا نے خالدہ خانم ایسی مدبرہ اور فاضلہ ہی کو منتخب کیا، جب خالدہ خانم شام میں پہونچیں تو حضور ہز اکسلنسی جمال پاشا نے آپ کو شام کا وزیر تعلیمات مقرر فرمایا، اور خالدہ خانم اس اہم فرض کی انجام دہی میں بڑی محنت سے مصروف ہوگئیں،

خالدہ خانم نے شامی وزارت تعلیمات کا چارج لیتے ہی تمام شامی علاقوں میں تعلیمی و صنعتی وسائل بہم پہونچانے کے لئے ایک لائحہ عمل مرتب کیا

جس میں شام کے ہر قصبہ میں ابتدائی مدارس اور صدر مقام میں ہائی اسکول
کھولے جانے کا انتظام کیا گیا تھا آپ کا مستقر دمشق تھا اور ارباب
علم وفضل کا ایک ممتاز طبقہ آپ کے عملۂ وزارت میں کام کرتا تھا،
خالدہ خانم نے علاقہ شام میں تعلیم کو جو فروغ دیا، وہ حیطۂ تحریر میں
نہیں لایا جاسکتا، شامی عربوں میں جو فطرتی جمود و بے حسی پائی
جاتی ہے خصوصاً شام کا بدوی طبقہ جس درجہ جنگجو واقع ہوا ہے
اوسے دیکھتے ہوئے شام میں کسی تعلیمی اسکیم کا مقبول ہونا اور عوام کا
تعلیمات اور فنون و حرف سے دلچسپی لینا ایک مشکل اور بعید از قیاس
امر تھا لیکن خالدہ محترمہ نے اس مشکل کو اپنے آتش بیان وعظ اور
تقریر سے اس درجہ آسان بنا دیا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں تمام شام
میں ابتدائی تعلیم کے لئے مدارس قائم ہو گئے خالدہ خانم جب دورہ
کرتی تھیں تو وہ عام جلسوں میں تقریر کے ذریعہ تعلیم اور تہذیب جدید کے
فوائد عوام کے ذہن نشین کراتی تھیں، خالدہ خانم کو خدائے بزرگ
و برتر نے وہ زور تقریر عطا فرمایا ہے کہ کوئی شخص اون کی تقریر
سن لینے کے بعد اون کے خیالات کا مخالف نہیں ہو سکتا، غرض
خالدہ محترمہ نے اپنی تقریروں کے ذریعہ تمام علاقہ شام میں تعلیمات
عامہ کو جو فروغ دیا، اوس کی تفصیل ایک دوسری کتاب کو چاہتی ہے

البتہ انہوں نے اس دور میں جو سب سے نمایاں اور قابل تعریف کام کیا وہ ، مذہبی تبلیغ ہے آپ نے اس تبلیغ کو اپنے تعلیمی دوروں کے ساتھ ساتھ جاری رکھا ، ابتدائی تعلیمی مدارس کے بعد آپ نے شامی اور کرد یتیم بچوں کے لئے حکومت کے صرف سے متعدد یتیم خانے کھولے ، اور ان میں ان کی پرورش اور تربیت کے ساتھ ہی ان کی تعلیم کا انتظام بھی کر دیا ، آپ کی مذہبی تبلیغ میں وہ ہزار ہا ارمن و کرد بچے تھے جو کسی نہ کسی وجہ سے تعلیم و تربیت سے بے بہرہ رہے جاتے تھے ، آپ نے اصولِ اسلام کی تلقین جس خوش اسلوبی سے کی اس کا یہ اثر ہوا کہ سیکڑوں ارمن دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے ، خالدہ خانم نے ان نو مسلموں کی تعلیم و ترتیب پر حکومت کی طرف سے بڑی فراخ حوصلگی سے کام لیا ، آپ کی ان حسن خدمات کا سلسلہ جب ترقی پذیر ہوا تو یورپ کا متعصب طبقہ چیخ اٹھا کہ ،

" شام میں خالدہ خانم ارمن بچوں کو جبراً داخل "

" اسلام کر رہی ہیں "

لیکن یورپ کی اس چیخ پکار نے خالدہ خانم ایسی پختہ کار خاتون پر کوئی اثر نہ کیا اور وہ برابر اپنے کام میں مصروف رہیں ، انہوں نے کچھ دن بعد شامی بچوں اور نادار طلبہ کے لئے تعلیم کو مفت اور لازمی کر دیا

خالدہ خانم مملکت شام میں تنہا وزارت تعلیمات کے فرائض انجام نہیں دیتی تھیں۔ بلکہ وہ گورنر جنرل ہز اکسیلنسی جمال پاشا کی مشیر کار بھی تھیں چنانچہ اکثر مواقع پر حضور جمال پاشا آپ سے انتظامی مسائل میں مشورہ لیتے تھے ادھر شامی علاقوں میں خالدہ خانم نے جو اثر اور وقار پیدا کرلیا تھا اوس کے نتیجہ میں ایکمرتبہ خالدہ خانم حلب سے ایک سیاسی مشن لیکر نکلی تھیں، اور بعض اون بدویوں کو آپ نے حکومت عثمانیہ کا مطیع و منقاد بنایا تھا جو محصول کی ادائگی میں تساہل سے کام لیتے تھے آپ نے شام میں بھی اپنے ہم جنس طبقہ کی خدمات سے دریغ نہ کیا اور اکثر وہ فرصت کے اوقات میں لڑکیوں کو خود پڑھایا لکھایا کرتی تھیں جیسا کہ وہ انگورہ میں بھی کرتی رہیں، غرض شام میں خالدہ خانم نے محکمہ تعلیمات عامہ میں جو گران قدر خدمات واصلاحات کیں انہوں نے ارکان انجمن اتحاد وترقی کے دلوں میں خالدہ کی وقعت کو دوبالا کردیا۔

خالدہ خانم ابھی حلب ہی میں تھیں، کہ جنگ یورپ کا آغاز ہوا، اور اب ترکی حکومت کے لئے پیچیدگیوں کے دل بادل اُمنڈنے لگے، خالدہ خانم نے شام کو چھوڑدیا اور وہ قسطنطنیہ آگئیں اس اقامت کو تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ بالآخر ترکی حکومت کو بھی جنگ فرنگ

میں شریک ہونا پڑا اسوقت حضور محترم فاتح مشرق مارشل مصطفےٰ کمال پاشا کی طرح خالدہ خانم بھی جنگ کی مخالف تھیں لیکن ارکان حکومت کی کثرت رائے کے سامنے آپ نے فوراً اپنی رائے کو جماعت کا تابع کردیا، لیکن مدبرہ خالدہ کا دماغ اون مصائب سے ضرور متاثر تھا جو ترکی حکومت کو آئندہ چلکر برداشت کرنے پڑے، چنانچہ اس تشویش کی حالت میں آپ نے قسطنطنیہ میں ایک سوسائٹی قائم کی جس کا نام "ولسن سوسائٹی" تھا، اس سوسائٹی کا مقصد یہ تھا کہ حکومت امریکہ کو ترکی کا دوست اور ہمدرد بنایا جائے، آپ نے ارکان حکومت سے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ وہ ایک طاقتور مشن لیکر امریکہ جانا چاہتی ہیں، لیکن بوجوہ چند آپ کا یہ مقصد پورا نہوا، اور آپ نے قسطنطنیہ ہی میں رہکر خدمات کا سلسلہ شروع کردیا، آپ نے ترکی طاقت فراہم کرنے میں بھی وزارت جنگ کی کافی امداد کی، اور آپ نے امریکن اخبارات میں پھر سلسلہ مضامین شروع کردیا، اور اون مجبوریوں کو پوری قابلیت سے بیان کیا جن کی وجہ سے ترکی حکومت کو جنگ فرنگ میں شریک ہونا پڑا، وہ ان اخبارات میں اون الزامون کی تردید کرتی رہیں جو ترکی حکومت پر عائد کئے جاتے تھے اسوقت ترکی حکومت کی مشکلات اور خالدہ خانم کی مصروفیت اپنی حد کو پہونچی ہوئی تھی، لیکن باوجود اس کے خالدہ خانم کا ہر مضمون "سیاست" و پختہ کاری

استدلال، واصابت راے کا ایک نظر فریب گلدستہ ہوا کرتا تھا چنانچہ آپ کا
ایک طویل سیاسی مضمون شائع کرتے ہوئے امریکہ کے مشہور اخبار "نیو یارک ٹائمز"
نے ایک لیڈر میں یہ فقرے لکھے تھے "

ہم اس سے قبل بھی اس ترکی خاتون کے مضامین شائع کر چکے
ہیں اور آج بھی اون کا ایک معرکتہ الارا مضمون شائع کرتے
ہیں جو امریکن قوم کو اپنی ہمدردی کے لئے ایک نہایت ہی
منصفانہ اپیل کے ہم معنی ہے، ہم حیران ہیں کہ یہ نہایت ہی
مصروف ترکی خاتون اسقدر وزندار او مدلل مضامین
کے لئے کس طرح وقت نکال لیتی ہے "

میں نے اوپر لکھا ہے کہ خالدہ خانم نے جنگ فرنگ کے زمانہ مین
ترکی وزارت جنگ کو کافی امداد بہم پہونچائی چنانچہ یہ امداد بھی قلمی تھی
اور آپ نے اوسی زمانہ میں ایک مبسوط کتاب "یان توران رم" کے
نام سے لکھی تھی، یہ کتاب خالدہ محترمہ کی تمام کتابوں میں زبردست ترین
کتاب ہے اس میں خالدہ نے کمال سیاست صرف کیا ہے۔ آپ نے
اس میں ترکوں کے جذبات کو اوبھارنے کی جو کوشش کی تھی وہ امید و
قیاس سے زیادہ کامیاب ہوئی، اس کتاب میں، طلعت پاشا مرحوم کو
ہیرو مقرر کیا تھا اور اس کے آتش فشاں طرز بیان کا یہ عالم تھا کہ کوئی ترک

اس کے مطالعہ کے بعد اپنے جذبات مردانگی اور شجاعت کو قابو میں نہیں رکھ سکتا تھا، اسی لئے ترکی وزارت جنگ نے اس کتاب کے لاکھوں نسخے فوج میں تقسیم کرائے تھے تاکہ نوجوان ترکوں کا میدان جنگ میں ولولۂ جہاد قائم و تازہ رہے، چنانچہ جسوقت برطانی فوجوں نے مقام عآزہ پر حملہ کیا تھا تو وہاں ترکی خندقوں میں اس کتاب کے کثیر نسخے پائے گئے تھے، غرض جنگ فرنگ کے زمانہ میں خالدہ خانم کی مصروفیت اپنی انتہائی حد کو پھونچی ہوئی تھی، وہ جس طرح مضمون نگاری اور تالیف و تصنیف میں منہمک رہتی تھیں، وہ اسی انہماک کے زمانہ میں ترکی یتیموں اور بیواؤں کی خدمت میں بھی مصروف تھیں، وہ اکثر اوقات اون ترکی یتیموں اور بیواؤں کے پاس پھونچتی تھیں جو جنگ کے مصائب سے درماندہ ہوکر قسطنطنیہ کی سراؤں اور مسجدوں میں پناہ گزیں تھیں، ایک عینی شاہد نے لکھا تھا کہ

"میں نے قسطنطنیہ میں خالدہ خانم کو ایک ایسے مقام پر"
"دیکھا تھا جہاں چند بیوہ عورتیں آگ جلاکر اپنے کمسن"
"بچوں کو لئے بیٹھی تھیں۔ اونھوں نے پردہ کے لئے اپنے"
"کپڑے تان لئے تھے اون میں میں نے خالدہ کو دیکھا"
"کہ یہ بیٹھی ہوئی اونہیں صبر تحمل کی تلقین کر رہی تھیں، یہ جگہ"

اس قدر غلیظ اور غیر محفوظ تھی کہ کوئی مہذب آدمی یہاں ایک لمحہ بھی ٹہر نہیں سکتا تھا مگر خالدہ خانم نہایت بشاش یہاں بیٹھی ہوئی تقریر کر رہی تھیں، اور وہ اپنی تقریر میں اس درجہ منہمک اور مستغرق تھیں کہ انھیں کسی دوسری طرف توجہ بھی نہیں ہوتی تھی،

غرض خالدہ محترمہ اس وقت قسطنطنیہ میں ایک ممتاز لیڈر کی حیثیت سے کام کر رہی تھیں،

جب ۱۹۰۸ء میں خالدہ محترمہ کو قسطنطنیہ میں مستقل طور پر رہنا پڑا تو انھوں نے ڈاکٹر عدنان بے سے شادی کر لی، ڈاکٹر عدنان بے کو عالم اسلام عموماً اور اسلامی ہند خصوصیت سے جانتا ہے، وہ اس وقت قسطنطنیہ میں ترکی یتیم خانوں کے آنریری سپرنٹنڈنٹ تھے ڈاکٹر ممدوح کا تدبر اون کی فراست اور سیاست دانی کا ترکی میں شہرہ ہے، وہ ایک غیور اور قوم پرست مدبر ہیں اور ارکان انجمن اتحاد ترکی کے بلند مرتبہ رکن ہیں، وہ ۱۹۲۰ء میں قسطنطنیہ سے دلی مدافعت کے لیے جب انگورہ پھونچے تو آپ کی مسلمہ قابلیت کی بنا پر آپ دولت علّیہ انگورہ کے وائس پریذیڈنٹ بنائے گئے وہ عرصہ تک بحیثیت لارڈ آف چیف جسٹس کام کرتے رہے، وہ انگورہ گورنمنٹ کے

آئین جہاں بانی کی اصلاح میں تین، سال تک سرگرم خدمت رہے،
اور جب سنہ ۱۹۲۳ء میں ترکان انگورہ نے اپنی جنگی وسیاسی قوت کے
ذریعہ قسطنطنیہ پر قبضہ کرلیا تو آپ منجانب دولت عظمی انگورہ قسطنطنیہ کے گورنر
جنرل مقرر کرکے قسطنطنیہ بھیجدیے گئے، لہٰذا مذکورہ خصوصیات کی اعتبار سے
ڈاکٹر عدنان بے کے ساتھ خالدہ ایسی فاضلہ کا نکاح کرلینا ایک قسم کا
قران السعدین تھا، جس کے ذریعہ یہ دونوں فاضل روزگار ہستیاں
ملک ومذہب کی مدافعت میں شریک وسرگرم ہوگئیں،

خالدہ ممدوحہ کی علمی وسیاسی، خدمات اور آپ کی خداداد قابلیت
کے یہ وہ حالات تھے جو ابھی تک ہندوستان میں اشاعت پذیر
نہیں ہوئے تھے، لیکن اب وقت آگیا کہ خالدہ خانم ایسی فاضل
عصر خاتون کے کارناموں سے دنیائے اسلام روشناس ہو، ترکی حکومت
کے زوال کا وہ الم انگیز زمانہ آگیا جبکہ ترکی حکومت نے اپنی حلیف
طاقت جرمنی کی اندرونی کمزوریوں اور میدان جنگ میں شکست کھانے
کی وجہ سے ہتیار رکھدیئے، اور برطانیہ وفرانس وغیرہ سے صلح کی درخواست
کی، یہی وہ زمانہ تھا جسے صحیح معنی میں ترکی قوم کے ابتلاد آزمائش کا دماغ
سوز زمانہ کہہ سکتے ہیں، آخر سنہ ۱۹۱۰ء میں فرانس وبرطانیہ اور اٹلی وجاپان

اور امریکہ کے زبردست جنگی جہاز دردانیال میں داخل ہو گئے، قسطنطنیہ پر
اتحادی قبضہ ہو گیا، تمام سرکاری وغیر سرکاری اہم مقامات خصوصًا فوجی
چھاؤنیوں، تارگھروں عدالتوں اور ریلوے اسٹیشنوں پر اتحادی فوجیں
قابض ہو گئیں، بڑے بڑے مدبرین قید و نظر بند کر دیئے گئے دردانیال
کی ناکہ بندی سے تھریس وایڈریانوپل اور خود قسطنطنیہ کو ایشیائے کوچک
سے جدا کر دیا، بوڑھے سلطان وحید الدین کے بوڑھے وزرا اتحادی اثر سے
مغلوب تھے، داماد فرید پاشا جو ایک بزدل اور کافر ماغ وزیر اعظم تھا،
اتحادیوں سے مل گیا تھا، اوس نے تمام شاہی مقامات اور قلعوں پر
اتحادیوں کو قبضہ دیدیا تھا۔ ادھر اتحادیوں نے ترکی حکومت کو تقسیم کرنا
شروع کر دیا تھا، اور تھریس وسمرنا ایسے زرخیز ترکی صوبے یونان کو دیدئے
تھے، جنپر قابض ہوتے ہی یونان نے وہ مظالم شروع کر دیئے جنکے تصور سے
روح لرزاں ہے، غرض ان مظالم کے دفاع کے لئے احرار ترکوں نے
اناطولیہ میں جد وجہد شروع کر دی، اونھوں نے کل ترکی حکومت کو اتحادیوں
سے آزاد کرانے کی قسم کھائی اور اپریل سنہ ۱۹۲۰ء سے یہ تحریک زیر سرگردگی
حضور محترم تدبیر پناہ مارشل مصطفٰے کمال پاشا رونما ہوئی اناطولیہ میں ترکان
احرار کی اس تحریک نے قسطنطنیہ کے غیور و ملت پسند ترکوں کے لئے
ہلاکت و بربادی کا ایک نیا دروازہ کھولدیا، اور اب اتحادیوں نے اون

تمام ترکوں کے خلاف سخت سے سخت کارروائیاں شروع کردیں جو قسطنطنیہ میں رہ کر ترکان اناطولیہ کی تائید چاہتے تھے، پھر بھی ترکان قسطنطنیہ نے غلامی وماتحتی کی زندگی اختیار کرنے سے انکار کردیا اور وہ ہر طرح ترکان آناطولیہ کے ہمنوا بن گئے، ادھر تھریس وسمرنا میں جو قیامت خیز مصائب ترکی آبادی پر ڈہائے گئے اونہوں نے قسطنطنیہ کی آبادی کو اور بھی آتش زیر پا کردیا، اور اب ہر ترک نے تہیہ کیا کہ وہ اپنی جان دیکر ملک وملت کو آزادی کی نعمت دلائیگا، پس ان حالات کے ماتحت کیسے ہوسکتا تھا کہ ترکی قوم کی مائیہ نازمش خاتون محترمہ خالدہ خانم کے فضیلت نشان اور قوم پسند دل میں کوئی تڑپ پیدا نہوتی آخر کار خالدہ خانم اوٹھیں اور انہوں نے ٹھیک اوس وقت جبکہ قسطنطنیہ کے احرار مجاہدین انگورہ کی تائید وتحریک کے جرم میں قید ونظر بند کئے جارہے تھے کھلم کھلا ترکان انگورہ کی اعانت کیلئے ملک وقوم کو بیدار وآمادہ کرنا شروع کردیا اپنے شوہر ڈاکٹر عدنان کو اونہوں نے قسطنطنیہ سے انگورہ پہونچکر وطنی مدافعت پر آمادہ کیا، غرض خالدہ خانم قسطنطنیہ میں تمام ترکی قوم کی رہبری کے لئے ایک سیاسی لیڈر کی حیثیت سے سرگرم عمل ہوگئیں، اونہوں نے تقریروں اور جلسوں کے ذریعہ ترکان قسطنطنیہ میں حب وطن اور مدرفعت وطن کی

جذبات برانگیختہ کرنا شروع کردیے، وہ نہایت بے باکی سے مصروف عمل ہوگئیں، اور داماد فرید بے کی گورنمنٹ پر بھی اونہوں نے "ترکی شاہی حقوق" کی حفاظت کے لئے زور دیا، اور روز بروز اون کے عمل کا پیمانہ ترقی کرتا گیا، اونہوں نے علاوہ ترکی قوم کی مدافعت کے بعض تورانی و تاتاری اقوام کے اتحاد و آزادی کے لئے بھی جد وجہد کی، اونہوں نے جمہوریہ آذربائیجان کی آزادی کے موقع پر قسطنطنیہ میں ایک عظیم الشان جلسہ کیا تھا جس میں وہ خود صدر جلسہ تھیں، اس جلسہ میں اونہوں نے "کمزور اقوام خصوصاً اسلامی افراد کی عام آزادی" پر اظہار خیالات کرتے ہوئے ذیل کے الفاظ ارشاد فرمائے تھے۔

ممکن ہے کہ میں ترکی حکومت کے اثرات و اقتدار کو بخارا و تاشقند تک پھیلنا دیکھنے کے لئے زندہ رہوں، لیکن اگر میں اوس سلطان ترکی کے دور حکومت میں ہوتی جنہوں نے وائینا دار السلطنت آسٹریا کو محاصرہ کی دھمکی دی تھی تو شاید میرے دل کو قدرے تسکین ہوتی، لیکن مغرب کی کسی کامیابی اور فتح سے میرے دل کو یہ مسرت و خوشنودی حاصل نہ ہوئی جو حکومت اسلامیہ آذربائیجان کی خود مختاری کی روح افزا خبر نے میرے دل میں پیدا کر دی ہے۔[۱]

۱؎ سیاست ۲۵ اپریل ۱۹۲۰ء

خالدہ محترمہ کی ان تمام زرسیاسی مصروفیتوں میں جو بات سب سے
زیادہ تعجب انگیز ہوسکتی ہے وہ یہ تھی کہ اتحادیوں نے انہیں گرفتار
نہ کیا اس کے جواب میں رپورٹر نے لکھا تھا کہ وہ پہلے پہل اسوجہ سے
گرفتار نہیں کی گئیں کہ وہ عورت تھیں۔ اور انہوں نے اسوقت تک
اتحادیوں کے خلاف کوئی نفرت وحقارت نہیں پھیلائی تھی اور نہ انہوں نے
کسی اہم سازش میں حصہ لیا تھا، لیکن جب ۵ رمئی ۱۹۱۹ء میں بزدل
یونانیوں نے سمرنا میں حشر انگیز مظالم شروع کردیئے ترکی آبادی کو
آگ وخون میں جھونکنا شروع کردیا، لاکھوں ترک بچے بوڑھے۔ عورتیں
اور نوجوان تلوار کے گھاٹ اتارے جانے لگے تو خالدہ محمدوحہ کے جذبہ
ہمیت میں ایک ولولہ انگیز تڑپ پیدا ہوگئی اور وہ ان ہولناک مظالم پر
بے چین ہوگئیں۔ انہوں نے ان مظالم کے انسداد کے لئے قسطنطنیہ میں
زبردست ایجی ٹیشن شروع کردیا، گویا اب تک وہ نہایت آئینی طریق پر
کام کررہی تھیں مگر اب انہوں نے اتحادی مشغولوں کے خلاف سخت
سے سخت تدابیر اختیار کیں، انہوں نے انسداد مظالم کے لئے عظیم الشان
جلسے منعقد کئے اور بڑے بڑے ترکی مدبرین کو ان جلسوں میں مدعو کیا،
اسوقت خالدہ خانم کے ساتھ تمام قسطنطنیہ تھا لاکھوں ترک اٹھ کھڑے
ہوئے اور انہوں نے خالدہ کی آواز کو لبیک کہا خالدہ خانم کے

خداداد فضل و کمال کا یہ اثر تھا کہ ہر بڑے سے بڑے جلسہ کی وہی صدر بنائی جاتی تھیں، خالدہ خانم کے ان جلسوں نے اتحادیوں کا ناطقہ بند کر دیا تھا خصوصاً انگلستانی جرائد چیخ اوٹھے تھے اور انہوں نے خالدہ خانم کے اثر کو محسوس کرتے ہوئے سمجھ لیا تھا کہ اگر آتش بیاں خالدہ کو قسطنطنیہ میں اسی طرح جلسوں میں تقریر کا موقع دیا گیا تو وہ ایک دن ضرور اتحادیوں کا سرپلپلا کرا دیں گی

مذکورہ حالات بھی ایک حد تک نہایت اہمیت رکھتے تھے، اور گو قسطنطنیہ میں خالدہ خانم نے پوری قابلیت سے اتحادیوں کے خلاف پروپگنڈا کیا لیکن ان تمام کارروائیون نے اتحادیوں کے طرز عمل کو نہ بدلا، اسکی ظاہر وجہ یہی تھی کہ قسطنطنیہ کی گورنمنٹ کا صدر کارکن داماد فرید اتحادیونکا دوست تھا، پس جب خالدہ خانم نے اتحادیوں کے طرز عمل کو ناقابل اطمینان پایا تو بہادر و دی حوصلہ خالدہ نے نہایت اہم ذرائع مدافعت اختیار کئے، انہوں نے قسطنطنیہ کی ترکی عورتوں کو ترکان انگورہ اور حفظ وطن کے لئے تیار و آمادہ کیا، انہون نے پوری جرات و بیباکی سے ترکی عورتون کو اس خونچکان جد و جہد کے لئے ابھارنا شروع کیا اور بکمال فراست ان جوان ہمت عورتوں کی اندرون قسطنطنیہ متعدد انجمنیں قائم کیں، جنکا واحد مقصد "حفظ وطن" اور ترکان انگورہ کی

اہانت،، تھا، میں نے ابتدائے کتاب میں ترکی خواتین، کی بیداری کے جو اسباب بیان کئے ہیں، یہ اونہیں کا نتیجہ تھا کہ خالدہ کی اپیل ترکی خواتین میں بہت جلد مقبول و کامیاب ہو گئی، اور بیدار مغز قوم پرست ترکی خواتین خالدہ کے ساتھ ہو گئیں، قسطنطنیہ کی تقریباً ۹۵ فیصدی ترکی خواتین نے خالدہ کے ساتھ کام کرنے کا ارادہ ظاہر کیا، اور وہ عملاً اس اہم خدمت کے لئے تیار ہو گئیں، جب خالدہ محترمہ نے ترکی خواتین کے ولولہ عمل کو محسوس کر لیا تو انہوں نے بطریق عمل ان خواتین کی تین انجمنیں بنائیں۔

۱) ترکی خواتین مقیم قسطنطنیہ کی پہلی جماعت جو امراء و تعلیم یافتہ طبقہ سے متعلق تھی ترکی مظلومیت اور انتزاع حقوق کی مدافعت میں تحریر و تقریر کے ذریعہ دنیائے انصاف کو اپنی ہمدردی اور اعانت کے لئے متوجہ کرتی تھی،

۲) ترکی خواتین کی دوسری جماعت اتحادیوں اور ترکی گورنمنٹ کی خفیہ سازشوں اور معاہدوں وغیرہ کی اطلاع انگورہ گورنمنٹ کو دیتی تھی، چنانچہ ۱۹۲۱ء میں ہندوستان کے مشہور دوزخی مصطفےٰ صغیر کو انگورہ میں جس ترکی خاتون نے گرفتار کرایا وہ اسی مجلس کی رکن اور خالدہ خانم کی کتابوں کا مطالعہ کرنے والی غیور خاتون

تھی جس کا نام جناآن ہے،

(۳) ترکی خواتین کی تیسری جماعت میں نہایت جری اور بہادر خواتین کام کرتی تھیں ان کا کام مجاہدین انگورہ کو خفیہ طریق پر قسطنطنیہ سے ہتھیار اور سامان حرب بہم پہونچانا تھا ترکی خواتین کی یہ وہ بہادر وذی حوصلہ جماعتیں تھیں جنھیں۔ جوان ہمت خالدہ نے مرتب کیا تھا اوران جماعتوں نے ترکان انگورہ اور حفظ وطن کے لئے جو گراں پایہ خدمات انجام دیں اونہیں میں آگے چلکر تفصیل کے ساتھ بیان کروں گا، لیکن مذکورہ نہلکہ انداز اور عظیم الشان انہماک عمل میں خالدہ محترمہ کی ایک ایسی کارروائی کا اظہار ضروری ہے جو مذہب پسند طبقہ کی دلچسپی اور مذہب ناشناس مسلمانوں کی عبرت کے لئے اپنے اندر سیکڑوں بصیرتیں رکھتی ہے

خالدہ محترمہ نے جب قسطنطنیہ میں آغاز عمل کیا تو انہوں نے عام جلسوں میں تقریر کے لئے تمام مذہبی اعتبارات کو ملحوظ رکھتے ہوئے تقدس پناہ حضور شیخ الاسلام سے حسب ذیل الفاظ میں درخواست کی تھی،

"میں مذہب وملت اور ترکی کے جائز حقوق کی حفاظت"

"کے لئے جس جدوجہد کا آغاز کرنا چاہتی ہوں اس میں"

بہ مجھے عام جلسوں میں مردوں کے سامنے تقریر کرنا پڑیگی،
لہذا میں تقدس مآب سے ملتجی ہوں کہ مجھے دستور مذہبی
کے تحت ان عام جلسوں میں تقریر کی اجازت دیجائے۔

[ملاحظہ ہو ڈیلی میل لنڈن
مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۲۱ء]

اس عبارت سے خالدہ خانم کی مذہب پرست طبیعت کا اندازہ
ہوگا اور یہ سمجھا جاسکیگا کہ خالدہ محترمہ باوصف ایک جدید فیشن ایبل
اور مغربی تعلیمیافتہ عورت کی حیثیت سے کس درجہ مذہبی احترام کی دلدادہ
ہے، خالدہ محترمہ ہمیشہ برقعہ پوش رہتی ہیں، اونہوں نے سوائے میدان
جنگ کے کبھی اپنے چہرہ کو بے حجاب نہیں کھولا، گویا وہ ایک پکی مسلمان
اور مذہب کے جزئی سے جزئی حکم وشعار کی پابند عورت ہیں کاش
خالدہ محترمہ کے اس طرز عمل کو مولانا حسرت موہانی پڑھ لیں۔

الغرض خالدہ محترمہ نے جب قسطنطنیہ میں مذکور دعاعوں کی بنیادیں
استوار کیں اور خود بھی نہایت بے باکی سے میدان عمل میں سرگرم کار
ہوگئیں تو اب اتحادیوں کے لئے مشکل ہوگیا کہ وہ خالدہ کو آزاد چھوڑ
دیں لہذا اتحادی ممبروں نے خالدہ کی نگرانی شروع کردی اور اب
وقت آگیا کہ خالدہ قسطنطنیہ میں اتحادیوں کے ہاتھوں گرفتار ہوجائے

بس اس حالت کے پیدا ہوتے ہی خالدہ محترمہ نے بجائے ترک عمل کے اناطولیہ فرار ہو جانے کا خطرناک ارادہ کرلیا، اور عین اوس رات کو جب کہ اتحادیوں نے خالدہ کی گرفتاری کے احکام صادر کر دیئے تھے خالدہ قسطنطنیہ سے روپوش ہو گئیں اور وہ اپنے محبوب مامن یعنی رابرٹسن کالج میں چھپ گئیں خالدہ محترمہ کی اس روپوشی کے لئے مختلف اطلاعیں شائع ہوئی ہیں، کسی میں بیان کیا گیا ہے کہ خالدہ رابرٹسن کالج میں کافی عرصہ تک پوشیدہ رہیں، کسی میں لکھا ہے کہ خالدہ نے ارکان کالج سے بھی اپنی پوشیدگی کے اسباب بیان نہیں کئے بہرکیف یہ صحیح ہے کہ وہ رابرٹسن کالج میں پناہ گزین ضرور ہوئیں، اور جب اناطولیہ جانے کے اسباب مکمل ہو گئے تو وہ شب کی تاریکیوں میں ایک کشتی کے ذریعہ قسطنطنیہ کو خیرباد کہکر اناطولیہ روانہ ہو گئیں، اور بحری سفر کے بعد وہ خچر پر سوار ہو کر دشوار گذار راستوں سے انگورہ پہونچ گئیں،

خالدہ محترمہ کی اس فراری کے متعلق ایک انگریزی نامہ نگار نے لکھا تھا کہ خالدہ خانم اور اُن کے فاضل شوہر ڈاکٹر عدنان بے قسطنطنیہ سے گرفتار کر کے مالٹا بھیجد یے گئے تھے اور وہاں سے یہ دونوں میاں بیوی فرار ہو کر انگورہ پہونچ گئے، لیکن کثیر اطلاعیں اس خبر کی تردید میں ہیں اور خالدہ محترمہ کا انگورہ اسی طرح پہونچنا صحیح ہے جس طرح :-

---

میں نے اوپر بیان کیا ہے کہ خالدہ کے اس عزم اور سفر کی پریشانیاں کوئی غیور دماغ محسوس کر سکتا ہے کہ یہ کوئی معمولی واقعہ ہے کہ خالدہ نے محض ملک و قوم اور دین حنیف کی حفاظت و خدمت کے لئے خود کو ہلاکت بار سفر میں چھوڑ دیا وہ جب باسفورس سے شب کو سیاہ لباس پہنکر بحری سفر کے لئے نکلیں تو اوسوقت اتحادی جنگی جہاز بندرگاہوں پر اپنی آتش فشاں توپوں کے دہانے سیدھے کئے کھڑے تھے، شب کی ڈراونی تاریکیاں فضائے ارض کو اس طرح گھیر چکی تھیں کہ خالدہ کو اپنے مقررکردہ بندرگاہ کا راستہ بھی نہ مل سکا اور وہ اسی بے راہ روی میں ایک ایسے بندر پر پہونچ گئیں جہاں قریب تھا کہ وہ یونانی نگہبانوں کی ہاتھوں گرفتار ہوجائیں مگر اُن کے ایک رفیق کی آواز نے انہیں عین وقت پر اس خطرہ سے بچالیا اونہوں نے دریا میں بجائے کسی محفوظ جہاز کے ایک ہلکی کشتی پر سفر کیا جو بحری خطروں سے ہمیشہ گھری رہتی ہے، اونہوں نے ساحل اناطولیہ پر پہونچکر بری راستہ ایک خچر پر طے کیا جسکی تکالیف کا اس نسبت سے اندازہ کیجئے کہ خالدہ کوئی مشتاق جفاکش سپاہی تو نہ تھیں جو راستہ کی تمام مشکلات اور سواری کی تکالیف کو آسانی سے قبول کرلیتیں

وہ تو ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ناز پروردہ خاتون تھیں وہ ترکی قوم کی لیڈر و سردار تھیں جو بڑے بڑے مدبرین کے دماغوں پر حکومت کرتی تھیں کیا خالدہ کو بھوک و پیاس کی عقل سوز تکالیف نے نہ گھیرا ہوگا ؟ کیا وہ راستہ کی درازی اور تنہائی سے گھبرا نہ گئی ہوں گی ؟ کیا اونہیں تنہائی اور اس غربت نے نہ ستایا ہوگا جبکہ وہ بے یار و مددگار آنا طولیہ کے وسیع جنگلوں اور ریگزاروں سے گذر رہی تھیں ؟ کیا اونہیں وطن عزیز کی راحتیں اور سکون بخش نیند یاد نہ آتی ہوگی ؟ ہاں یہ سب کچھ تھا مگران تمام حوصلہ شکن اور صبر آزما تکالیف کو جس جوہر نے اطمینان و مسرت سے بدلدیا تھا افسوس کہ وہ ہم میں تو نہیں مگر ہاں خالدہ خانم میں بدرجۂ اتم موجود تھا ، اور وہ حُب وطن حُب مذہب جذب آزادی ، ایثار و فدویت ، عمل و نتیجہ عمل اور سب سے آخر یہ کہ خدا ئے قدیر و قادر پر پختہ اعتماد و ایمان تھا جس نے دل و دماغ کو امید و کامرانی کے حوصلہ فزا جذبات سے معمور کر دیا تھا ، وہ ملک و مذہب کی خدمت کے لئے تیار ہوئی تھیں ، وہ بے کسوں کو استقلال و آزادی کی نعمت سے شادکام بنانے نکلی تھیں ؛ وہ ابنائے ملک و ملت کے تحفظ اور بقائے دین و وطن کے لئے چلی تھیں ، اور یہی وہ

آخری مگر مقدس جذبۂ عمل تھا جس کی وجہ سے خدائے رحیم و رحمٰن نے انکے لئے زمین کو لپیٹ دیا اور سفر کی تمام دلگداز و دل شکن مصیبتیں اون کے لئے آسان ہوگئیں اور وہ بخیر و خوبی انگورہ پھونچ گئیں کہ یہی بدلہ ملتا ہے خدائے قدیر قدوس کی طرف سے مخلصین کو،

دار السلام انگورہ میں خالدہ کا داخلہ اوسوقت ہوا جبکہ دانایان انگورہ اناطولیہ میں ایک ایسی حکومت کی بنیاد رکھ رہے تھے جس کے اصول حکمرانی اسلام کے صحیح اور عدالت نواز معیار پر مبنی ہیں ظاہر ہے کہ اسوقت ترکان انگورہ کے سامنے اگرچہ حفظ وطن اور دشمن کو ملک سے مار بھگانے کا نہایت اہم و اقدم مسئلہ پیش تھا، مگر جس قوم کے عروج و کمال کا زمانہ آتا ہے تو خدائے حکیم و فیاض اوس کے افراد کے تمام قوائے عملی کو ایک مافوق الفطرت قوت کے ساتھ بیدار کر دیتا ہے، چنانچہ اس نازک وقت میں جبکہ احرار انگورہ کو میدان جنگ کی مصروفیتیں چاروں طرف سے گھیرے ہوے تھیں اون کا انگورہ میں بیٹھ کر ایک بدیع المثال حکومت کی اندرونی اصلاح و تنظیم کا نتیجہ مبداء فیاض کی اوس بخشش و موہبت کی دلیل ہے جو محض کسی ترقی پانے والی جماعت ہی کا نصیب ہو سکتی ہے غرض

اسوقت ترکان انگورہ کو حکومت کی داخلی اصلاح و ترتیب کے لئے جن متجر دماغوں کی ضرورت تھی اوسے خالدہ کی آمد نے ایک حد تک پورا کردیا، اور اسی لئے خالدہ خانم کا انگورہ میں وہ شاندار استقبال کیا گیا کہ بیان سے باہر ہے، آپ کو فوراً انگورہ کی سیاسی جماعت میں شریک کرلیا گیا،

انگورہ میں ابتداً خالدہ خانم بحیثیت رکن پارلیمنٹ کے شریک عمل ہوئیں، اور اون قوانین کی ترتیب میں بیش از بیش اور نہایت قیمتی امداد دی جو جمہوریہ انگورہ کے لئے مرتب کئے جارہے تھے، خالدہ محترمہ کے یہ سیاسی مشورے ایوان حکومت میں بلاکسی مخالفت کے منظور کئے جاتے تھے، اور یہ اسی سیاسی انہماک اور خالدہ کے غیر معمولی تبحر کا نتیجہ تھا کہ جب ۱۹۲۰ء کے آخری ایام میں انگورہ گورنمنٹ کا نیا کابینہ منتخب ہوا تو خالدہ خانم کو بالاتفاق انگورہ کیبنٹ میں دولت علیہ انگورہ کا وزیر تعلیمات مقرر کیا گیا، اور خالدہ اب بحیثیت وزیر کے ایک عظیم الشان حکومت کے ایوان سیاسی میں داخل ہوگئیں جس وقت خالدہ خانم کو انگورہ گورنمنٹ نے وزیر تعلیمات مقرر کیا تو اُس وقت نہ صرف دنیا ے اسلام بلکہ یورپ کے منصب علمی و سیاسی طبقات میں ہل چل مچ گئی، اور یورپین اخبارات وار باب پارے

نے صاف صاف کہدیا کہ جس طرح دنیا میں ترکوں نے حکومت کے شعبۂ انتظامی میں خالدہ کو وزیر تعلیمات مقرر کرکے اپنی بیدار قومیت کا ثبوت دیا ہے اوسی طرح خالدہ خانم سب سے پہلی وہ صاحب کمال عورت ہے جس نے کسی زبردست حکومت میں اسقدر اہم اور جلیل القدر عہدہ حاصل کیا ہے۔

الغرض جسوقت خالدہ خانم کو عہدۂ وزارت سپرد کیا گیا یہ وقت حکومت انگورہ اور اناطولیہ کے لئے نہایت کرب و اضطراب کا وقت تھا، کیونکہ قسطنطنیہ پر اتحادی جنگی جہازوں کی موجودگی اور ناکہ بندی نے اناطولیہ پر ہر قسم کی امداد و اعانت کا راستہ بند کردیا تھا، یونانی فوجیں اندرون آناطولیہ بڑہی چلی آرہی تھیں، اور ملک میں سکون و اطمینان کا نشان بہی نہ تھا یونانی افواج کی تباہ کن پیشقدمی کے باعث اناطولی باشندے گوناگون اور بربادکن مصائب میں مبتلا تھے اور یہ اضطراب اس درجہ بڑہا ہوا تھا کہ خود دانایان انگورہ مدافعت کے اسباب و وسائل میں منہمک تھے، اس وقت ہر شخص کے نزدیک سب سے اہم خدمت دشمن کا ملک سے قطعی استیصال و مقابلہ تھا۔ کیونکہ اندرون اناطولیہ یونانی افواج کی غارت گر پیشقدمی اور اسکی شہر وغیرہ جنگی مقامات کے چھین جانے سے اناطولی باشندوں

میں عام تشویش پھیل گئی تھی، پس مذکورہ خطرناک حالات میں ظاہر ہے
کہ کوئی علمی و تعلیمی تجویز یا اسکیم کس طرح ملک میں نفاذ پذیر ہو سکتی ہے؟
اور قاعدہ بھی یہی ہے کہ جب کوئی حکومت خطرات جنگ میں گھر جاتی ہے
تو وہ اپنی تمام تر اندرونی اصلاحات، تجارت، اور درآمد و برآمد کے
سلسلوں کو روک دینے پر مجبور ہوتی ہے، اور جب تک ملک کو داخلی سکون
و اطمینان حاصل نہیں ہو جاتا اس وقت تک حکومت کسی دوسرے
شعبہ کی اصلاح نہیں کرتی، بلکہ وہ سب سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو
ایک مرکز پر جمع کر کے دشمن کو ملک سے باہر نکالتی ہے، پھر زمان امن و
امان میں وہ کسی دوسری طرف متوجہ ہوتی ہے، لیکن یہ خالدہ خانم کی
انتہائی حوصلہ مندی تھی کہ آپ نے اناطولیہ کی ان خونشابہ فشانیوں
اور حالت جنگ ہی میں اناطولیہ اور ممالک محروسہ انگورہ کی تمام آبادی
کے لئے ایک زبردست تعلیمی لائحہ عمل تیار کیا جسکی وسعت و اہمیت کا
اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی اسکیم میں اناطولیہ کے بڑے
بڑے شہروں، قصبوں سے لیکر گاؤں گاؤں میں ابتدائی مدارس کا
افتتاح تجویز کیا گیا تھا۔ لیکن قبل اس کے کہ خالدہ خانم کی یہ جامع اسکیم
ملک میں نفاذ پذیر ہوتی آپ کو ایک زبردست مقابلہ انگورہ پارلیمینٹ
سے کرنا باقی تھا، اور یہ اہم مقابلہ اپنی وسیع تعلیمی اسکیم کے مصارف

منظور کرانا تھا، لیکن یہ منظوری اس لئے دشوار تھی کہ اسوقت انگورہ
پارلیمنٹ میں ایسے وزرار کام کر رہے تھے جو "ضروریات جنگ"
کو تمام لوازم پر مقدم رکھتے تھے انگورہ کے ہوس آف لارڈس میں
حضور ذی جاہ ہتوربناہ مارشل مصطفےٰ فوزی پاشا چیف آف دی اسٹاف
کی ذات ہی تنہا ایسی تجاویز کی مخالف تھی اور ان کی تمام جنگی پارٹی
اس وقت مقاصد جنگ کی موئد وطرفدار تھی، لہذا ایسی صورت
میں کہ جنگی پارٹی اور تمام دوسرے وزرار ضروریات جنگ کے
تکفل وسربراہی کے موئید ہوں کسی تعلیمی لائحہ عمل کے لئے وزارت
مال سے کوئی گراں قدر بجٹ منظور کرالینا آسان نہ تھا، لیکن یہ خالدہ
خانم ہی کی خداساز اہلیت اور پوزیشن کا اثر تھا کہ آپ نے جسوقت
انگورہ پارلیمنٹ میں یہ بجٹ پیش کیا تو وہ بہت قلیل مخالفت کے
بعد منظور ہوگیا، صرف وزیر مال دالتش پڑ وہ ہز اکسلنسی حسین جمیل بے
نے یہ ترمیم پیش کی تھی کہ شہر وقصبات کے بعد، گاؤں" میں ابتدائی
مدارس کا افتتاح فی الحال جنگی ضروریات کی وجہ سے ملتوی کردیا جائے
لیکن جسوقت فاضل خالدہ خانم نے اس ترمیم کے خلاف تقریر کی
اور بہ دلایل اس ضرورت کو واضح کیا اور صدر پارلیمنٹ ڈاکٹر
عدنان بے نے آراء کا شمار کیا تو ۴۶ میں سے ۴۳ رائیں خالدہ کے

خلاف تھیں باقی تمام ارکان نے خالدہ کی موافقت کی جبپر وزیر مال کی ترمیم رد کردیگئی اور خالدہ خانم کا مکمل بجٹ منظور کرالیا اور وزیر مال کی ترمیم کو رد کرتی ہوئے جو تقریر کی تھی اوسمیں اونہوں نے علاوہ تعلیمی ضروریات و فوائد کو ثابت کرتے ہوے یہ نہایت دانشمندانہ مقصد ظاہر کیا گیا کہ

اسوقت جبکہ ہم آگ و خون کے دریا میں دھکیل دیے گئے ہیں اور ہم پر مصیبت کی دل بادل امنڈ رہے ہیں دشمن چاہتا ہے کہ ہمیں کسی نہ کسی طرح دنیا میں ذلیل ثابت کرے آرمن و یونانی پروپگنڈا کر رہے ہیں، یورپ کہتا ہے کہ ہم بربریت اور جہل کے حامی ہیں لہذا ہمارا کامیاب احساس یہ ہوگا کہ ہم ان مصائب و آلام میں گھر کر بھی اپنی ماتحت رعایا کی دماغی و ذہنی اصلاح کر کے دشمنوں کو دکھلا دیں کہ ترک کس طرح علوم و معارف تہذیب و ترقی کے دلدادہ ہیں -

خالدہ محترمہ کا یہ و بلند پایہ مقصد و منشا تھا جسے بیدار مغز ترکوں نے قبول کرلیا، گویا خالدہ نے اس اسکیم کے ذریعہ ترکوں کی اوس پہلو کو روشن کردیا جسے متعصب یورپ کی پروپگنڈا نے عرصہ سے تاریک بنا رکھا تھا خالدہ خانم کی اس نازک وقت میں تعلیم کو فروغ دینے والی اسکیم نے جو تبلیغی اثر یورپ میں پیدا کیا اوسے یوروپین دماغوں نے کس نسبت سے

محسوس کیا؟ اس کا جواب فرانس کی مشہور ترک دوست سیاست داں خاتون مس گالف نے "تعریجات انقرہ" میں اس طرح لکھا ہے

"مجھے صوبہ اناطولیہ میں جس چیز نے سب سے زیادہ خوش کیا وہ پہلا گاؤں گاؤں اور قصبہ قصبہ میں ابتدائی مدارس کا افتتاح ہے جو اوس زبردست تعلیمی لائحہ عمل کا نتیجہ ہے جو خالدہ خانم وزیر تعلیمات نے مرتب کیا ہے، اور جسے منظور کرانے میں اونھیں اپنی لاثانی قوت استدلال صرف کرنا پڑی تھی اناطولیہ میں تنہا مدارس کی کثرت اون یورپین متعصب مبلغین کا کافی اور دندان شکن جواب ہے جو وہ ترکوں کی جہل و وحشت کے متعلق بیان کرتے رہتے ہیں۔"

غرض ان حالات کے تحت خالدہ خانم نے جب اسکیم منظور کرالی تو اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے اونھوں نے تدابیر اختیار کیں، لیکن یہ دقت اور کام خالدہ کے لئے پارلیمنٹ کی مخالفت سے بھی زیادہ سخت تھا، کیونکہ اس وقت اناطولیہ اور انگورہ میں اس قدر وسیع پیمانہ والی تعلیمی اسکیم کے اجراء و عمل کے لئے جو ضروری چیزیں درکار تھیں، وہ خالدہ کو میسر نہ تھیں منجملہ سب سے پہلے نہ تعداد کثیر اساتذہ، پروفیسرز، اور معلمات کی ضرورت تھی لیکن اناطولیہ اسقدر تعداد بہم پہنچانے سے قاصر تھا، دوسری ضرورت مدارس اور کالجوں کے لئے عمارتوں کی فراہمی تھی سو ضروریات جگہیں انہیں بھی

کمیاب بنا دیا تھا، لہذا ایسی صورت میں خالدہ خانم کی یہ وسیع تعلیمی تجاویز بیکار تھیں، لیکن یہ ذی حوصلہ عورت اس کمی سے مطلق نہ گھبرائی، بلکہ آپ نے قسطنطنیہ کے اساتذہ، اور معلمات کو اس خدمت کی طرف توجہ دلائی اور اونہیں، قومیت کے جذبات سے متاثر کر کے انگورہ پہونچنے کی دعوت دی، اونھوں نے مدارس کی عمارتوں کے لئے اندرون اناطولیہ وہاں کی تجار و متمولین سے درخواست کی جنھوں نے فوراً اپنی عمارتیں تعلیمی ضروریات کے لئے خالدہ کے سپرد کر دیں، اور اسطرح یہ وسیع تعلیمی اسکیم نفاذ پذیر ہوگی خالدہ محترمہ نے ماہرین اور اساتذہ قسطنطنیہ سے انگورہ میں خدمات انجام دینے کے لئے جو اپیل کئے تھے وہ منجانب صدارت انگورہ حضور مصطفےٰ کمال پاشا کے نام سے ہندوستانی جرائد میں بھی شائع ہو چکے ہیں یہ اپیل ہوائی جہازوں کے ذریعہ پھونچائے گئے تھے، چنانچہ قسطنطنیہ کی بیدار مغز اور آزاد آبادی سے ارباب علم و کمال جوق جوق انگورہ پھونچ گئے اور اسطرح یہ وسیع تعلیمی اسکیم عملی صورت میں کامیاب ہوگئی، ملک میں متعدد اسکول و کالج کھولے گئے، اور خاص دار السلام انگورہ میں شاہی جامع مسجد کے مقابل انگورہ یونیورسٹی کا سنگ بنیاد رکھا گیا، اور یہی وہ عظیم الشان یونیورسٹی ہے جو ایشائے کوچک کا مرکزی دار العلوم کہا جاسکتا ہے۔ ان ابتدائی تعلیمی امور کے بعد خالدہ محترمہ نے اپنی اسکیم کو اور وسعت دی اور

انہوں نے ترکی میں بچوں اور لڑکیوں کے لئے تعلیم کو "مفت و لازم"، کر دیا اس کے بعد آپ علوم و معارف کے دوسرے شعبوں کی طرف متوجہ ہوئیں اور آپ نے ممالک محروسہ انگورہ کا ایک طویل دورہ کیا جس میں علاوہ تعلیمی امور کی جانچ کے ساتھ آپ نے خواتین اناطولیہ کو کسب علوم و فنون کی طرف متوجہ کیا اور اونہیں علمی فوائد ذہن نشین کرائے۔ پھر انگورہ واپس ہو کر اونہوں نے جدید اصول پر ایک "زنانہ کالج"، کھولدیا جس میں اناطولیہ عورتوں کو سائنس ڈاکٹری قانون اور صنعت و حرفت کی تعلیم دیجاتی ہے اس زبردست زنانہ کالج کے متعلق مس گاتت لکھتی ہیں کہ

"اناطولیہ کا زنانہ کالج خصوصیت سے قابل ذکر ہے اس میں ترکی عورتوں کو ڈاکٹری۔ سائنس، اور، انجنیری کی تعلیم دیجاتی ہے ڈاکٹری کی تعلیم کیلئے اسلحہ اور اوزار بھی فراہم کئے گئے ہیں"

"خالدہ خانم کے نزدیک چونکہ عورتیں بھی مردوں کے مانند قوای عمل رکھتی ہیں اس لئے آپ نے خصوصیت سے تعلیمات نسواں کے ہر شعبہ کی نگہبانی کو ملحوظ رکھا اونہوں نے عورتوں کی تعلیم میں جہاں ڈاکٹری، سائنس، انجنیری دینیات، اور قانون ایسے فنون عالیہ کی تعلیم کو عام کیا وہاں انہوں نے فنون لطیفہ سے بہرہ اندوز ہونے کے لئے بھی درسگاہیں قایم کیں چنانچہ اوائل ۱۹۲۱ء میں انہوں نے عورتوں کے لئے موسیقی کا ایک اسکول

کھول دیا جس میں اناطولیہ کی عورتیں تعلیم پاتی ہیں، اس اسکول نے تھوڑی ہی
مدت میں خاصی ترقی حاصل کرلی اور اسکی کامیاب طالبات آج اس فن
کے ذریعہ ملک وقوم کی خدمت میں مصروف ہیں، آپکو حیرت ہوگی کہ ماہرین
موسیقی کو ملک وقوم کی خدمت سے کیا تعلق ہے؟ اس کے جواب کے لئے
احمد امین بے ایڈیٹر اخبار "نو وقت" اور اخبار "مارننگ پوسٹ لنڈن" کے
نامہ نگار نے اپنے سفر انگورہ کے حالات میں لکھا ہے۔ کہ

"انگورہ پارلیمنٹ کے ایوان کے سامنے ایک چھوٹا سا خوشنما تھیٹر
وہ ہے۔ اس میں انگورہ کی خوش الحان لڑکیاں اپنے قومی ترانون
وہ سے اول ارکان پارلیمنٹ کے تھکے ہوئے دماغوں کو مسرور بناتی"

"وہیں جو دن بھر ایوان پارلیمنٹ میں مصروف عمل رہتے ہیں،
ان کے ترانے اسقدر اثر انداز ہوتے ہیں کہ سامعین کے آنسو جاری ہوجاتے ہین

میں نے اوپر بیان کیا ہے کہ خالدہ محترمہ نے بحیثیت وزیر تعلیمات عامہ اندرون
اناطولیہ ایک طویل دورہ کیا تھا۔ اوسکی واپسی پر آپ نے ایک مبسوط
رپورٹ پارلیمنٹ کو پیش کی تھی جس میں نہایت مدلل طریق پر اناطولیہ کی
آبادی کے اعداد وشمار اور ضروریات کا اظہار کیا تھا، اسی رپورٹ میں
۵۰۰۰۰ ۳۰۰۰۰
آپ نے تلایا تھا کہ اناطولیہ میں پچاس ہزار دیہات ایسے ہیں جن میں تیس ہزار

مدارس کھولنا چاہتے، یہ تجویز اگرچہ اوس وقت جنگی ضروریات کے تحت ملتوی کردی گئی تھی لیکن ۱۵ ارجنوری ۱۹۲۳ء کے اخبار تنجات بجنور نے اخبار شکاگو ٹربیون کے حوالہ سے اس تجویز کی منظوری کی اطلاع دی ہے گویا خالدہ خانم کا بنایا ہوا تعلیمی لائحہ عمل اسقدر اہم اور مفید تھا جو ضروریات جنگ کے معتدل صورت اختیار کرتے ہی منظور کرلیا گیا، خالدہ خانم کا یہ تعلیمی دور کوئی سال ڈیڑھ سال رہا، اور اس عرصہ میں آپنے جوگراں قدر علمی و عملی خدمات انجام دیں وہ ظاہر ہے کہ ان حد سے زیادہ مختصر اور غیر مسلسل حاصل شدہ خبروں کے ذریعہ پوری نہیں ہوسکتی ہیں پھر بھی اسقدر حالات آپ کی فقید المثال علمی سرگرمیوں اور آپکے غیر معمولی علمی تبحر کے اندازہ کے لئے بہت زیادہ کافی ہیں۔

اب جب خالدہ خانم محترمہ کے خاص وقار اور اون کی مقبول عام علمی خدمات کے متعلق بعض نہایت ممتاز اہل الرائے اصحاب کے خیالات درج کرتا ہوں جس سے خالدہ کی بلند پایہ حیثیت کا اندازہ ہوگا مشہور اور معروف ترکی سیاح جناب مولانا محمد مارماڈیوک پکھتال چیف ایڈیٹر بمبئی کرانیکل لکھتے ہیں کہ۔

خالدہ خانم ترکان احرار کے علمی و سیاسی ذخائر میں بمنزلہ روح کے کام کرتی ہیں۔

مشہور فرانسیسی اخبار نویس و سیاست دان خاتون مس گالف جو خود عرصہ تک انگورہ میں مارشل مصطفےٰ کمال پاشا کی مہمان رہ چکی ہیں لکھتی ہیں کہ

"میں نے بذات خود خالدہ خانم کو انگورہ کے ایوان پارلیمنٹ"
"میں نے دیکھا ہے جس وقت مجھ سے اول مرتبہ ملیں وہ خالص ترکی"
"لباس پہنے تھیں، وہ دوسری مرتبہ مجھ سے اوسوقت ملیں جب"
"وہ ترکی یتیم خاتون کے معائنہ سے فارغ ہو کر اپنے سکوتی کانون"
"چند عورتوں کو املا لکھا رہی تھیں۔ یہ ترکی عورت ایک قومی اعضا"
"کی خاتون ہے اس کا علمی تجربہ صرف ترکی ملکہ یورپ تک مسلم ہے۔"
"یہ ایک ہمہ دان جج علمہ ہے جو معلمہ، ناول نگار، اخبار نویس اور"
"مصنفہ ہے خالدہ خانم وہی خاتون عورت ہے جو آنگرو وآملڈ کی"
"کتابوں کا ترجمہ کر چکی ہے۔"

امریکہ کے پریسبٹیرین ٹوسٹن مقیم اناطولیہ کے پریذیڈنٹ مسٹر ڈومیر لکھتے ہیں کہ
میں نے انگورہ میں مارشل مصطفےٰ کمال پاشا کے بعد جس دلچسپ
اور نہایت ممتاز شخصیت سے ملاقات کی وہ خالدہ خانم وزیر
تعلیمات انگورہ تھیں جن کا علمی تبحر اور تعلیمی سرگرمیاں اسوقت ترکان
احرار سے خراج تحسین وصول کر رہی ہیں۔

انگورہ گورنمنٹ کے صدر اعظم جلالت مآب دانش آگاہ حضور حسین رؤف پاشا نے

نیویارک ہیرالڈ ،، کے نمایندہ سے دوران ملاقات میں فرمایا کہ
مشرق نے کئی صدی کے بعد ایک مشہور عالم عورت پیدا کی ہے
اور وہ خالدہ ادیب خانم ہیں۔

مذکورہ حصہ خالدہ محترمہ کی خالص علمی و تعلیمی خدمات سے متعلق تھا جس میں
حاصل شدہ اطلاعات کی اس مختصر سی فہرست سے قارئین کرام ممدوحہ کی بلند پایہ
اور فضیلت مآب شخصیت سے واقف ہو گئے ہوں گے ، اب ممدوحہ کے ان
حالات کو بھی ملاحظہ کیجئے جنھوں نے خالدہ محترمہ کی دوسری حیرت انگیز قوت کا
اظہار کیا ہے اور یہ قوت خالدہ محترمہ کے وہ جنگی کارنامے ہیں جو آپ نے
ترکان احرار کے احرار لشکروں کے ہمدوش انجام دئیے خالدہ مکرمہ کی تعلیمی و
سیاسی خدمات کا آخری زمانہ جولائی ۱۹۲۱ء ہے اسوقت تک آپ بحیثیت
وزیر تعلیمات عامہ اناطولیہ میں خدمات انجام دیتی رہیں ، لیکن اس ماہ کے آخر میں
ترکی جنگی ہوائی جہازوں کے ذریعہ یہ اطلاع ملی کہ یونانی لشکر انگورہ پر
ایک کاری ضرب لگانے کیلئے بڑے پیمانہ پر تیاریاں کر رہے ہیں۔ یہ وہ تیاریاں
تھیں جو ستمبر ۱۹۲۱ء میں یونان کی ایک خونچکاں پیشقدمی کی صورت میں مقام
دوسکاریہ ،، پر مصدق ہو گئیں ، اسوقت چونکہ ترکان احرار کی قوت
چنداں قابل اعتماد نہ تھی اس لیے ایسی خبروں سے اگرچہ انگورہ کا جنگی اسٹاف

مطمئن تھا لیکن عام طور پر اس حملہ کی مدافعت کے لئے اضطراب پھیلا ہوا تھا اور
جنگی استاد بھی نہایت وسیع پیمانہ پر مدافعت کی تیاریوں میں مصروف تھا۔
ملک میں نوجوانوں کی بھرتی کے لئے بڑے بڑے انعام دیئے جا رہے تھے
اور تمام جنگی لیڈر فوجی بھرتی میں مصروف تھے۔ نئی نئی فوجیں فراہم اور مرتب
کیجا رہی تھیں۔ غرض ملک کا گوشہ گوشہ جنگی تیاریوں میں منہمک تھا۔ ایسی
حالت میں خالدہ ایسی جوان ہمت و قوم پسند خاتون کے لئے ناگریز تھا کہ وہ
ایوان تعلیم میں بیٹھ کر خموشی سے اس جنگی مشکلات و مصائب کو دیکھتی
رہے۔ آخر کار اون کا جذبہ ایثار و عمل پھر بھڑک اوٹھا اور اونھوں نے
حفظ مذہب اور وطن کی مدافعت کے لئے بکمال جرأت تلوار اوٹھائی اور ایک جنگجو
اور تیغ آزما سپاہی کی طرح یہ تجربہ عورت میدان عمل میں آگئی،، اونھوں نے
فوراً ایک جنگی لائحہ عمل تیار کیا جسکی دفعات کا یہ مقصد تھا کہ

۱- مدافعت وطن کے لئے ترکی خواتین کا ایک جرار لشکر مرتب کیا جائے
۲- بھرتی شدہ خواتین کی خدمات حسب ذیل طریق پر تقسیم کیجائیں

(الف) جو جو ان عورتیں چاہیں وہ میدان جنگ میں ترکی بٹالین کی
پیچھے خدمات جنگ انجام دیں

(ب) جو نوجوان و بہادر عورتیں چاہیں وہ میدان جنگ میں ترکی مجروحوں
کی اعانت کا فرض انجام دیں۔

(ج) تعلیم پذیر فتہ خواتین کو مردوں کی جگہ مقرر کر کے ان مردوں کو میدان جنگ کے لئے تیار کیا جائے۔

(د) رسد و بار برداری کی تمام خدمات عورتیں انجام دیں۔

(س) ڈاکخانوں شفاخانوں تجارتی وغیرہ آفس شعبوں میں ترکی خواتین خدمات انجام دیں اور ان اسامیوں سے فارغ شدہ مرد خدمات جنگ ادا کریں۔

خالدہ محترمہ کا یہ دلائحہ عمل تھا جسے انگورہ کے چیف آف دی اسٹاف کے صدر مارشل فوزی پاشا نے فوراً منظور کر لیا، اور اس وقت سے خالدہ محترمہ کی جنگی خدمات کا دور شروع ہوتا ہے، چنانچہ اس منظوری کے بعد خالدہ خانم فوراً ملک میں دورہ کے لئے روانہ ہو گئیں۔ آپ کی جگہ عارضی طور پر علاؤ الدین بے کام کرنے لگے جو آج کل گورنمنٹ انگورہ کے مستقل وزیر تعلیمات عامہ ہیں، خالدہ موصوفہ نے ابتداء میں ترکوں کے ممتاز جرنل علی احسان پاشا کے ہمراہ دورہ کیا جو اسوقت جنوبی اناطولیہ میں رنگروٹ بھرتی کر رہے تھے۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد خالدہ نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور بجائے شہروں کے دیہات میں گئیں، جہاں اونہوں نے ترکی مستورات کے سامنے حفظ وطن اور "قومی خدمت" کے موضوع پر ایسی پر زور تقریریں کیں کہ ترکی مستورات کے دل اولوالعزمی اور قربانی کے جذبات سے معمور ہو گئے، اور اونہوں نے بکمال مستعدی حفظ وطن اور قومی مدافعت کے لئے خالدہ کی آواز کو لبیک کہا، خالدہ موصوفہ نے

ان خواتین کا انتخاب کیا اور جو عورتیں خدمات جنگ کے قابل نہ تھیں اونہیں انگورہ میں دوسری خدمات کے لئے بھیجدیا، خالدہ محترمہ اپنی تقریروں میں عورتوں کو اون کے شوہروں اور نوجوان بیٹوں کو مذہب و ملت پر فدا کرنے کے لئے آمادہ و تیار کرتی تھیں اور خود اونہیں ملک و ملت پر قربان ہونے کی ترغیب دیتی تھیں، محدوحہ کی ان خدمات کے متعلق لندن کے ممتاز اخبار "ڈیلی میل" نے یہ الفاظ لکھے تھے۔

مشہور ترکی مصنف خاتون خالدہ ادیب جو سمرنا پر یونانی تصرف کے سبب سے ۸ ماہ قبل اتحادی پہرہ داران قسطنطنیہ کی آنکھوں میں خاک ڈالکر مصطفیٰ کمال پاشا کے مجاہدین میں جا ملی تھیں اور وہاں وزیر تعلیمات مقرر ہوئی تھیں اب وہ دورہ کر رہی ہیں اور ترکی خواتین کو اکسا رہی ہیں کہ وہ ترک احرار کو مدد دیں اور مردوں کو مجاہدین میں شامل ہونے پر آمادہ کریں، مصطفیٰ کمال پاشا نے کئی زنانہ لشکر بنانیکا فیصلہ کر لیا ہے، جو ہر فوجی مستقر میں باہم کام کرینگے۔ خالدہ محترمہ کی ان تقریروں نے دیہات کی عورتوں میں جنگل کی آگ کی طرح اثر کیا اور وہ جوق جوق خدمات جنگ کے لئے خالدہ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئیں، اور تھوڑے ہی عرصہ میں ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی جب ترکی عورتوں کے ہجوم کے ہجوم فوج میں بھرتی ہونے لگے، تو خالدہ محترمہ نے ان کی فوجی تنظیم کے لئے انگورہ کے جنگی اسٹاف سے امداد طلب کی، تاکہ ایک فوجی جماعت اس بھرتی شدہ جماعت کو قواعد جنگ کی تعلیم دے، جنگی اسٹاف نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور ایک تجربہ کار

جنگی جماعت خالدہ کے ساتھ کردی جوان عورتوں کو قواعد جنگ کھلاتی تھی خالدہ خانم کو
جب ادیہات میں خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی تو وہ اندرون ملک تشریف لے آئیں
اور شہروں میں بڑے بڑے جلسہ منعقد کیے جن میں شہری عورتوں سے خدمات جنگ
کے لئے اپیل کیے، اونہوں نے بھرتی شدہ عورتوں کی تربیت اور فوجی تعلیم کے لئے
قواعد داں خواتین کا انتخاب کیا اور اونہیں بھرتی شدہ عورتوں کو قواعد سکھلانیکا کام
سپرد کیا اونہوں نے شہری اور تعلیم یافتہ خواتین کو بھرتی کا کام سپرد کر دیا۔ اسطرح
اناطولیہ میں بکثرت عورتیں تبلیغی خدمات بھی انجام دینے میں مصروف ہو گئیں
اور اس تدبیر کے ساتھ اونہوں نے اون فوجی افسروں کو دوسری خدمات کے لئے
آزاد کر دیا جو عورتوں کو قواعد جنگ سکھلانے پر مامور تھے جب مستورات کی تعداد کافی
ہو گئی تو ایک شش ماہی کے اندر جنگی اسٹاف کے تحت اون کے چھوٹے چھوٹے دستے
بنائے گئے اور اونہیں میدان جنگ کے اون حفاظتی مقامات پر بھیجدیا گیا جہاں سے
اون کیساتھ لشکر آگے بڑھ گئے تھے یہ نسوانی لشکر عموماً پلوں، تار گھر اور ریلوے
اسٹیشنوں کی حفاظت کرتے تھے،

خالدہ خانم نے ان عورتوں میں اپنی تقریروں کے ذریعہ اسقدر جوش اور ولولہ پیدا
کر دیا تھا کہ ہر عورت خود کو میدان جنگ کے لئے پیش کرتی تھی، اُدھر ترکی جرنلوں نے
اُنکی ترتیب میں زبردست جنگی اصول سے کام لیا تھا مثلاً کرنل یعقوب بے نے ترکی خواتین کا
ایک دستہ رات کو دشمن پر چھاپے مارنے کے لئے تیار کیا تھا، یہ وہ جانثار نسوانی دستہ تھا

جس نے اپنی شجاعتوں سے علاقہ اسمر میں دشمن کے حوصلہ پست کر دیئے تھے نسوانی لشکر کا ایک حصہ سامان حرب کو ایک جگہ سے دوسری جگہ اپنی نگرانی میں منتقل کرتا تھا خالدہ خانم نے اپنے لشکر کے خود ہی دو حصے کیئے تھے جن میں سے ایک تو میدان جنگ کی خدمات انجام دیتا تھا اور دوسرا کاروباری معاملات خصوصاً جنگی اسٹاف سے متعلق خدمات کے لئے وقف تھا۔

غرض خالدہ محترمہ کی یہ جنگی سرگرمیاں انگورہ و اناطولیہ کی بجائے خود ترکی عورتوں اور خصوصاً نوجوانوں کے لئے "پیغام عمل" بن گئی تھیں، اور بعد میں یہ حالت ہوئی کہ کثیر التعداد مجاہدین محض اس حمیت کے جذبہ سے متاثر ہو کر میدان عمل میں آ گئے کہ ان کے سامنے نسوانی لشکر اور جنگی والنٹیر خدمات جنگ میں مصروف تھے ان خدمات نے اناطولیہ میں خالدہ محترمہ کی ذات کو ایک با اثر لیڈر کی حیثیت میں بدل دیا، اور انگورہ کے جنگی اسٹاف نے ان کامیاب خدمات کے صلہ میں انہیں نسوانی لشکر کا کمانڈر چیف بنا دیا، اس اعزاز کے ملتے ہی خالدہ کی خدمات و سرگرمیوں میں بھی اضافہ ہو گیا، اب وہ خود محاذ جنگ پر جانے کے لئے تیار ہو گئیں۔ اونھوں نے چند منتخب نسوانی دستوں کو اپنی رائے کے موافق ایسے موقع پر متعین کیا تھا جہاں سے دشمن پر کامیاب زد پڑتی تھی، خالدہ محترمہ کو میدان جنگ میں دست بدست جنگ کرنے کا شوق تھا چنانچہ جس وقت ستمبر ۱۹۲۱ء میں مشہور یونانی حملہ شروع ہوا تو خالدہ اس وقت مع اپنے نسوانی لشکر کے میدان جنگ میں موجود تھیں اور آپ اپنے مجاہدین کو

جو میدان جنگ میں مجروح ہوتے تھے تحریص جنگ دلاتی تھیں۔ مقام "اینی اونی" کی مشہور تاریخی جنگ میں جہاں مجاہدین۔ انگورہ سر کردۂ احرار فیلڈ مارشل عصمت پاشا کی کمانڈ میں کمال مردانگی دکھا رہے تھے خالدہ ان مجاہد فوجوں کے عقب میں اپنے لنسوانی لشکر کے ساتھ موجود تھیں، ایک ترکی نامہ نگار نے لکھا تھا کہ اگر اس جنگ میں فیلڈ مارشل عصمت پاشا ان لنسوانی لشکروں کو پیشقدمی سے روک نہ دیتے تو یقیناً خالدہ خانم اس جنگ میں تمام آجاتیں کیونکہ اون کے فداکارانہ جذبات میدان جنگ کے چشم دید حالات سے بہت مشتعل ہو گئے تھے، اس خبر کی تصدیق میں امریکن پریس بیورو کے صدر سر ڈومیر جو اس وقت عصمت پاشا کے ساتھ میدان جنگ میں موجود تھے لکھتے ہیں کہ

اس تاریخی معرکہ میں، میں نے خالدہ خانم اور اون کی لنسوانی لشکر کو جس بہادری سے صفوف جنگ میں کام کرتے دیکھا اس سے قبل میرے ذہن میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ دنیا ایسی شجیع عورتیں پیدا کر سکتی ہے۔

معرکۂ سکاریہ کے بعد خالدہ خانم فوجی مسائل میں حصہ لیتی رہیں اور اون کی جنگی دلچسپیاں اس درجہ بڑھ گئیں کہ اونھوں نے حملہ کے بعد ہی یونانی فوجوں پر جوابی حملہ کے لئے، ایک جنگی اسکیم مرتب کی جس میں مواقع جنگ کی اطمینان بخش حالت کا ذکر کرتے ہوئے حضور مارشل مصطفیٰ کمال پاشا پر تساہل و کاہلی کا آوازہ

سلہ ۱۱ خبار ہمدرد ... ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۱ء

کسا تھا اور زور دیا تھا کہ وہ فوراً یونانیوں پر جوابی حملہ شروع کر دیں، اگرچہ اسوقت انگورہ کا جنگی اسٹاف جوابی حملہ کیلئے خود تدابیر اختیار کر رہا تھا مگر خالدہ خانم کا جذبۂ انتقام اسقدر مشتعل تھا کہ انہوں نے اس تاخیر پر جنگی اسٹاف کو "کاہل" اور وقت کو ٹالنے والا کہا تھا اور اس سستی پر سخت طعن کی تھی بالآخر اگست ۱۹۲۲ء کو ترکان احرار کا وہ عظیم الشان تاریخی حملہ شروع ہو گیا جس کے ذریعہ ترکان اناطولیہ نے پورے ایشیائے کوچک اور قسطنطنیہ تک آزاد کرا لیا، اس حملہ کی تاریخی اہمیت فوجی حلقوں میں ہمیشہ یادگار رہیگی جس میں ڈھائی لاکھ ترکی فوجوں نے فیلڈ مارشل مصطفیٰ فوزی پاشا مارشل مصطفیٰ کمال پاشا، مارشل عصمت پاشا، مارشل نور الدین پاشا، اور مارشل کاظم قرہ بکر پاشا ایسے جلیل القدر جنگی جرنلوں کی کمانڈ میں پیشقدمی کی تھی اسکی خونبار و خونریز پیشقدمی کا اس سے اندازہ کیجئے کہ اس حملہ کا محاذ مختلف حیثیتوں سے چار سو میل طویل و عریض تھا اور جس میں تقریباً ۳۰۰۰۰ ہزار پختہ کار اور تجربہ کار ترکی جنرل کمانڈ کر رہے تھے، اور کامل ڈھائی ہفتہ شبانہ روز یہ معرکہ برپا رہا گویا ترکی قوم اور جانشینان خلافت یا اسلام کا یہ آخری اور فیصلہ کن معرکہ تھا جس میں تمام ترکی فوجوں نے ختم و تمام ہو جانے کی قسم کھائی تھی۔ پس مذکورہ حالات کی بنا پر آپ خیال کر سکتے ہیں کہ اس قیامت خیز معرکہ میں خالدہ ایسی

جلیل القدر مجاہد عورت شریک ہوگی؟ ہاں وہ تھی اور بڑی جرأت سے اس معرکہ میں تیغ آزمائی کر رہی تھی، البتہ ہندوستان میں رائٹر نے خالدہ کی معرکہ آرائی کی کوئی واضح خبر نہ دی لیکن قسطنطنیہ کے ممتاز اسلامی آرگن "توحید افکار" کے نامہ نگار نے جو اس معرکہ کے دوسرے دن مارشل عصمت پاشاہ کے ہمراہ محاذ جنگ کے معائنہ کے لئے گئے تھے اس جنگجو اور مجاہد خاتون کے حالات سے پردہ اوٹھادیا اور یہ اطلاع عربی اخبارات کے ذریعہ ہندوستان تک پہونچ گئی چنانچہ نامہ نگار ممدوح تحریر فرماتے ہیں کہ:-

جب ہم افیون قرہ حصار میں پہونچے تو میں نے ایک بازار میں دیکھا کہ خالدہ خانم عورتوں کے درمیان تقریر کر رہی ہیں، اور وہ عورتیں اون کے سامنے یونانی قبضہ کے مظالم سنا رہی ہیں، وہ اسوقت میدان جنگ سے واپس آکر غنیمت اور مظلومین کے انتظام میں مصروف تھیں، [۱]

الحاصل یہ معرکہ ۸ ستمبر ۱۹۲۲ء کو فتح سمرنا کی صورت میں ختم ہوگیا، اور ترکی فوجیں سمرنا سے بڑھ کر جب قلعہ چناق پر حملہ آور ہوئیں تو اتحادیوں کی طرف سے ترکوں کے سامنے درخواست صلح اور التوائے جنگ پیش ہوی اور برطانوی کمانڈر مقیم درہ دانیال جنرل ہیرنگٹن اور سر رمبولڈ نے ترکی کمانڈر مارشل عصمت پاشا سے پیش قدمی روک دینے اور مقام مدانیہ میں معاہدہ التوائے جنگ

---

[۱] الاخبار۔ مصر بذریعہ نجات مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۲۳ء

کے لئے استدعا کی، جسے ترکی کمانڈر نے منظور کرلیا، اور ترکان اناطولیہ کا اسطرح یہ کامیاب حملہ ختم ہوگیا جس کے بعد ہی ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۲ء کو ترکی جرنل، حضور رافت پاشا نے قسطنطنیہ پر ترکان احرار کے قبضہ کا اعلان کر دیا، اور اسی طرح کامل تین سال کی خونریز قربانیوں کے بعد مارشل مصطفیٰ کمال پاشا قائد اعظم کی زیر کمان بہادر ترکوں نے مقام خلافت کو آزاد کرالیا پس اس آزادی و کامرانی کے بعد جنوری ۱۹۲۳ء میں ڈاکٹر عدنان بے نے حسب الحکم انگورہ گورنمنٹ عہدۂ صدارت سے استعفیٰ دیکر قسطنطنیہ کی گورنری کا رافت پاشا سے چارج لے لیا، اور ماہ جنوری ۱۹۲۳ء میں فاضل جلیل ور اسلام و اسلامیت کی یہ مایۂ صد ناز شیر خاتون خالدہ خانم اپنے شوہر کے ساتھ مقام خلافت قسطنطنیہ میں بخیر و خوبی اور پوری کامیابی اور فتحمندی کے ساتھ داخل ہوگئیں

زندہ باد خالدہ خانم

اب ذیل میں مخدومہ کی ان تمام عظیم الشان اور حیرت فزا قربانیوں اور سرگرمیوں کا اندازہ کرنے کے لئے دو خبریں ایسی درج کرتا ہوں جن سے محترمہ مذکورہ کی گرامی قدر ذات کا خدا ساز مرتبہ پہچانا جاسکیگا اور ان ہی خبروں سے معلوم ہوگا کہ خالدہ محترمہ کا ترکوں میں کس قدر زبردست اقتدار قائم ہے؟

جب انگورہ گورنمنٹ کے صدر اعظم شوکت نشان حضور قدر قدرت حسین رؤف پاشا

بحیثیت فاتح سمرنا میں داخل ہوئے تو آپ نے باشندگان سمرنا کے ایڈریس کے جواب
میں جو سرکاری تقریر فرمائی اوس میں مخدومہ خالدہ اور آپ کے نسوانی لشکروں اور
رضاکار عورتوں کے لئے ارشاد فرمایا کہ

"مجھے وہ الفاظ نہیں ملتے جنکے ذریعہ میں آپکا اور آپ کی مجاہد خواتین کا"
"شکریہ ادا کروں"

وزیر اعظم نے خالدہ محترمہ کے شکریہ میں جو الفاظ صرف کئے وہ سرکاری حیثیت
رکھتے ہیں اس کے بعد خالدہ محترمہ کی بلند مرتبہ خدمات کے اعتراف میں سب سے
آخری بگر حد سے سوا شرف اندوز و سعادت نصیب اطلاع یہ ہے کہ ممدوحہ کو انہی
خدمات کی بدولت نائب مناب نبی سردار اتقیا سالار اصفیا سرکار دین پناہ خاقان
ابن خاقان سلطان ابن سلطان شہنشاہ بحر و بر حضور خلیفۃ المسلمین غازی عبد المجید خان
خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے بارگاہ خلافت میں باریاب فرما کر بنفس نفیس خطاب فرمایا
جو ترکی نسوانی تاریخ میں سب سے پہلا شرف ہے جس سے خالدہ محترمہ بہرہ اندوز ہوئیں

حلیہ و خصائص | خالدہ خانم محترمہ کا بچپن امریکن کالج میں گذرا ہے اسوقت
خالدہ خانم امریکن اور ترکی طالبات میں جسمانی خوبصورتی کی سرمایہ دار تھیں۔ خالدہ محترمہ
کے بچپن کا سنگھار اونہی عام ترکی عورتوں کے مانند تھا جو ترکی حرم کی زینت سمجھی جاتی
تھیں۔ اسوقت خالدہ ایسا نہایت نرم و نازک اندام رکھتی تھیں۔ آنکھیں باوجود
یورپین ہونے کے قدرے سیاہ۔ پیشانی کشادہ اور ناک کسی قدر موٹی ہے۔ پیشانی کے

سنہری کاکل ان کے نقاب سے باہر نکلے رہتے تھے، اون کی پلکوں پر ہلکا سرمہ
لگا رہتا تھا وہ ہونٹوں پر بطریق فیشن سرخی ملتی تھیں، الغرض زمانہ طفولیت میں
وہ ہر طرح ان نئی فیشن ایبل عورتوں کے خلاف وضع رکھتی تھیں، جب سے آگہی ہوئی جبکہ وہ
قائد و رہنما بننے والی تھیں لیکن اس زمانہ میں بھی وہ جب تقریر کرتی تھیں تو
آپ کے ظاہری نقاب سے آپ کے بلند و روشن مستقبل کا نور چھن چھن کر نکلتا تھا، اس
وقت بھی تقریریں آتش بیان تھیں اور اُن کی قدرتی فصاحت و بلاغت اور جوش
و سرگرمی کی وجہ سے تمام ہم جماعت لڑکیاں ان کی مداح و معترف تھیں۔

خالدہ خانم نہایت درجہ نرم طبیعت، مستقل مزاج، اور کافی دلفریبیوں کا مجموعہ
ہیں آپ کی آواز بھی دلکش شیریں ہے لیکن کسی معرکۃ الآراء تقریر کے دوران
میں یہی نرم و نازک آواز گرجتے ہوئے بادلوں کی مانند تیز و تند ہو جاتی ہے جو
ہر سامع و سامعہ کو مرعوب و مبہوت کر دیتی ہے، پچھلے زمانہ میں تو خالدہ خانم اس
اپنی مغربی تعلیم و تربیت کی وجہ سے یورپین معاشرت کی طرف مائل تھیں، لیکن
کچھ دن بعد ہی وہ یورپ کی ہر چیز سے بیزار ہو گئیں، خالدہ خانم اکثر ترکی
لباس زیب تن فرماتی ہیں لیکن وہ میدان جنگ میں کبھی سبز اور کبھی سیاہ
عمامہ باندھ کر شریک جہاد ہوتی تھیں جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا خصوصی
لباس جہاد میں داخل رہا ہے، خالدہ ممدوحہ جب سیاہ عمامہ باندھ کر میدان
جنگ میں پہنچتی تھیں تو فوجوں میں زلزلہ انگیز جوش و خروش پیدا ہو جاتا تھا۔

خالدہ محترمہ بلند پایہ مدبرین کی طرح نہایت متین و خموش رہتی ہیں، لیکن وہ جلسوں میں آٹھ آٹھ گھنٹہ مسلسل تقریر کرتی رہتی ہیں پھر بھی اثنائے تقریر میں اونکے چہرہ پر تکان کے آثار ظاہر نہیں ہوتے، خالدہ خانم کو غصہ بہت کم آتا ہے بلکہ وہ کبھی کبھی گفتگو کرتے ہوئے کھل کھلا کر ہنس پڑتی ہیں، لیکن اون کی فطرتی متانت اونہیں فوراً خموش کر دیتی ہے، آپ طبعاً اسقدر جفاکش اور محنتی واقع ہوئی ہیں کہ موجودہ میدان جنگ و سیاست کی سرگرمیوں سے قبل بھی آپ کالج میں "محنتی لڑکی" کے نام سے پکاری جاتی تھیں، آپ کا عزم و ثبات ترکی عورتوں میں مشہور ہے،

ان خوبیوں میں سب سے نمایاں خصوصیت آپ کی رقت قلب ہے، اور یہی وہ قلبی نرمی ہے جس نے آپکو بالآخر جنگ و قتال اور ملک و مذہب کی خطرناک مصیبتوں میں بلا تامل ڈالدیا،

مذکورہ حالات سے خالدہ محترمہ کی اخلاقی و معاشرتی زندگی پر روشنی پڑتی ہے اور اسقدر حالات کے بعد میں ممدوحہ کی سوانح ختم کرتا ہوں +

پائندہ باد خالدہ خانم

نگار ادیب خانم

ترکان احرار کی جدید جد وجہد میں خالدہ خانم کے کارنامے نہ صرف ترکی تاریخ کے لئے مایہ نازش ہیں بلکہ عام اسلام خصوصاً اور مشرقی اقوام عموماً اپنی نسوانی جد وجہد اور عروج وتہذیب میں اس بلند حوصلہ اور فاضل خاتون کے حوصلہ افزا حالات کو اپنا طراز عنوان بنائیں گی، ممدوحہ کے حیرت زا کارناموں کی نسبت سے ہر شخص کو قدرتاً ممدوحہ کے خاندانی اور ابتدائی حالات کے معلوم کرنے کا شوق ہے لہذا میں اس ذوق کی سیرابی کے لئے آپ کی چھوٹی بہن نگار ادیب خانم کے سوانح حیات پیش کرتا ہوں جنکے ذریعہ معلوم ہوگا کہ ؎

این خانہ ہمہ آفتابست

خالدہ ادیب خانم کی دو بہنیں ہیں، نگار ادیب خانم، اور بلقیس ادیب خانم، مجھے مشہور انشا پرداز مسٹر محمد مار ماڈیوک پکتھال چیف ایڈیٹر بمبئی کرانیکل سے معلوم ہوا اور اس کے بعد ہی میں نے ان دونوں بہنوں کے حالات کی جستجو شروع کردی، حاصل شدہ حالات میں افسوس کہ بلقیس ادیب خانم کے حالات معلوم نہو سکے، البتہ نگار ادیب خانم کے جو حالات مل سکے وہ یہ ہیں۔

نگار ادیب خانم اگرچہ اسلامی ہند میں روشناس نہیں، لیکن وہ حدود ترکی میں کافی شہرت رکھتی ہیں اونہوں نے جس طرح اپنی بہن کے ساتھ تعلیم حاصل کی

اسی طرح وہ ملکی جنبہ پر بھی ان سے پیچھے نہیں رہیں، البتہ اون کی خدمات علم ادب سے متعلق ہیں۔

وہ ایک نے بردستنا ور خوبیاں شاعرہ ہیں، وہ جب تعلیم سے فارغ ہوئیں تو اونھوں نے روس ترکستان اور ولایت شام کی سیاحت کی، اونھوں نے شاعری میں مشہور ترکی شاعر نامق کمال بے کا تتبع کیا ہے، اونھوں نے فن شاعری کی تکمیل کے بعد مضمون نگاری شروع کی، وہ علمی مضامین زیادہ لکھتی رہی ہیں، گزشتہ کا یہ حال تھا کہ اخبار "طنین قسطنطنیہ" کے علمی ضمیمہ سے نگار خانم کے مخصوص اور چیدہ مضامین کا ایک علحدہ مجموعہ شائع ہوا ہے جو معاشیات سے متعلق ہے، وہ عورت کا ہر ایک کام خود کر سکتی ہیں، یہ اون کی انشاپردازی کا کمال ہے کہ اون کے مضامین کو ایک فرانسیسی خاتون نے جب قسطنطنیہ میں پڑھا تو اوس نے نگار خانم کو اپنے یہاں دعوت دی، جب نگار خانم اس فرانسیسی خاتون سے ملیں تو اوس نے کہا کہ اگر آپ فرانسیسی زبان پڑھ لیں تو آپ کے بلند پایہ مضامین کو فرانسیسی عورتیں بکمال قدردانی پڑھیں گی، نگار ادیب خانم نے اس مشورہ کو قبول کیا اور اونھوں نے خاتون مذکور سے فرانسیسی زبان سیکھنا شروع کر دیا، اور فرانسیسی خاتون نگار ادیب خانم سے اسلامی اصول ازدواج اور مسائل فقہیہ کے متعلق معلومات حاصل کرتی رہی، نگار ممدوحہ اس قدر غیر معمولی ذہین واقع ہوئی تھیں کہ ایک سال میں اونھوں نے

فرانسی زبان میں اسقدر استعداد پیدا کرلی کہ یہ فرانسی خاتون اون کی فہانت پر حیران رہ گئیں،

جب نگار ادیب خانم کو فرانسی زبان میں کافی مہارت حاصل ہوگئی تو اونہوں نے اپنی استانی کے مشورہ سے فرانسی ادبیات اور شعرا کے کلام کا مطالعہ شروع کیا، اور تھوڑے عرصہ میں اونہوں نے فرانسی شاعری کے انداز پرداز اور ادبیات پر کافی عبور حاصل کرلیا، اونہوں نے پہلی مرتبہ فرانسی رنگ میں ایک تضمین لکھی جو ایک فرانسی شاعر کی نظم پر تھی، یہ تضمین قسطنطنیہ کے ایک علمی رسالہ در عقاب میں چھپی تھی، جو ترکی و فرانسی زبان میں ایک اور مستشرق کی ایڈیٹری میں پندرہ روزہ چھپتا تھا، اس تضمین سے نگار ادیب خانم کو اس درجہ نمایاں کیا کہ علاوہ ترکی علمی حلقوں کے فرانس میں لوگ نگار ادیب خانم کے مشتاق ہوگئے، خود ایڈیٹر نے لکھا تھا کہ نگار ادیب خانم کی اس تضمین پر مجھے فرانسی تعلیم یافتہ طبقہ کی طرف سے بکثرت خطوط اون کے تعارف کے لئے وصول ہوئے تھے۔

اسقدر حالات کے بعد نگار ادیب خانم پر بھی عام ارباب علم و کمال کی طرح ایک المناک وقت آگیا، اونہوں نے ڈاکٹر اسعد بے سے شادی کرلی جو شاہی خاندان کے ڈاکٹر تھے، اور اس وقت وہ اٹلی میں ترکی قالینوں کی تجارت کرتے تھے، نگار ادیب خانم کے ایک لڑکی پیدا ہوئی ابھی اس بچی کی عمر ڈیڑھ سال ہی کی تھی کہ

ڈاکٹر آسعد بے کا انتقال ہوگیا، تمام تجارتی کاروبار میں نقصان ہوا اور جو کچھ سرمایہ تھا اُس سے نگار ادیب خانم محروم رہ گئیں۔ کیونکہ ڈاکٹر اسعد بے کے بڑے بھائی جودت بے نے اس تمام جائداد پر قبضہ کرلیا، اسوقت نگار ادیب خانم زچگی کے مرض میں مبتلا تھیں جس کا سلسلہ کامل دو برس رہا، اور اسی عرصہ میں اون کی بچی کا بھی انتقال ہوگیا، غرض وہ ایک سخت آزمائش میں مبتلا ہوگئیں جس کا دماغ سوز سلسلہ کوئی چار برس قائم رہا، جب نگار ادیب خانم کو ان مصائب سے قدرے فراغت نصیب ہوئی تو اونھوں نے پھر علمی خدمات کا سلسلہ شروع کردیا، اب اون کے مضامین ترکی و فرانسی زبان میں شائع ہوتے رہے جن میں وہ بیشتر شاعری اور مذہب کے متعلق خیالات ظاہر کرتی تھیں، اور اسی سلسلہ میں فرانسی پارلیمنٹ کے ایک ممبر موسیو پاآرے کی بیوی نے جو خود بھی خوش ذوق شاعرہ تھی اونہیں پیرس آنے کی دعوت دی مگر اسوقت نگار ادیب خانم پیرس نہ جاسکیں البتہ اس دعوت کے جواب میں اونھوں نے ایک نظم لکھی جو اسی میزبان فرانسی خاتون کے نام تھی، جسوقت یہ نظم خاتون مذکورہ کو ملی تو اوس نے اس کے ڈیرہ ہزار نسخے فرانسی زبان میں چھپوا کر فرانسی علمی جماعتوں بالخصوص نسوانی انجمنوں میں تقسیم کرائے۔

نگار ادیب خانم کے یہ وہ حالات ہیں، جنہیں اونہی کے ایک مجموعہ مضمون موسومہ ،، اشک سے ،، اخذ کیا گیا ہے، اشک ،، ایک چھوٹا سا مجموعہ ہے جسمیں دلکے

مختصر حالات زندگی مع مختلف نظموں کے شائع ہوئے ہیں۔ ان حالات کے لئے مجھے اپنے ایک عزیز دوست کا شکریہ ادا کرنا ہے جنہوں نے مجھے یہ حالات عطا فرمائی اور جو اسوقت جرمنی کے مشہور مقام ،،ہمبرگ،، ہیں بہ سلسلہ تعلیم و تجارت مقیم ہیں۔

☪

اس کے بعد مجھے نگار ادیب خانم کا ایک دوسرا مجموعہ نظم و نثر ہاتھ آیا، یہ ایک چھوٹی تقطیع کا نہایت خوشنما مجموعہ ہے جو ۱۳۱۶ھ میں سرکاری مطبع قسطنطنیہ میں چھپا ہے اس کے سرورق پر ،،نگار خانم،، کے قلمی دستخط ہیں۔ اور یہ عبارت اون کے قلم سے لکھی ہوئی ہے۔

،، استانبول بر خاطرہ ناچیز اغقسوسی ،،

،، ۲ ۔ ۷ ۔ ۲ ،، نگار بنت عثمان ادیب ،،

اس مجموعہ کی ضخامت ۲۳۴ صفحات ہیں جس کی ابتدا میں ۱۰۰ صفحہ تک منظوم کلام ہے اور باقی میں نثر۔ ادبی۔ علمی۔ اور اصلاحی،، مضامین ہیں اس مجموعہ کی پر کیف نگینیوں کو دیکھ کر نگار ادیب خانم کے بہار آفریں قلم کا قائل ہونا پڑتا ہے اس کا ہر شعر وجد آفریں کیفیت کا ایک جام لبالب ہے، جو اس کے دلکشا صفحات سے چھلکا پڑتا ہے، نظم کا پہلا عنوان ،،طفل خیال،، ہے۔ جس میں فاضل نگار ادیب خانم تخیل کے ایسے نازک نکات بیان کئے ہیں کہ روح وجد کرتی ہے اور دل میں کیف و گداز کی ایک ولولہ انگیز تڑپ پیدا

ہوتی ہے۔ صفحہ سوم سے "امید"، "تصویر ونامہ"، "عطر یار" اور "ترانہ خزاں" کے دو دلفریب عناوین شروع ہوتی ہیں جو شاعری اور فن شعر کی اچھوتی مثالیں ہیں۔ "امید" کے عنوان سے جو نظم لکھی ہے اس میں ایک جگہ نگار ادیب خانم انتظار دوست کے موقع پر لکھتی ہیں کہ۔

"جب کرب و اضطراب میں رات تمام ہوگئی"،

"اور میری آنکھوں سے خون جگر کی تراوش"،

"بھی بند ہوگئی تو میں تمہاری آمد سے مایوس ہوگئی"،

"کیونکہ خون جگر کا ہر آنسو جو میری آنکھوں سے ٹپکتا تھا"،

"وہ تمہاری آمد کا سچا خاصہ ہوتا تھا"۔

"ترانہ خزاں" کے عنوان سے جو نظم لکھی ہے اس میں عام ترکی مذاق کے موافق "وطن عزیز" کا تو رکیا گیا ہے، لیکن عام ہندوستانی مذاق کے خلاف اس میں بجائے دلگداز و دل شکن خیالات کے ولولہ انگیز اور جرأت آموز جذبات سے کام لیا گیا ہے، چنانچہ ایک جگہ عثمانی جھنڈے کو مخاطب کر کے لکھتی ہیں کہ ؎

"پے بہ پے مصائب سے اگرچہ تیری فاتحانہ جنبش و حرکت میں قدرے"

"سکون پیدا ہو گیا ہے، لیکن اگر نوجوان تجھ پر فدا ہو چکے ہیں"،

"تو ابھی مایوس نہ ہو بلکہ ان ترکی ماؤں کی طرف دیکھ اور خوش ہو"

"جو اپنی لاڈلی گودوں میں چھوٹے چھوٹے ترکی بہادروں کی"
"پرورش کر رہی ہیں، لہٰذا جب یہ جوان ہو جائیں گے تو پھر"
"ایک مرتبہ تیرے عروج اعلیٰ اور سربلندی کے لئے وہ اپنی"
"گردنیں تجھ پر نثار کر دیں گے"

غرض نگار آدیب خانم کے کلام کا صحیح اندازہ ان کے کلام ہی سے ہو سکتا ہے جو دوسرے حصہ میں دیا۔ جناب اسلامی حمیت، عصبیت اور ملی شرار کے عنوان سے جو نثر مضامین لکھے ہیں اور ان میں کمال انشاپردازی کے جو جوہر دکھلائے ہیں وہ نگار آدیب خانم کی ادبی بلند پایگی کے نہایت روشن نمونے ہیں، خصوصاً جمرار اور اسلامی حمیت میں نگار آدیب خانم نے انسانی فطرت کے جن نازک جذبات سے بحث کی ہے وہ دنیا کو بلند سے بلند ادبیات میں طراز عنوان بنانے کے قابل ہیں۔ الغرض بحالات مذکورہ نگار آدیب بھی خالدہ ادیب کی طرح ایک صحیح دماغ کی عورت کہی جا سکتی ہیں جنہوں نے اپنے علم و تبحر اور اپنے دماغ و قلم سے ملک و ملت اور دین حنیف کی یادگار خدمات انجام دیں۔ نگار آدیب خانم ترکستان میں نہایت سربلند اور شہرت یافتہ خاتون ہیں چنانچہ اس قبول عام اور ان کی معروف ذات کا یہ حال ہے کہ بیگم صاحبہ جب قسطنطنیہ اغراض سیاحت تشریف لے گئیں تو انہوں نے اپنے سفرنامہ میں ترکی کی مشہور و معروف عورتوں کی

خاص طور پر ذکر کیا ہے اور اس مخصوص حصہ میں اونہوں نے نگار خانم کے متعلق حسب ذیل عبارت لکھی ہے

ایک بی بی سے میں ملی جن کا نام "نگار خانم ہے" اور یہ ترکی کی بڑی نامی شاعرہ ہیں، یہ میرے پاس آئیں اور جب انہیں یقین آگیا کہ میں مسلمان ہندی خاتون ہوں تو وہ بڑی گرمجوشی سے بغلگیر ہوئیں اور مجھے اپنے یہاں دعوت دی

ملاحظہ ہو سیر یورپ صفحہ ۲۶۷ - ۲۶۸ (رسالہ)
مطبوعہ یونین اسٹیم پریس لاہور

اس عبارت سے یہ اندازہ ہوگا کہ نگار خانم ترکی میں ایک ممتاز شہرت رکھتی ہیں اور اون کے علمی و ادبی کارنامے ناقابل فراموشی ہیں

افسوس کہ خالدہ ادیب خانم کی تیسری بہن بلقیس ادیب خانم کے حالات میسر نہ آسکے ورنہ معلوم ہوتا کہ عثمان ادیب پاشا کی ہونہار و مایہ نازش صاحبزادیوں نے ترکی خواتین میں کیسی یادگار اور لازوال شہرت واہلیت پیدا کی ؟

خواتین قسطنطنیہ

میں نے خالدہ محترمہ کے حالات میں لکھا ہے کہ ممدوحہ نے بکمال تدبر قسطنطنیہ میں جو سرگرم کوششیں انگورہ اور حفظ وطن کی خاطر انجام دیں اون میں خالدہ محترمہ نے قسطنطنیہ کی خواتین کو آمادۂ خدمت کر کے اون کی باقاعدہ جماعتیں متعین کر دی تھیں جو بطریق "تقسیم عمل" اپنے اپنے مفوضہ کام کو انجام دینے میں مصروف رہتی تھیں اب ان خواتین کی اون کارناموں کو ملاحظہ کیجئے جو اونھوں نے قسطنطنیہ میں رہ کر باوجود اتحادی نگرانی اور گوناگون خطرات کے انجام دیں، ان خواتین کی تین کارکن جماعتیں جو اوپر لکھی گئی یہ ہیں -

(۱) احرار انگورہ کے لیے اسلحہ جنگ فراہم کرنے والی جماعت

(۲) تحریر و تقریر کے ذریعہ انگورہ کو مجاہدین روانہ کرنے والی جماعت

(۳) جاسوس جماعت،

خواتین قسطنطنیہ کو جب اون کے ماحول اور وطن کی حد سے بڑھی ہوئی بیچارگی نے مجبور کر دیا کہ وہ اپنے فطری حقوق اور وطن کی حفاظت کریں تو وہ بکمال دلیری گھروں سے نکل کھڑی ہوئیں، ان خواتین میں ملک کی تعلیم یافتہ عورتیں زیادہ تھیں، اونھوں نے نہایت ہوشیاری اور

جرأت سے اپنی خدمات کو تقسیم کر کے کام شروع کر دیا، یہ بہادر عورتیں نہایت خفیہ کاروائی کرتی تھیں، وہ شب کے وقت اپنے گھروں میں جلسے کر کے ملک وقوم کو آمادۂ انتقام کرتی تھیں، اونھوں نے سب سے پہلے مردوں کو انگورہ پہنچکر احرار کے ساتھ ملکر کام کرنے پر آمادہ کیا اور بہت تھوڑے عرصہ میں اونھوں نے سیکڑوں رضاکار اور مجاہد اناطولیہ پہونچا دیئے۔

ایک جماعت نہایت مستعدی کے ساتھ اسلحہ جنگ فراہم کرنے میں مصروف تھی اور عورتوں کی بھی وہ جماعت تھی جس کا کام نہایت خطرناک تھا، لیکن یہ بہادر وہوشیار سپاہی عورتیں تمام کام شب کی تاریکی میں انجام دیتی تھیں یہ عورتیں احرار انگورہ کے اس معتبر گروہ سے ملی ہوئی تھیں جو نہایت احتیاط سے قسطنطنیہ میں احرار کی طرف سے مقرر تھا، یہ عورتیں جس قدر اسلحہ اور سامان حرب فراہم کرتی تھیں وہ اون کے حوالہ کر دیا جاتا تھا اور پھر بڑی حفاظت کے ساتھ وہ انگورہ روانہ کر دیا جاتا تھا، یہ عورتیں نہایت آزادی سے قسطنطنیہ کے محلوں میں گشت لگاتی تھیں اور غریبوں سے بیکس مردوں کے مکانوں میں بے تکلف داخل ہو جاتی تھیں جہاں وہ اپنی بہنوں کو گھر سے نکلکر اس خطرناک مگر مبارک خدمت کی دعوت دیتی تھیں ان عورتوں نے بجائے جلسوں اور مجالس کے اس طرح فرداً فرداً نہایت کامیابی حاصل کی تھی، خواتین قسطنطنیہ کے اس طریق عمل کا یہ عمدہ نتیجہ نکلا کہ وہ اپنے

کام میں نہایت چستی و مستعدی سے سرگرم رہیں لیکن ابھی یوں کو ان خطرناک
اور مخالفانہ امور کا پتہ بھی نہیں چلا تھا اور بھی وہ خفیہ طریق کار تھا جسکی وجہ سے
اتحادی پولیس قسطنطنیہ کی ان عورتوں پر دست اندازی نکر سکی اور انہوں نے
سیکڑوں مجاہد عورتیں جب تیار کر لیں تو انہیں مشورہ دیا کہ وہ فوراً انگورہ
پہونچکر امکانی خدمات میں احرار کا ہاتھ بٹائیں یہ انہی عورتوں کی تبلیغ و
تحریص کا نتیجہ تھا کہ ڈیڑھ سو زنانہ ڈاکٹر اور دایہ عورتیں ایک ہی وقت میں
قسطنطنیہ سے فرار ہوکر انگورہ پہونچ گئیں اور ان ڈیڑھ سو عورتوں کی فراری
نے خواتین قسطنطنیہ کے طبقوں میں نہایت گہرا اثر کیا تھا اور ان کا اسطرح
خدمات وطن کے لئے فرار ہونا ترکی عورتوں کے واسطے تحریص عمل بن گیا
اس کے بعد ہی قسطنطنیہ میں ایک عام ہیجان و ولولہ پیدا ہو گیا جس کی
وجہ سے بیشتر عورتیں انگورہ کے لئے تیار ہو گئیں ان انگورہ جانیوالی عورتوں
میں تعلیم یافتہ خواتین کا زیادہ حصہ شامل تھا انہوں نے کسی نہ کسی طرح
جب خود کو اناطولیہ پہونچا دیا تو حکومت انگورہ نے فوراً انہیں ان کی قابلیت
کے موافق خدمات سپرد کر دیں ان عورتوں میں زیادہ تر ایسی عورتیں تھیں
جنہوں نے انگورہ پہونچکر تیمارگری شفاخانوں و مجروحین کی خدمات
انجام دیں یہ دوسرا طبقہ جو قسطنطنیہ اور جوار قسطنطنیہ سے فرار ہوا اس نے
فوج کے مجروحین کی امداد و خدمت کا نہایت قابل تعریف کام کیا یہ بھی

عورتون کی تدابیر کا نتیجہ تھا کہ قسطنطنیہ کے مدرسہ طیارہ سازی سے سیکڑون طلبہ اور ماہرین فن انگورہ فرار ہو گئے۔ ان عورتون مین سے بعض ایسی عورتین بھی تھین جو اناطولیہ مین سامان رسد اور بار برداری کی خدمات انجام دیتی تھین غرض تھوڑی ہی عرصہ مین، خدمات جنگ وغیرہ کے لئے عورتون کی کافی تعداد فراہم ہو گئی اس کے بعد قسطنطنیہ کی عام آبادی سے عموماً اور ترکی خواتین مین خصوصاً ان مبلغ عورتون نے چندہ کی تحریک کی۔ یہ تحریک بھی دوسری تحریکات کی طرح نہایت مخفیہ رکھی گئی لیکن تھوڑے عرصہ مین اظہار کر دیا گیا چندہ کی تحریک مین یہ عورتین حد سے زیادہ کامیاب ہوئین، یہ خدام عورتین "شاہی خاندان"، اور امراے قسطنطنیہ سے چندہ وصول کرنے مین کامیاب ہوئین۔ اور انھین ملک و ملت کے مصائب سے متاثر کر کے ہزارون روپیہ وصول کیا۔ اور انگورہ پہونچا دیا۔ اس چندہ مین ترکی کی عام خواتین نے مقابل شاہی حرم اور بیگمات کے چندون کی تعداد بہت زیادہ ہے، ان عورتون نے مجاہدین انگورہ کے لئے کپڑے اور ادویا، وغیرہ ضروریات جنگ بھی فراہم کی تھین، ان عورتون کا انداز بیان اور تقریر اسقدر موثر اور دلدوز ہوا کرتی تھی کہ مخاطب عورتین اپنے قیمتی زیورات کے دینے مین تامل نہین کرتی تھین، اور اسی نسبت سے وہ متمول اور غریب عورتین ستائش کی مستحق ہین جنھون نے حب وطن کے لئے اپنا سب کچھ خرچ کر ڈالا۔

ان خفیہ خدمات کے ساتھ ہی مظالم سمرنا کے متعلق انھون نے بالاعلان
ایک امدادی انجمن قائم کی جسکے ذریعہ سے انھون نے احرار انگورہ کو بہت
کچھ مدد دی اس امدادی جماعت نے جو خدمات انجام دین وہ حد سے
زیادہ حیرت انگیز اور قابل تعریف ہین مثلاً اس جماعت کی ارکان عورتین سامان
جنگ وغیرہ ارسال کرتی تھین اور طریقہ ترسیل اور بھی حیرت فزا تھا یہ عورتین
چھوٹے چھوٹے تپنچے، ریوالور، وغیرہ اپنے برقعون مین چھپا کر لاتی تھین اور
بندرگاہ سے اناطولیہ جانیوالے جہازون کے روئی کے گٹھون اور اشیاء
خوردنی کے صندوقون مین بکمال حفاظت انھین رکھدیتی تھین جس پر
کسی نگران کو وہم وگمان بھی نہین ہوتا تھا۔ اس طرح بہت سا بھک سے اڑ جانے
والا مادہ بھی انگورہ روانہ کیا گیا۔ مگر کسی کو کانون کان خبر بھی نہ ہوئی، ان
خطرناک خدمات مین جس چیز نے ان خادم عورتون کی کافی مدد کی وہ ان کا
اسلامی لباس خصوصاً "برقعہ" تھا جبکہ قوانین اسلامی اور ترکی حکومت
کے آئین شرعی کے تحت کسیکو حق نہین تھا کہ وہ برقعہ پوش خواتین کی تلاشی
لے سکے لہذا خواتین قسطنطنیہ نے اس برقعہ سے سیکڑون خطرناک کام لئے یہان
تک کہ اسی برقعہ کی آڑ مین کثیر التعداد مرد ادھر سے ادھر نکل گئے مگر کسی کو
پتہ بھی نہ چلا، انگورہ کے مخبر بھی زیادہ تر اسی برقعہ کے اندر سرگرم کار رہتے تھے
وہ اس برقعہ کے ذریعہ اتحادیون کے مواقع اور ان کے پوشیدہ کامونکو

معلوم کر لیتے تھے، وہ اس برقعہ میں اون مقامات تک پہونچ جاتے تھے جہان ذخائر حرب کے انبارون پر اتحادیون کی نگرانی تھی یہی وہ برقعہ پوش مخبر تھے جنھون نے احرار انگورہ کو اتحادیون کے طریقۂ کار اور طرز حفاظت نیز مواقع کی اطلاع بہم پہونچائی۔ یہ برقعہ پوش قسطنطنیہ کے سرکاری ایوانون، اور محلون، ہوٹلون گذرگاہون، تفریح گاہون تھیٹرون اور بازارون مین بے خوف پہونچ جاتے تھے اور تمام موافق و مخالف حالات کو معلوم کر کے انگورہ اطلاع پہونچا دیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ احرار انگورہ کو قسطنطنیہ سے بیشمار امداد حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ اونھین وہان کی تمام ترکارروائیون کا ہر وقت علم رہتا تھا۔ ان خفیہ مخبرون کے متعلق لنڈن کے مشہور اخبار "ٹائمز" کے نامہ نگار وسطی ایشیا نے قسطنطنیہ سے حسب ذیل مراسلہ روانہ کیا تھا:

ایک اجنبی یہان (قسطنطنیہ مین) اگر اطلاعات حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن جب وہ باب عالی کے نہایت محتاط مدبرین سے چند باتین کر لیتا ہے تو سخت دل برداشتہ ہوجاتا ہے۔ لیکن اگر یہ اجنبی قسطنطنیہ سے روانگی سے پہلے ایک انگریز پولیس مین سے دریافت کرے جو پہرا دے رہا ہے تو وہ بتا دیگا کہ آجکل قسطنطنیہ مشرق کا ڈبلن (آئرلینڈ) بنا ہوا ہے جسکے سن فینز کمالی ترک ہین

قسطنطنیہ کی حقیقت حال کا اندازہ لگانے کے لئے ضروری ہے
کہ اس شہر کا باشندہ ہو اور ترکون کا معتمد علیہ ترکی بازارون
مین جو استنبول کے وسط مین واقع ہین ابھی آپکو وہی
مشرقی آبادی نظر آئیگی۔ قدیم دکانون مین آپ ایک
خوجہ کو دیکھینگے جو بیٹھا ہوا نارجیل پی رہا ہے۔ یہ خوجہ انگورہ
سے آیا ہے اور بھیس بدلا ہوا فوجی کرنیل ہے۔ اس
دکان کے اندرون حصہ مین ایک چور دروازہ ہے جو
زیر زمین کسی مقام کو جاتا ہے جو قوم پرستو نکا مرکز ہے
قوم پرستی کی تحریک کا دماغ تو شائد انگورہ مین ہے
لیکن انکا دل یقیناً قسطنطنیہ ہے قسطنطنیہ براہ راست
اتحادیون کے قبضہ مین ہے۔ مگر یہین سے نصف شب گئے
جرنل اور فوجی افسر فرار ہوتے ہین جنھون نے انگورہ مین
ایک بالکل جدید ٹرکی کی بنیاد رکھی ہے۔ باوجود قابض
فوج کی ہوشیاری اور یونانی جنگی جہازون کی چالاکی
کے قسطنطنیہ سے سامان جنگ اناطولیہ جا رہا ہے
اور اسمین کوئی بہت بڑی دقت پیش نہین آتی۔ دول
یورپ اور اتحادی قابض افواج کے مراکز مین جو کچھ

واقع ہوتا ہے اسکی خبر روزانہ انگورہ کو کسی مخفی تار کے ذریعہ سے بھیجی جاتی ہے۔ اس قسطنطنیہ سے جو مشرق کی کاروان سرائے ہے مکہ شریف اور عالم اسلام کی طرف سے مظلوم اسلام کی چیخیں جاتی ہیں۔ مجاہد محترم غازی مصطفےٰ کمال پاشا کا زبردست ہاتھ یہاں ہر جگہ کام کر رہا ہے جبری بھرتی کے طریقہ سے لوگوں کو فوج میں بھرتی کیا جا رہا ہے لیکن اس جبری بھرتی کے آثار ایسے ہی زبردست ہیں جیسا کہ وہ ہاتھ جس نے یہ حکم جاری کیا۔ قسطنطنیہ میں ترکی قوم پرست خفیہ طریق سے کاروبار کر رہے ہیں وہ عظیم الشان ذخائر خرید کر اور انمیں نہایت ہوشیاری سے اسلحہ چھپا کر انگورہ روانہ کرتے ہیں۔ اگر آپ غلہ کے بندر پر جا کر دیکھیں تو وہاں آپکو روئی کے کثیر التعداد گٹھے نظر آئینگے جو انگورہ کو بھیجے جا رہے ہیں۔ یہ یونانی پولیوں کے منہ کے سامنے کیا جا رہا ہے جو سامان جنگ کی حفاظت کیلئے متعین ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ اس روئی میں کسقدر زبردست بھک سے اڑ جانے والے مادے نہاں ہیں۔ اسی طرح قوم پیدوں

کو ہر طرح کی خانگی سہولتیں میسر ہیں۔ اس سلسلہ میں خطا ودم ترکی عورتوں نے برقعہ میں بڑا کام کیا اور اس قومی تحریک پیدا کرنے میں بڑی مدد کی ہے جب انگورہ کو قسطنطنیہ کی حکومت انقلاب پسندوں کا مرکز خیال کرتی تھی اور جب غازی محترم مصطفےٰ کمال پاشا کا علانیہ نام لینا بھی حکومت کے خلاف ایک ناقابل معافی جرم خیال کیا جاتا تھا تو ان ترکی عورتوں نے خفیہ انجمنوں کے قیام میں بڑی مدد کی حجاب بھی موجود ہیں۔ ابتدا میں تو یہ عورتیں اپنے برقعہ کی وجہ سے بہت مفید ثابت ہوئیں۔ کیونکہ انھیں کوئی روک نہیں سکتا اور انھیں عورتوں نے ابتدا میں انہی عجیب و غریب رسومات کے پردہ میں، انگورہ کو دستی بم بھیجے۔

مارشل مصطفےٰ کمال پاشا کے دوستوں نے جو میگزین برطانیہ کے زیر اہتمام تھا اُسے ایک رات میں خالی کردیا یہ ایک زیرزمین راستہ کے ذریعہ کیا گیا جو ایک ماہ سے بھی کم عرصہ میں کھودا گیا تھا۔ یہ کس نے کھودا کون شخص تھا، اس کے افشا کی آج تک کسی نے جرأت نہیں کی ورنہ اوسکی جان خطرہ میں بھی ہر رات

ریوالوروں کی آوازیں اور سٹیاں باسفورس کی سمت سنی جاتی ہیں۔ اکثر یونانی جہازوں میں جو سفوطری کے سمندر میں لنگر انداز ہیں۔ افسر اور سپاہی مرے ہوئے پائے گئے ہیں لیکن کوئی نہیں جانتا کہ کس نے انھیں قتل کیا ؟۔

(لنڈن ٹائمز بذریعہ الایمان مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۲۲ء)

مذکورہ خلاصہ سے ترکوں کی خواتین مقیم قسطنطنیہ کے اہم ترین کارناموں کا اندازہ ہوگیا ہوگا یہ خواتین علاوہ ان خفیہ اور جرأت آزما خدمات کے بظاہر جو کام کرتی تھیں اُن میں وہ خواتین بھی کچھ کم قابل تعریف نہیں جو ترکی لاوارث اور بھوکے پیاسے بچوں کی حفاظت و خدمت میں مصروف رہتی تھیں ۱۹۲۱ء کا ابتدائی زمانہ قسطنطنیہ کی ترکی آبادی کے لئے قیامت سے کسی طرح کم نہیں تھا۔ اسوقت اتحادی قبضہ اور جنگ فرنگ کی ناقابل برداشت شکست اور اندرون ترکی لاکھوں غیر اقوام کے مفلوک و فاقہ کش افراد کی کثرت خصوصاً جنرل رینگل ڈینکن کی شکست پذیر افواج کے قیام قسطنطنیہ نے گورنمنٹ قسطنطنیہ کی مالی حالت تباہ کردی تھی قسطنطنیہ سے ایشیائے کوچک کا زرخیز علاقہ تو یونان و احرار کے قبضہ میں چلا گیا تھا قفقاز تو آرمینیہ بھی

ترکان احرار کے زیر اثر تھا اسلئے قسطنطنیہ کی گورنمنٹ بہ اعتبار مالی
حالت کے اس قابل نہ تھی کہ وہ انہی لاکھون کی تعداد والی رعایا کا
بندوبست کرتی ملک مین اشیاء خوردنی کا کال تھا بڑے بڑے
تاجر سوداگر دیوالیہ ہو چکے تھے عارضی التواے جنگ یا ترکان احرار
نے جو حالت پیدا کر دی تھی اوسکی وجہ سے تمام ترکی تجارت بند
پڑی تھی اور اس تجارت کے بند ہو جانے کے باعث قسطنطنیہ کے بڑے
بڑے صاحب جائداد اور متمولین مجبور ہو گئے تھے کہ اپنی جائدادین اور
مکانات فروخت کر کے اپنے گذارہ کا انتظام کرین پس اسی تہ دست
اور ابتر حالت کا یہ لازمہ تھا کہ اندرون ملک ڈاکہ زنی اور غارتگری
کی وارداتون مین ناقابل بیان اضافہ ہو گیا تھا یونانی و روسی لٹیرے
غارتگری مین مصروف تھے اور اُن کے ساتھ بالشویکون سے
شکست خوردہ جنرل ڈنیکین و رنگل کے لاکھون سپاہی تھی شریک
جو ترکی بازارون اور محلون مین دن دہاڑے لوٹ مچاتے رہتے
تھے پس ان وجوہ کی بنا پر اسوقت قسطنطنیہ کی آبادی بھوکون
مر رہی تھی اور اس عام تباہی کا سب سے زیادہ اثر ان بیکس ترکی
عورتون اور یتیم بچون پر پڑ رہا تھا جنکے وارث میدان جنگ مین
کام آ چکے تھے مگر داخلی حالت کی ابتری کی وجہ سے ابھی گورنمنٹ

قسطنطنیہ اور انکے گذارہ کا قابل اطمینان سرانجام نہیں کر سکتی تھی لہذا خیال ہی نہیں بلکہ یقینی طور پر لاکھوں ترکی عورتیں اور یتیم بچے اسوقت بھوک و پیاس کی تکالیف برداشت کر رہے تھے۔ اور قریب تھا کہ وہ اسی حالت میں لقمہ اجل ہوجاتے قسطنطنیہ کی اس عام فاقہ کش زندگی کے متعلق ایک انگریز سوداگر نے حسب ذیل نقشہ کھینچا تھا:

جب کوئی شخص قسطنطنیہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ اس شہر کی حالت اور کاروباری حالت میں کوئی فرق نہیں آیا، ٹریم گاڑیاں اور مزدوروں کی جماعتیں ادھر سے ادھر جاتی دکھائی دیتی ہیں ریل گاڑیاں بھی اپنے وقت پر آتی جاتی ہیں لیکن اس شہر میں رہتے ہوئے ابھی عرصہ نہیں گذرتا کہ تمام اصلی اور افسوسناک حالات ظاہر ہوجاتے ہیں ہزاروں آدمی بیکار بیٹھے ہیں ترک بچے بھوک کے مارے چیتھڑے لگائے ہوئے کھانے کی تلاش میں بازاروں میں ادھر ادھر مارے پھرتے ہیں۔

اسوقت قسطنطنیہ میں کوئی خیال ذکر تجارت بھی نہیں ہے اور جن لوگوں نے اپنے کاروبار سے کچھ روپیہ پیس انداز

کر رکھا ہے وہ اوس پر گذر کر رہے ہین۔ غیر مصافی آبادی بلکہ تمام سرکاری عہدہ دارون کو تین ماہ سے تنخواہ کا ایک حبہ بھی نہین دیا گیا۔ اور اوسکی وجہ صرف یہ ہے کہ سرکاری خزانہ خالی پڑا ہے ترکون کے قدیم شریف ونجیب خاندان اپنی جائدادین بیچ بیچ کر جیب خرچ چلے جا رہے ہین ؛

مزدورون کی اجرت مین چھتیس فیصدی سے پچاس فیصدی تک تخفیف کر دی گئی ہے اور غربا کے طبقون کو فاقہ کشی کا بہت خوف زدہ بنا رہا ہے عوام کی اخلاقی حالت قطعًا قعر مذلت مین گر چکی ہے کسی کو معلوم نہین کہ کیا ہونیوالا ہے فسادات اور خونریزی کا بازار گرم ہے لوٹ مار غارت گری ہر طرف پھیل پڑی ہے لاکھون بچے بھوک اور پیاس کے لقمہ بن رہے ہین۔

ایوننگ ٹیلیگراف لنڈن

۲۲ فروری سنہ ۱۹۲۱ء

مذکورہ اطلاع کی بنا پر قسطنطنیہ کی داخلی حالت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اصل آبادی کن تباہ کن مصائب مین گھری ہوئی تھی اور ایسی صورت

مین یہ امر ناممکن تھا کہ ترکی قوم کے ایسے لاتعداد بچے تباہ نہ ہو جانے جو کل ترکون کے ہونہار اور بہادر سردار سپاہی بننے والے تھے لیکن قابل صد تحسین وہ ترکی خواتین ہین جنھون نے قوم کے ان نونہالون کو موت کے پنجے سے بچا لینے کا ایک ایسے وقت مین تہیہ کیا جبکہ وہ خود چارون طرف سے مصائب مین گھری ہوئی تھین ان بہادر عورتون نے چھوٹی چھوٹی جماعتین انجمن ہلال احمر کے تحت قائم کی تھین جو ایسے ترکی بچون اور عورتون کی کفالت کا سرانجام کرتی تھین جنکا ذریعہ زندگی بجز قومی مدد کے کچھ نہ تھا۔ یہ مجاہد عورتین مساجد و مقابر یا سرکون اور بازارون کے اُن مقامات مین کپڑا اور روٹی تقسیم کرتی تھین جہان یہ مظلوم و بیکس ہستیان زندگی کے تلخ لمحات گذار رہی تھین انجمن ہلال احمر کی یہ خدمت گذار بیبیان اُس سلسلہ جد و جہد سے تعلق رکھتی ہین جو "حفظ وطن" کیلئے ملک مین طبقہ نسوان کی طرف سے جاری و ساری تھا، لیکن ان خواتین نے بجائے کسی دوسرے شعبہ مین کام کرنے کے یہ زیادہ پسند کیا کہ وہ ان بیکس بچون کو موت کے منھ سے بچالین جو بشرط زندگی آیندہ ملک و قوم کے لئے قابل اعتماد طریق پر سرپرست و جان نثار بننے والے تھے ان خدمت گذار خواتین کی جماعتین ملک سے جو کچھ چندہ فراہم کرتی تھین اوسکے ذریعہ ان بچون اور بیکس عورتون

اور بوڑھوں کے اسباب زندگی بہم ہوجائے - ان خواتین نے نہ صرف اندرون ملک ان مظلوم افراد کے لاکھوں تحسین خدمات انجام دیں بلکہ تعلیم یافتہ خواتین ہونیکی حیثیت سے انھوں نے اپنے اثر انداز قلم سے ہزار گونہ خدمات انجام دیں انھوں نے ان تباہ شدہ اور فاقہ کش بچوں کی امداد اور استعانت کے لئے دنیا ئے انسانیت سے عموماً اور عالم اسلام سے خصوصاً طویل سے طویل مراسلوں اور اپیلوں کے ذریعہ چندے اور کپڑے طلب کئے مذکورہ گرامی قدر خواتین کو جب انگلستان میں مسلمانان ہند کی کارکن جماعت کا علم ہوا تو انھوں نے مشہور خادم خلافت حضرۃ مشیر حسین صاحب قدوائی بی - اے کو ایک طویل مراسلہ لکھا تھا جسکا مضمون یہ ہے۔

جناب شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی جنرل سکریٹری مرکزی اسلامی سوسائٹی از مقام قسطنطنیہ ۴ فروری ۱۹۲۱ء

جناب من ۲۹ جنوری ۱۹۲۱ء کو انجمن ہلال احمر کی خواتین کے صدر مقام میں قسطنطنیہ کی تمام نسوانی انجمنوں کا متفقہ جلسہ منعقد ہوا جسمیں اتفاق رائے سے یہ تجویز منظور کیگئی کہ جناب کی وساطت سے مندرجہ ذیل واقعات تمام اہل عالم کے روبرو پیش کئے جائیں -

ہمارے مشہور اور نامور ماہرین کی تحقیقات سے یہ امر پایۂ ثبوت تک پہونچ گیا ہے کہ اسوقت صرف قسطنطنیہ مین بیرونی صوبون کے علاوہ پانچ لاکھ عورتین اور بچے ایسے موجود ہین جنکو اگر بروقت مدد نہ پہونچی تو بھوک کے مارے وہ موت کا شکار ہوجاوینگے ہزار ہا ایسی پناہ گزین اسوقت قسطنطنیہ مین آچکے ہین جن علاقون پر یونانیون کا قبضہ ہے وہان سے اجناس خوردنی کا قسطنطنیہ مین لانا قطعاً ممنوع ہے مسلسل آتش زدگی سے شہر مین مکانون کی سخت قلت ہے ان تمام تکلیفون نے مل ملاکر زندگی اجیرن کر رکھی ہے اور ترکی آبادی سخت مصیبت مین ہے۔

استنے ترک جنگ کے دوران مین نہین مرے جتنے آجکل بھوک و پیاس کی تکلیف سے مر رہے ہین اور ان مصیبتون کا اثر صرف غریبون ہی پر نہین ہے بلکہ بڑے بڑے خوشحال اور معزز و متمول خاندان کے خاندان بھی ضروریات زندگی سے محروم ہوگئے ہین اور آخری صورت مین وہ اپنے باپ داداون کی جائدادین بیچ رہے ہین اور روز بروز ان کی حالت اسقدر خراب ہوتی جاتی ہے

که نه رہنے کے لئے مکان ہین نه کھانے کے لئے ٹکڑا ہے اور
یه لوگ نہایت دردناک حالت مین زندگی بسر کر رہے
ہین ۔ مردون کو روٹی کھانے کے لئے کام نہین ملتا ہے
بھوکی پیاسی ماؤن کی چھاتیون مین دودھ نہین رہا
که اپنے چاند سے بچون کو پلائین اور ان کو موت سے
بچالین بیمارون کی دیکھ بھال بھی اچھی طرح نہین ہوتی
کیونکه شفاخانون مین ہر ضروری چیز کی کمی ہے باہر کے
پناه گزین مسلمان جب تک اپنے گھرون مین تھے عیش و
آرام سے بسر کرتے تھے لیکن اپنی جانین بچانے کے لئے
سب کچھ وہین چھوڑ کر بھاگ آئے اور آج وہ نازو نعمت کے
پلے ہوئے بازارون مین نیم برہنه پھر رہے ہین اور برف و
بارش مین ٹھٹھر ٹھٹھر کر سکڑتے جاتے ہین ۔ سینکڑون
اور دوسری عمارتون مین ماندہ اور مصیبت زده بھرے
پڑے ہین اموات کی تعداد روز بروز خوفناک طور پر
بڑھ رہی ہے مقامی مسلمان اور رفاه عام کی انجمنین
سر توڑ کوشش اور محنت سے ان مظلومون کو مدد پہنچا
رہے ہین لیکن جہان لاکھون مدد کے محتاج ہون وہان

چند ہزار مسلمان اور چند انجمن کیا حیثیت رکھتی ہیں ؟
ان تمام حالات کو پیش نظر کر کے ہم قسطنطنیہ کی خواتین کی
طرف سے تمام مہذب دنیا کے باشندون سے اپیل
کرتے ہین کہ آج دارالخلافت اسلامیہ مین ان آفات کا
نزول جاری ہے اور اگر ان مصیبتون کے اسباب دور
کر دیئے جائین تو آج ہی یہ تمام مظلوم خوش حال ہو سکتے
ہین لہٰذا ہم شجاع و نجیب انسانون کی خدمت مین عرض
کرتے ہین کہ وہ بلا امتیاز مذہب و ملت اوٹھ کھڑے
ہون اور ان لاکھون انسانون کو تباہی اور موت کے
پنجہ سے بچا لین "

"ہم ہین آپکی اسلامی بہنین ارکان انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ"

اس مراسلہ سے ان خواتین کے جذبہ حب وطن" ایثار و فدویت" اور
خلوص و خدمت کے جن گرانبایہ جذبہ و خیالات کا اندازہ ہو سکتا ہے
وہ کسی مزید تشریح کا محتاج نہین اور یہی وہ مراسلہ ہے جسکے الفاظ سے
میرے اُس قول کی کافی تصدیق ہوتی ہے جسمین مینے کہا تھا کہ قسطنطنیہ
مین حفظ وطن کے لئے خواتین کی متعدد انجمنین قائم کی گئی تھین غرض
اسقدر حالات کے بعد مین خواتین قسطنطنیہ کے کارنامون کو

اسلئے ختم کرتا ہوں کہ مجھے ان مجاہد عورتوں کے متعلق اس سے زیادہ
ذخیرہ اور معلومات حاصل نہیں ہوئیں لہذا بربنا سے حالات کہا جاسکتا
ہے کہ جس طرح ترکی قوم نے جنگ فرنگ کی ذلت اندوز شکست کے
بعد بے نظیر شجاعت و کمال مردانگی سے عدیم المثال فتح حاصل کر کے
یورپ میں دوبارہ اسلامی پرچم اڑایا اوسی طرح اس جدید ترکی تعمیر و
تنظیم اور حصول آزادی میں خواتین ترکی بالخصوص قسطنطنیہ کی
عورتوں نے اپنے تمام عملی قوائے کو صرف جدوجہد کر کے نہ فقط ترکی
شاہنشاہی اقتدار کو زوال و تباہی سے بچالیا بلکہ انھوں نے اسلام و
اسلامیت کو دوبارہ زندہ کرنے میں جو قربانیاں کیں وہ الفاظ اور
تاریخی صفحات کی تنگ دامانی میں بیان نہیں کی جاسکتیں۔ اور یہی
وہ قربانیاں ہیں جنکی بنا پر دین و دنیا کی تمام عظمتیں ان مجاہد اسلام
خواتین کے لئے وقف ہیں ۔"

مقالہ زیر بحث ختم کردینے کے بعد اب میں بعض اون خواتین کے نام پیش
کرتا ہوں جنھوں نے قسطنطنیہ میں کوہ وہ قابل قدر خدمات انجام دیں
ان ناموں سے ان عورتوں کی بلند مرتبہ پوزیشن اور عملی حالت کا اندازہ
ہوگا۔ اور یہ سمجھا جاسکیگا کہ اسوقت جبکہ قسطنطنیہ پر مصائب کے بادل
امنڈ رہے تھے ترکی خواتین نے جو خدمات عامہ انجام دیں اون میں

ترکی قوم کے معمولی یا ادنیٰ درجہ کی عورتیں شریک نہ تھیں بلکہ اس قومی مصیبت
مین جن عورتون نے ان تھک خدمات انجام دین اور اصل مین ترکی
قوم کے طبقۂ اعلےٰ سے تعلق رکھنے والی عورتین تھین - اور اسی سے
ترکی کے طبقہ اعلےٰ کا یہ بھی اندازہ ہوگا کہ اس نے اپنی عورتون کو
علم و خدمت کے لئے کسقدر تیار و مستعد کیا - اُن تمام خواتین مین
ذیل کی عورتین خصوصیت سے قابل ذکر ہین -
جنابہ سلمہ خانم رضا آپ ایک بلند مرتبہ تعلیم یافتہ خاتون ہین آپکے
والد کا نام نامی - علی رضا پاشا ہے جو حکومت قسطنطنیہ کے سفیر رہ چکے
ہین آپ قسطنطنیہ کے محلہ غورتیپی مین رہتی تھین اور آپ نے
انجمن تحفظ بیوگان مین قابل قدر خدمات انجام دین -
جنابہ عزیزہ فروح خانم - آپ بھی ایک روشن خیال تعلیم یافتہ خاتون
ہین آپ جناب نورالدین فروح بے کی اہلیہ ہین جو سابق صدر اعظم
محمد پاشا کے زمانہ وزارت مین مدارالمہام کے جلیل القدر عہدہ پر
مامور رہ چکے ہین آپ قسطنطنیہ کے محلہ کندیلی واقع باسفورس
مین رہتی تھین اور انجمن نسوان کی نائب صدر تھین -
جنابہ رفیقہ ادہم خانم - آپ مشہور ترکی قائد ہز اکسلنسی ادہم پاشا کی
بیوی ہین جو محمد پاشا کے زمانہ مین وزیر جنگ وغیرہ رہ چکے ہین -

آپ بھی کندیلی واقع باسفورس مین رہتی تھین اور مجلس خواتین قسطنطنیہ کی کہین تھین ۔

جنابہ فیضی روم بے اوغلو جہر الدین آپ ایک ممتاز ترکی ہین آپ کے شوہر کا نام ہز اکسلنسی روم بے اوغلو جہر الدین ہے جو سابق مین وزیر ڈواکخانہ تھے یہ جوشیلی خاتون قسطنطنیہ کے محلہ اشیشلی مین رہتی تھین اور انجمن تیامی کی صدر تھین ۔

جنابہ سعدی خلیل یہ فاضل خاتون قسطنطنیہ مین ایک ممتاز درجہ رکھتی ہین آپکے شوہر کا نام نامی ہز اکسلنسی خلیل ادہیم بے ہے جو قسطنطنیہ کے شاہی عجائب خانہ کے ڈائرکٹر جنرل تھے، موصوفہ خاتون سعدی کا ترکی خواتین مین خاصہ اثر ہے اور آپکے ذمہ امراء و بیگمات سے چندہ وصول کرنا تھا ۔

جنابہ صفیہ حسین ۔ خاتون محترم کپتان حسین بے کی اہلیہ ہین جو قسطنطنیہ کے جنگی بیڑہ مین کپتان کے عہدہ پر ممتاز و مامور تھے آپ عورتون کے لئے کپڑون اور غذا کا اہتمام کرتی تھین اور اپنی خدمات کے لئے ہر وقت وقف تھین ۔

جنابہ نارولی خانم آپ کی فضیلت اور علم دوستی قسطنطنیہ مین مشہور ہے آپ فرنچ زبان مین کامل مہارت رکھتی ہین آپ جناب

ولی شمسی بے کی اہلیہ ہیں جو پہلے برس میں ترکی حکومت کے قنصل جنرل کے ممتاز عہدہ پر فائز رہ چکے ہیں آپ قسطنطنیہ کے محلہ محمودی جدسی میں رہتی ہیں اور نہایت سرگرم خاتون ہیں۔

قسطنطنیہ کی یہ وہ عالی خاندان اور تعلیم یافتہ خواتین ہیں جنہوں نے ملک وملت کے لئے اپنے عیش وآرام کو ترک کرکے اپنی تمام قوتوں سے قوم کی خدمت انجام دی، اور یہی وہ خدمت ہے جسکی بنا پران محترم خواتین کے نام تاریخ کے روشن ترین صفحات میں ہمیشہ جلوہ گستر رہینگے

چشم دید حالات

مجھے مسرت ہے کہ مین اپنی کتاب مین جہان صحیح حالات فراہم کرنے مین کامیاب ہوا ہون وہان میری تحقیق مین ایک قابل اطمینان حصہ ایسا ہے جس مین ترکی خواتین کے چشم دید حالات مین نے حاصل کئے ہین۔

ان چشم دید حالات کے لئے مین ایک ترک مخلص کا ممنون کرم ہون جنھون نے مجھے یہ حالات بتلائے ہین۔

اس مخلص ترک کا نام عارف محمد طاہر آفندی ہے موصوف کا وطن آرمینہ ہے آپکی عمر ۳۲ سال ہے اور آپ قط العمارہ کی مشہور مہم مین زیر کمان فیلڈ مارشل ہز اکسلنسی خلیل پاشا کے شریک رہے ہین۔

آپ سنہ ۱۹۱۶ء مین گرفتار ہوے تھے اور سنہ ۱۹۲۱ء مین صاب بہ ہتی جیل سے رہا ہوے،

مجھسے اور موصوف سے برہان پور اسٹیشن پر ملاقات ہوئی جسکا سلسلہ کامل دو گھنٹہ رہا آپ عربی نہایت شستہ اور اردو روان بولتے تھے۔

مین نے اس ملاقات سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ممدوح سے
ترکی خواتین کے حالات دریافت کیے اور آپ نے بڑی
مسرت سے مجھے عراقی جہم کی بعض اون خواتین کے
حالات تبلاے جو عراقی محاذ پر جمتا نخدمات انجام دی حکی
تھین ان مجاہد خواتین کی تعداد جو خالص ترکی النسل تھین
ڈیڑھ ہزار تھی اور یہ سب کی سب میدان جنگ یا محاذ جنگ
پر نہایت قیمتی خدمات انجام دتی تھین انمین سے بعض خواتین
یہ ہین ۔

زینب خانم وطن "داغستان" عمر ۱۷ سال، ناکتخدا،
عارف محمد طاہر فرماتے تھے کہ یہ وہ ترکی مجاہدہ تھی جسکی حیرت افزا خدمات
نے لشکر کو مبہوت بنا رکھا تھا، موصوفہ کے باپ ترکی رسالہ کے افسر اعلےٰ
تھے اور یہ وہ رسالہ تھا جسے ترکی زبان مین "گولا غاسی قراطابور عثمانیہ"
کہتے ہین اس رسالہ کا یہ فرض ہے کہ وہ سب سے پہلے غنیم کے
توپخانہ پر گولہ باری کی حالت مین حملہ آور ہوتا ہے زینب خانم اپنے
باپ کے ساتھ جہاد کے شوق مین وطن سے ساتھ ہوگئی تھین مگر ناکتخدا
ہونے کے باعث آپ کو میدان جنگ مین خدمات انجام دینے کا موقع
نہین ملتا تھا، لیکن شوق فدویت اسدرجہ بڑھا ہوا تھا کہ آپ ترکی مجروحین

کی خدمت کے لئے جنگی شفاخانہ مین کام کرتی تھین اور کسی وقت آرام سے نہین گذارتی تھین غازی محترم فیلڈ مارشل ہز اکسلنسی خلیل پاشا نے آپ کے شوق جہاد کو دیکھتے ہوسے آپ کو ابتداً جنگی شفاخانہ مین نگران افسر کے عہدہ پر ممتاز فرمایا،

حملہ موصل مین آپ کے والد بزرگوار شہید ہوگئے جو وقت زینب خانم نے اپنے باپ کی شہادت کی خبر سنی تو بجاے کسی رنج والم کے آپ کے اندر جہاد و انتقام کے جذبات اور بھی مشتعل ہوگئے اور آپ نے فوراً اپنے باپ کی کمانڈ لینے کے لئے درخواست کی، جسے ترکی کمانڈ افسر نے زینب خانم کی مستعدی اور قابلیت دیکھتے ہوے منظور کرلیا۔

عالی جناب عارف طاہر بے فرماتے تھے کہ جسوقت زینب خانم کو رسالہ کی کمانڈ سپرد کیگئی اسوقت یہ جوان عمر و جوان ہمت عورت بارہ سے چودہ گھنٹے تک گھوڑے سے نہین اترتی تھی، اور اسکی زبان سے یہ الفاظ ہر وقت سنے جاتے تھے کہ:۔

"اب راحت و آرام کی جگہ تلوار و خون سے ہمیشہ مقابلہ رہیگا۔
مجھے آرام کیلئے کوئی گھڑی مرغوب نہین مین نے اپنے پدر بزرگوار کی نعش اپنی آنکھوں سے خون آلود دیکھی ہے،
لہذا مین ہر وقت غنیم کی نعشوں سے کھیلنا چاہتی ہون

تاکہ حق پذیری اور فرض جہاد ادا ہو"

اسکے بعد یہ بہادر خاتون عراق و قطا العمارہ مین گیارہ مہینے کامل و مسلسل جنگ آزمارہی اور اسکی حملہ آوری اس جانبازانہ انداز مین ہوتی تھی کہ خود ممدوحہ کے ماتحت لشکری آپ کی شجاعت و شہامت پر حیران و ششدر تھے، خاتون محترمہ اپنی ڈیوٹی کے موافق ہمیشہ رسالہ کے آگے رہا کرتی تھین۔ لیکن تعجب یہ ہے کہ وہ کبھی زخمی بھی نہ ہونے پائین اور بکمال قابلیت خود کو محفوظ رکھتی تھین راوی کہتے ہیں قریب ایک میدان مین یہ شجیعہ دن بھر اپنے رسالہ کو غنیم سے اس قابلیت کے لڑاتی رہی گویا ایک نہایت ہی پختہ کار جنرل اپنی فوج کو لڑا رہا ہے اس مجاہدہ خاتون مین سب سے زیادہ قابل تعریف یہ بات تھی کہ وہ دن بھر میدان قتل و قتال کی خونبار و خونریز جد وجہد کے بعد رات کی بھیانک تاریکیون مین خدائے جلیل و جمیل کی یاد مین بہزاران عجز و انکسار محو و مصروف ہو جاتی تھی جس سے اسلام کے عہد اولین کی اُن مقدس مجاہد خواتین کی یاد تازہ ہوتی ہے جنکی خدا پرستانہ خدمات و مشاغل سے تاریخ اسلام کے پر عظمت صفحات جگمگا رہے ہین"

غرض کامل گیارہ ماہ بعد خاتون ممدوحہ انتظاماً طلب کی گئین

عائشہ بنت نامق آغا وطن کردستان، عمر ۲۵ سال

ظاہر ہے اس جلیل القدر خاتون کی تعریف میں رب اللسان سے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اس مجاہد خاتون سے بہت زیادہ واقف ہوں کیونکہ ممدوحہ میرے وطن آرمینیہ ہی سے میرے لشکر کے ساتھ تھیں اور جب مشہور و ممتاز ترکی کمانڈر فیلڈ مارشل کاظم قرہ بکر پاشا آرمینیہ پر یلغار کر رہے تھے یہ جوان ہمت خاتون محکمہ جنگ میں داخل ہو چکی تھی اور میدان آرمینیہ ہی سے ان کی جنگی خدمات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے آرمینیہ کی مہم میں آپکے شوہر حامد جلال بے ایک ترکی دستہ کے کمانڈر افسر تھے اور ان کے باپ نامق آغا بھی فوجی افسر تھے۔ جب تک خاوند خدمات جنگ انجام دیتے رہے اسوقت تک خاتون موصوفہ گھر سے باہر نہیں نکلیں آپکی تین صاحبزادیاں بھی جنکی عمر بالترتیب ۸-۹ اور ۱۰ برس کی تھی آرمینیہ کے ایک موضع اہالی میں آپکے شوہر شہید ہو گئے تو آپ نے باپ کی اجازت سے فوراً اپنا نام فوج میں لکھا دیا اور ترکی رنگروٹوں میں فنون جنگ سے واقفیت حاصل کرتی رہیں پھر آپ نے درخواست کی کہ انھیں میدان جنگ پر بھیجدیا جائے۔ درخواست منظور ہوگئی۔ اور آپ میدان جنگ کی طرف روانہ ہو گئیں میدان جنگ میں عینی مشاہدات نے آپ کے شوق جہاد کو اور بھی بھڑکا دیا کوئی پونے تین ماہ

بعد ترکی فوج کا وہ حصہ جس مین موصوفہ کے والد تھے جب اناطولیہ جانے
لگا تو آپ مع صاحبزادیون کے اس لشکر کے ساتھ بحیثیت ایک فوجی
سپاہی کے روانہ ہوگئیں یہ دستہ فوج کچھ دن بعد اناطولیہ سے محاذ
موصل کی طرف بھیجدیا گیا جسمین آپ بھی اپنے والد کے ہمراہ محاذ موصل
پر آگئیں اسوقت موصل پر ترکی فوجون کے ساتھ عراقی سرحد اور
کردستان کے بدو مجاہد بھی شریک تھے چونکہ موصوفہ کی جنگی قابلیت
اور شعور سے ترکی افسر کماحقہ واقف تھے اسلئے ایک موقع پر آپکو
بدو مجاہدین کا کمانڈ افسر کردیا گیا، طاہر بے فرماتے تھے کہ مین نے
عائشہ خانم کو دوسری مرتبہ راونڈز مین بدؤن کا کمانڈ افسر دیکھا،
گویا اب وہ ایک ذمہ دار فوجی افسر تھیں۔ ابھی آپ کو اس عہدہ پر
مامور ہوئے تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ میدان موصل میں آپکے
پدر بزرگوار شہید ہوگئے جب ناشق آغا شہید ہوگئے تو ترکی قوم
کی عدیم النظیر استقامت و شجاعت کے موافق اس خاتون کے
جذبات جہاد و انتقام اور بھی بھڑک اٹھے اور اب بڑی تندہی
سے میدان جنگ مین بدو مجاہدین کو لڑاتی رہین۔ جب آپ حملہ
یا میدان جنگ سے فارغ ہوتی تھین تو اپنے ماتحت دستہ کو
قواعد جنگ سکھانے مین مصروف رہتی تھین اور اسی طرح آپ

مجاہدین میں ولولہ جہاد قائم رکھنے کے لئے تقریریں بھی کرتی تھیں حملہ اور میدان جنگ سے واپسی کے وقت تکبیریں کہنا آپکا شعار تھا۔

اس نوجوان ہمت خاتون کا سب سے نمایان وصف یہ تھا کہ باوجودیکہ آرمینیہ میں شوہر اور موصل میں باپ کو شہید ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا لیکن کبھی ان سرپرستوں کا تذکرہ اس صابرہ اور مستقل مزاج عورت کی زبان سے نہیں سنا گیا میدان جنگ کے سوا یہ مجاہدہ خاتون اپنے مستقر پر بھی ایک ہی وقت کھانا کھاتی تھیں نماز کے بعد وظیفہ پڑھنے کی بڑی پابند تھیں۔

آرگویہ بنت حاج ملا سلیمان گرجی قوقازی وطن باطوم عمر ۴۵ سال

ترکی مجاہدہ عورتوں میں یہ خاتون سب سے زیادہ قابل احترام ہیں آپ باطوم کے ایک نہایت متمول خاندان سے تعلق رکھتی تھیں عراق کی ترکی آبادی اور مجاہدہ عورتوں میں آپ کا تمول مشہور تھا اور یہ تمول اس لئے اور بھی شہرت پذیر ہوا کہ آپ تمام مصارف خود ہی برداشت کرتی تھیں اور باوجود ترکی فوج میں قابل قدر خدمات انجام دینے کے کبھی ایک پیسہ کی روادار نہ ہوئیں جب باطوم سے ترکی مجاہدین کے لشکر اناطولیہ میں جنگ آزمائی کے لئے روانہ ہوئے تو آپ نے محض شوق شہادت کی بنا پر اپنا نام بھی ترکی والنٹیرس میں لکھا دیا اور اناطولیہ روانہ ہوگئیں جہاں آپکو باقاعدہ اصول جنگ سے واقفیت

حاصل کرائی گئی اور بعض طلابہ دستوں مین آگئی درخواست کے موافق غنیم کی سراغرسانی کا کام آپکے سپرد کیا گیا، خداداد ذہن اور قوت برداشت کی وجہ سے آپ نے طلابہ گرد دستون مین اس خوش اسلوبی سے خدمات انجام دین کہ ترکی محکمہ جنگ کو آپ کے ولولہ عمل اور ترقی پذیر جذبہ کا کافی اندازہ ہوگیا تو ترکی محکمہ جنگ نے سرحدی طلابہ گرجماعت کا افسر دوم مقرر کردیا۔ جب آپکو یہ خدمت سپرد کیگئی تو آپکی چستی اور تندہی مین تحیر خیز اضافہ ہوگیا۔ اور آپ دشمن کی تلاش اور اوسکی جستجو مین اسقدر سرگرم رہنے لگین کہ بعض اوقات ان کے ہمراہی بھی ان کی پیہم جستجو اور میلون دور سفر سے تنگ آجاتے تھے مگر خاتون محترمہ جبتک دشمن کا پتہ نہ لگالیتی یا کافی مسافت تک آپکو اطمینان نہ ہوجاتا آپ کو چین نہ آتا تھا خصوصاً شب کے وقت آپ بہت زیادہ سرگرم کار رہتی تھین آپ ایک وقت بخار مین مبتلا ہوگئین اور بخار بھی اسقدر شدت کا تھا کہ آپکو کبھی کبھی غفلت طاری ہوجاتی تھی لیکن اس نجیبہ خاتون نے اس حالت مین بھی اپنی ڈیوٹی سے رخصت لیکر علیحدہ ہونا پسند نہ کیا ظاہر ہے کہتے تھے کہ ممدوحہ کی اس حالت کی اطلاع جب نجیب سے طلابہ کمانڈر افسر کو ہوئی تو انھون نے موصوفہ کو آرام اور علاج کے لئے کہا اس کے جواب مین ممدوحہ نے

کہلا بہیجا کہ

"میں ترکی سپاہی نہیں ہون بلکہ اسلامی مجاہد ہون جسے

آرام سے کوئی سروکار نہیں"

موصوفہ کے بخار کی شدت بڑھتی گئی یہان تک کہ آپ غافل ہوگئیں
اس غفلت کی حالت مین کمانڈ افسر نے آپکو جنگی ہیڈ کوارٹر پر پہونچادیا
جب جنگی ہیڈ کوارٹر پہونچکر آپکو قدرے افاقہ ہوا تو آپ نے فوراً اپنی خدمت
پر بھیجدینے کی درخواست کی لیکن چونکہ ابھی آپ کی صحت خدمات جنگ
کے قابل نہتی اسلئے آپکو اجازت نہ دی گئی جب موصوفہ کو اجازت
نہ ملی تو آپ نے روزے رکھنا شروع کردیے اور کامل ایک ماہ تک
روزہ و نماز مین مصروف رہین جب صحت قابل اطمینان ہوگئی تو آپنے
پھر خدمت کے لئے درخواست پیش کی اور اپنی جگہ پر چلی گئین اب
ممدوحہ کی خدمات اور قابلیت سے تمام جنگی اسٹاف واقف ہوچکا
تھا اسلئے کچھ دن بعد جب عراقی محاذ پر ترکی کمک روانہ کی گئی تو
اوس مین ممدوحہ بھی شریک ہوئین اور اب عراق مین آکر آپ توپخانہ
مین لیلی گئین، آپ نے بڑی سرگرمی سے توپخانہ کے کام کو سیکھ لیا
چنانچہ جسوقت مقام کرکوک مین اتحادی فوجون سے مقابلہ ہوا تو اسوقت
موصوفہ ترکی توپخانہ مین کام کرتی تھین توپخانہ کے کام سے واقفیت

حاصل کرکے آپ نے ہوائی جہاز اڑانے والی مشین گن کا کام شروع کیا اور یہ کام بھی تھوڑے ہی وقفہ میں سیکھ لیا ممدوحہ کی تمام ترجدوجہد میں یہ بھی امر قابل حیرت و استعجاب ہے کہ آپ نے علاوہ جنگی خدمات کے تمام تر فنون جنگ، راستہ، او سفر ہی میں حاصل کئے اور اپنی شبانہ روز سرگرم جدوجہد کے باعث آپ ترکی فوج میں ایک ذی عزت اور فنون جنگ سے ماہر عورت تھیں مذکورہ خدمات و حالات کے بعد خاتون موصوفہ اناطولیہ واپس چلی گئیں جہاں انھوں نے کرد خواتین کو فنون جنگ اور قواعد سکھانے کا ارادہ کیا تھا اور اناطولیہ پہنچکر وہ اس خدمت پر مامور کردی گئیں۔

عراقی مجاہد ترکی خواتین میں سے مذکورہ خواتین کے متعلق عارف طاہر بے کو چونکہ اسقدر تفصیل کے ساتھ حالات معلوم تھے اسوجہ سے میں نے انھیں لکھ لیا تھا، لیکن ان کے سوا موصوف فرماتے تھے کہ عراق میں خالص ترکی النسل خواتین کی تعداد تقریباً ڈیڑھ ہزار تھی اور یہ سب کی سب محاذ جنگ یا محکمہ جنگ سے متعلق خدمات میں مصروف رہتی تھیں میں نے ممدوح سے جب عربی خواتین کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس موقع پر عربی و بدوی خواتین کی خدمات جنگ سے انکار کرنا بھی ایک اخلاقی خطا ہے جبکہ میدان

عراق و فلسطین مین کوئی اٹھارہ ہزار بدوی و عربی خواتین برابر مصروف
خدمات رہی ہین اور اُنھون نے اسلامی لشکرون کے ساتھ ہر طرح
کی خدمت انجام دی ہے ایک کردی خاتون مسمی کلثوم خانم کے متعلق
طاہر بے فرماتے تھے کہ موصوفہ میدان جنگ مین مجروحین کو پانی پلانے
کی خدمت انجام دیتی تھین یہ نہایت ضعیف العمر کردی خاتون تھین اُنھون نے
تین حج بھی کئے تھے لیکن اس ضعیف اور کبر سنی کے عالم مین بھی
وہ میدان جنگ مین نہایت جبت و مستعد خاتون تھین یہ راتون کو
میدان جنگ اور خندقون مین سپاہیون کے لئے پانی لیکر پہونچ
جاتی تھین، وہ دشمن کے حملہ یا اوسکی فوجون کو کبھی خاطر مین نہ لاتی
تھین انھین سپاہی ،، وجا،، کہتے تھے یہ اکثر مجروحین کو کرب و تکلیف
مین دیکھکر اونھین شوق جہاد اور جنت الفردوس کی ابدی نعمتون کی
طرف تحریص دلاتی تھین اور کہتی تھین کہ تم نوجوان ہو، اسلام کے
لاڈلے بچے ہو، دیکھو اگر آج میرے قوی اس قابل ہوتے کہ مین
صفوف جنگ مین اعدا سے مقابلہ کر سکتی تو تم سے ہمیشہ آگے
رہتی، غرض موصوفہ ایک نہایت جوان ہمت اور سچی فدائے اسلام
خاتون تھین آپکی یہی وہ خدمات تھین جنھین خدائے رحمان و رحیم نے
قبول فرمالیا اور مقام کرکوک مین دشمن کے ہوائی جہازہ کی گولہ باری سے

شہید ہو گئیں"۔

عارف طاہر بے فرماتے تھے کہ اس بڑھیا کا جنازہ اسقدر اہتمام کے ساتھ اٹھایا گیا تھا کہ میں نے کسی دوسرے شہید کا جنازہ اس طرح اٹھتے نہیں دیکھا تمام ترکی سپاہی اپنی اپنی خندقوں سے اس جنازے کی شرکت کے لئے نکل آئے تھے اور ہر سپاہی محبت کے آنسو بہاتا ہوا کہتا کہ ۔

"محترمہ "نجا" تمہارے خون کا بدلہ پوری "ترکی قوم لیگی
کیونکہ تو تو ہماری شفیق ماں تھی"

لطیفہ کمال خانم

محترمہ خالدہ خانم کے بعد ترکی سیاسی جد وجہد مین لطیفہ کمال خانم زوجہ غازی اعظم مصطفےٰ کمال پاشا کے وجود سے جو اہم انقلاب پیدا ہوا ہے اوسکے زرین فوائد ترکی کے تابناک مستقبل کا پتہ دیتے ہین'

ممدوحہ محترمہ کا وطن شہر سمرنا ہے عمر ۱۹ سال آپکے والد بزرگوار کا اسم گرامی محترم اوشاکی بے،، ہے جو سمرنا کے ایک کروڑپتی تاجر اور نہایت بلند مرتبہ اور روشن خیال آدمی ہین محترم اوشاکی ممدوح گو خود ایک نہایت ممتاز تجارت پیشہ آدمی ہین مگر انھون نے اپنی اولاد کی تعلیم تربیت مین کمال دانشمندی سے کام لیکر ممدوحہ لطیفہ خانم کو یورپی تعلیم کے لئے تیار کیا لطیفہ خانم کی ابتدائی تعلیم مکان پر ہوئی لیکن دو برس بعد آپکو انگلستان بھیجدیا گیا، انگلستان مین آپ ،،ٹیورڈ ہائی اسکول جیرلس،، مین ایک سال تک تعلیم پاتی رہین جہان آپکی تعلیم و تربیت پر بہت خصوصیت خرچ ہوا آپکی نگرانی کے لئے دو قابل انگریز لیڈیان تہین جو تربیت کی خدمت انجام دیتی تہین ممدوحہ لطیفہ خانم نے ان انگریز لیڈیون کی تربیت مین رہکر جو ترقی کی وہ نہایت اطمینان بخش تہی جیسے آپ بیان

فارغ ہوئیں تو روشن خیال باپ نے آپ کو اعلیٰ تعلیم کے لئے فرانس بھیجدیا کچھ عرصہ تک آپ بورڈو میں رہیں جہاں علاوہ فرانسیسی زبان کے علم ہیئت فلسفہ اور جغرافیہ کی تکمیل کی اس کے بعد آپ نے ادب و تاریخ میں اعلےٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کی دوران تعلیم میں ترکی معاملات کے لئے آپکو فرانسیسی سوسائیٹی سے قیمتی معلومات بہم پہنچیں کیونکہ اسوقت فرانسیسی ترکوں کو قدر محبت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، لطیفہ خانم کی تعلیم و تربیت کا یہ زمانہ نہایت بیدار کن تھا جبکہ اکثر مواقع پر آپکو فرانسیسی خواتین کی مجالس اور بڑے بڑے جلسوں میں شرکت کا اتفاق ہوا کرتا تھا، انہیں طبعی طور پر ایسے علمی جلسوں اور مذاکروں میں شرکت کا بہت شوق تھا اور یہ اسی قیمتی صحبت کا نتیجہ ہے کہ لطیفہ خانم میں بیداری بلند حوصلگی اور روشن خیالی کے گران پایہ جذبات وخیالات پیدا ہوئے آپ فرانسیسی خواتین کے قومی جذبات اور حب وطن اور ان کی علمی وسیاسی سرگرمیوں سے بہت متاثر ہوئیں اور آخر کار ــ

جمال ہمنشین در من اثر کرد،،

کے مصداق وہ ایک باکیزہ اخلاق اور تعلیم یافتہ خاتون کی حیثیت سے

ترکی قومیات مین دلچسپی لینے لگین فرانسیسی خواتین کی طرح وہ بھی اپنے ملک و مذہب اور قوم کی صلاح و فلاح کے ذرائع سوچتی تھین لیکن ابھی وہ اس قابل نہ تھین کہ ملکی و قومی معاملات مین حصہ لیتین کیونکہ ابھی انکا دور تعلیم ختم ہوا تھا اور وہ رات دن علمی کتب کے مطالعہ مین مصروف رہتی تھین اور اس تمام سیاحت مین انھین کسی قومی و ملکی تحریک سے کوئی علاقہ نہ تھا بلکہ محض ایک تعلیم یافتہ سیاح کی طرح وہ اکثر ممالک کا دورہ کرتی رہتی تھین آغاز جنگ فرنگ یعنی سنہ ۱۹۱۴ء مین وہ برلن ہی مین تھین التوائے جنگ سنہ ۱۹۱۸ء مین وہ ایک ماہ تک جرمنی مین رہین اور دوران سیاحت مین انھین نہایت اعلے التعلیم یافتہ عورتون کی صحبت میسر آئی جس نے لطیفہ خانم ایسی فاضل خاتون پر سونے پر سہاگے کا کام کیا۔

جب ۵ مئی سنہ ۱۹۱۹ء کو یونانی فوجون نے آپ کے وطن عزیز سمرنا پر قبضہ کر لیا اور آپکے والد قبلہ کو نظر بند کر دیا گیا تو آپ اس حالت سے بہت زیادہ متاثر ہوئین اسوقت بھی آپ یورپ ہی مین مقیم تھین بقول امریکن پریس نمائندہ مسٹر وارڈ پرائس ابھی آپ کا ارادہ تھا کہ یورپی سیاحت سے فارغ ہو کر ترکی زبان مین بعض فراہم کردہ قیمتی کتب کا ترجمہ شروع کرین کہ آپ کے گھر پر ظالم یونانی فوجین چڑھ دوڑین آخر کار مجبور ہو کر آپ سنہ ۱۹۲۱ء مین سمرنا واپس آگئین اور والد بزرگوار کی خدمت مین ایک علمی زندگی اختیار کر لی یہ وہ زمانہ تھا

جبکہ ساری ترکی قوم ایک قیامت خیز جد و جہد اور ہنگامہ آرا آزمائش میں مبتلا تھی اناطولیہ میں مارشل مصطفےٰ کمال پاشا کی تحریک کا جو خونچکان آغاز ہو چکا تھا اوسنے ترکی کے بچہ بچہ کے دل میں ایثار و عمل خدمت و فدویت اور استقلال و حریت کے حوصلہ فزا جذبات پیدا کر دیئے تھے لہذا ناممکن تھا کہ لطیفہ خانم ایسی وسیع النظر اور اعلےٰ تربیت یافتہ نوجوان خاتون اس قومی جد و جہد سے متاثر نہ ہوتی؟ پس ان حالات کے تحت آپ نے اپنی پرسکون و پرعشرت زندگی کو خیرباد کہتے ہوے ترکان انگورہ کے دوش بہ دوش قومی و ملکی خدمت گذاری کا فیصلہ کر لیا لیکن لطیفہ خانم ایسی بلند مرتبہ خاتون کے لئے یہ ناممکن تھا کہ آپ بکایک میدان جنگ یا میدان عمل میں کو دپڑتیں بلکہ آپکو ضرورت تھی کہ پہلے کسی معتبر شخصیت پر اپنے خیالات کا اظہار کریں اور پھر اسکی تائید سے آپ اصلاح و خدمت کا کام شروع کریں چونکہ خداے علیم و حکیم اپنے جس بندہ کو کسی اہم خدمت کے لئے چن لیتا ہے اوسے اوسی نہج کے ذرائع بھی فراہم کر دیتا ہے اور اسکے جذبات و خیالات کی سطح کو بھی عام جذبات و خیالات سے بلند بالا کر دیتا ہے۔ لہذا لطیفہ خانم نے سب سے پہلے یہی مناسب سمجھا کہ وہ براہ راست ترکی کے جلیل القدر قائد اعظم مارشل مصطفےٰ کمال پاشا سے رابطۂ خیال پیدا کریں جبکہ ممدوحہ ایسی مدبرہ کے خیالات کو کوئی ایسا ہی بلند مرتبہ دانشور سمجھ سکتا تھا الغرض

آپ نے مشہور معرکہ "سکاریہ" کے بعد جب کمالی فوجیں اسکی شہر تک بڑھ آئی
تھیں مارشل مصطفےٰ کمال پاشا کو ایک طویل مگر خفیہ خط روانہ کیا جس میں آپ نے
اپنے نام ونسب کے ساتھ اپنے قومی جذبات وخیالات کا بڑی قابلیت کے
ساتھ اظہار فرمایا اسوقت مارشل مصطفےٰ کمال پاشا یونانیوں پر ایک کاری
ضرب لگانے کے ساتھ ساتھ اندرونی اصلاح تنظیم کیلئے بھی بہت منہمک
تھے اور گو بقول "ڈیلی میل لنڈن" لطیفہ خانم اور مارشل مصطفےٰ کمال پاشا
میں ایک قسم کا ربط خیال ضرور پیدا ہوگیا تھا لیکن ابھی ایک دوسرے کو کسی سکون
بخش قرب کا موقع نہیں ملا تھا پھر بھی محترمہ لطیفہ خانم کو مارشل مصطفےٰ کمال پاشا
کی کامیابی پر پختہ اعتماد تھا اور وہ نہایت اطمینان سے اسوقت کا انتظار
کررہی تھیں جبکہ مجاہدین اسلام کا یہ سرتاج وسالار انہی قاہر افواج کے ساتھ
سمرنا میں لطیفہ خانم سے آکر ملے ۔

(+)

۹ ستمبر سنہ ۱۹۲۲ء کی صبح نہ صرف لطیفہ خانم بلکہ کل عالم اسلام کے لئے مسرت
شادکامی نصرت وکامرانی کی وہ سعادت اندوز صبح تھی جبکہ اسلام واسلامیت
کا یہ مظفر ومنصور سپاہی نپولین بونا پارٹ اور اسکندر اعظم کی عظمت وبلند
آوازگی کو روندتا ہوا سمرنا میں داخل ہوا نہ پوچھو کہ لطیفہ خانم کے امیدوں
سے بھرے ہوئے دلمیں اسوقت کن جذبات اور کن مسرت خیز ولولوں کا

ہجوم تھا؟ ابھی ایک ہفتہ پہلے ظالم و کمینہ یونانی فوجون نے لطیفہ خانم کے مکان پر سخت پہرہ بٹھلا دیا تھا اور اون پر جاسوسی کا الزام لگاکر تین ماہ قید رکھا تھا اونکے والد بزرگوار کی تمام املاک و جائداد قلم بند کرلی گئی تھی اور لطیفہ خانم ملک و قوم کی صلاح و فلاح کے وسیع ترین جذبات و خیالات کو اپنے دل و دماغ مین لئے ہوے ایک قیدی کی زندگی بسر کررہی تھین کہ یکایک سمرنا مین شیر دل کمالی فوجین داخل ہوئین اور بزدل کمینہ یونانی فوجین آپ کے مکان بلکہ کل سمرنا کو چھوڑ کر فرار ہوگئین ۔

دن کے تین بج رہے تھے کہ اسلام عالم اسلام کا سرتاج مصطفی کمال پاشا سمرنا مین داخل ہوا ہر طرف مبارک سلامت کے شادیانے بجنے لگے۔ دوسرے ہی دن محترم اوشاکی بے نے اس فاتح مشرق کو اپنے یہان چاء کی دعوت دی یہ چاء کی دعوت غازی اعظم اور لطیفہ خانم کی متحدہ زندگی کا پیش خیمہ تھی غازی اعظم بھی لطیفہ خانم کے وسیع خیالات کے دلدادہ تھے آپ اس دعوت مین تشریف فرما ہوے جہان لطیفہ خانم کو اس جلیل القدر مدبر سے گفتگو کا موقع ملا خود لطیفہ خانم کا بیان ہے کہ اس دعوت کے بعد ہی میرے والد قبلہ نے ایک دوسری دعوت کا انتظام کیا جس مین انھون نے مفتی شہر کو بھی مدعو کیا گویہ دعوت سمرنا کے ایک تاجر اعظم کی دعوت تھی اور اسمین چالیس کروڑ مسلمانون کا محبوب و جانباز سپہ سالار اعظم

دولہا بنے والا تھا مگر اسلامی سادگی کا یہ عالم تھا کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہونے پائی اور معزز مہمانوں کے جمع ہوتے ہی لطیفہ خانم اس مجمع میں طلب کی گئیں اور رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس و محترم دستور کے موافق فوراً آپ کا نکاح پڑھا دیا گیا، سپہ سالار اسلام کے اس نکاح میں جس جذبہ سادگی اور عجلت سے کام لیا گیا وہ تمام مسلمانوں کے لئے کفایت شعاری اور اتباع شریعت کی ایک بابرکت نذیر ہے، شرعی احکام کے مطابق انگورہ گورنمنٹ کے چیف آف دی اسٹاف کے صدر فیلڈ مارشل مصطفےٰ فوزی پاشا لطیفہ خانم کے وکیل اور فاتح آرمینہ مارشل کاظم قرہ بکر شاہ اور فاتح سلیشا مارشل نور الدین پاشا لفٹنٹ گورنر سمرنا گواہ تھے اس قدر شرعی امور کی تکمیل کے بعد یہ دونوں عظیم المنزلت ہستیاں متحد ہو گئیں جن سے عالم اسلام کی سیکڑوں امیدیں وابستہ ہیں، اس مبارک مسعود تقریب کے بعد حاضرین نے جو تعداد میں صرف پچاس سے تھے ان دونوں محترم دولہا دلہن پر مبارک سلامت اور عقیدت و شیفتگی کے پھول نثار کئے۔

مارشل مصطفےٰ کمال پاشا فاتح مشرق کی اس تقریب میں جس سادگی اور اتباع شریعت اسلامیہ کا پہلو مدنظر رکھا گیا۔ کاش مسلمانان ہند خصوصاً طبقہ اعلےٰ کی ماں بہنیں اس پر عمل پیرا ہوں اور اپنی اولاد کی شادی بیاہ میں

ان گنت روپیہ اور فضولیات مین دولت برباد کرنے سے احتیاط کرین۔

ممدوحہ لطیفہ خانم کے نکاح ہو جانے کے بعد آپ غازی اعظم کے ساتھ انگورہ تشریف لیگئیں جہان آپ غازی ممدوح کے محل واقعہ جانقیہ مین ٹھہرائی گئیں غازی اعظم کی اس تقریب سے تمام ترکی قوم مین مسرت و شادمانی کی ایک لہر دوڑ گئی چنانچہ جسوقت لطیفہ خانم انگورہ پہونچین تو تمام شہر نے عظیم الشان طریق پر آپ کا استقبال کیا، لطیفہ خانم ایسی زبردست تعلیم یافتہ خاتون کا غازی اعظم کے ساتھ شریک زندگی ہو جانا ترکی قوم کے لیے جسقدر مفید ہو سکتا ہے وہ ظاہر ہے اور اس کا بہترین ثبوت یہ ہے کہ آپ انگورہ پہونچتے ہی مصروف عمل ہو گئیں لطیفہ خانم ہی وہ پہلی ترکی خاتون ہین۔ جو انگورہ پارلیمنٹ مین زبردست اور کثیر آرا سے ممبر منتخب ہوئین۔ آپ اکتوبر ۱۹۲۴ء مین انگورہ پارلیمنٹ مین تشریف لے گئیں تمام ارکان پارلیمنٹ نے نہایت پرتپاک استقبال کیا، جس وقت آپ پارلیمنٹ کے کمرہ مین داخل ہوئین تمام ارکان پارلیمنٹ اور وزراے حکومت نے کھڑے ہو کر آپ کا استقبال کیا، محترمہ لطیفہ خانم نے ارکان پارلیمنٹ اور وزرائے حکومت کے استقبال پر بطریق شکریہ ایک معرکۃ الآرا تقریر کی اس تقریر مین آپنے جس بلا کی فصاحت اور مدبرانہ خیالات کا اظہار فرمایا اوس پر تمام ارکان پارلیمنٹ نے انتہائی مسرت کا اظہار کیا اور صدر پارلیمنٹ نے آپ کی خداداد قابلیت کے

اعتراف میں تقریر کرتے ہوئے ترکی قوم کی طرف سے آپکو مبارکباد دی، یہ آپ کی پہلی تقریر تھی جو آپ نے دنیا کے عظیم الشان مدبرین اور وزرائے حکومت کے سامنے کی اس کے بعد آپ غازی اعظم کے ساتھ ملکی و اصلاحی کاروبار میں شرکت فرمانے لگیں نومبر ۱۹۲۲ء میں غازی اعظم نے فوجوں کا معائنہ شروع کیا، اور دسمبر ۱۹۲۲ء میں آپ نے تمام مقبوضہ علاقوں کا دورہ شروع کیا اس دورہ میں محترمہ لطیفہ خانم نے جو خدمات انجام دیں اور نئی نئی اصلاحات تجویز کیں اون پر تمام ملک نے آپکی دانشمندی اور قابلیت پر اعتماد و مسرت کا اظہار کیا، لطیفہ خانم نے اس دورہ میں فوجوں اور جنگی رضاکاروں کے سامنے جو پرجوش تقریریں کیں اُنسے فوجوں میں اشتعال و ولولہ پیدا ہو گیا، آپ نے ترکی عورتوں کے سامنے بکثرت تقریریں کیں، اور انھیں مردوں کے دوش بدوش ملکی خدمات انجام دینے کے لئے ابھارا، لطیفہ خانم ممدوحہ وہ خوش قسمت خاتون ہیں جنھیں حضور اقدس و اعلے مقام اعلیٰ شہنشاہ بحر و بر حضرت خلافت پناہی سلطان عبدالمجید خان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے عید مبارک کا تار بھیجا تھا جس کے جواب میں لطیفہ خانم نے بندگان حضور اقدس کے قدموں پر اپنی عقیدت کے جذبات تمام کیے تھے ؛؛

اسقدر حالات کے بعد مین لطیفہ خانم کی ایک ملاقات کا تذکرہ ضروری سمجھتا ہون جسکے ذریعہ محترمہ لطیفہ خانم کے اخلاق وعادات اور تہذیب و شائستگی اور اپنے شوہر غازی اعظم کے ساتھ آپکی سرگرمیون کا اندازہ ہوگا۔ لطیفہ خانم کی یہ وہ ملاقات ہے جو ایک عورت کے موقع پر انگورہ مین غیر ملکی اخبار نویسون کے ساتھ ہوئی تھی غیر ملکی اخبار نویسون کو یہ دعوت خود محترمہ لطیفہ خانم نے دی تھی جسمین برطانی اور بلغاری اخبار نویس اور بعض فوٹوگرافر شامل تھے دعوت "قصر چانقیہ" پر دی گئی جو غازی اعظم کی اقامت گاہ ہے اس جلسہ دعوت مین جو اخبار نویس شریک تھے اونکے سرگروہ مسٹر وارڈ پرائس امریکن پریس نمائندہ لکھتے ہین کہ،

ہم لوگ محل چانقیہ کے دروازے پر پہونچے جہان ایک گارڈ ہمارے استقبال کے لئے تیار تھا پہلے ہم ایک کمرہ مین داخل ہوے جس کے درمیان سنگ مرمر کا فوارہ لگا ہوا تھا، وہان سے ہمکو دوسرے کمرے مین لیجایا گیا جہان حکومت انگورہ کے صدر اعظم حسین رؤف پاشا نے ہمارا غازی اعظم اور اُن کی بیگم لطیفہ خانم سے تعارف کرایا غازی اعظم کی نشست گاہ بھی غازی موصوف کی شخصیت کا پرتو تھی اور وہ مشرق و مغرب کا ایک دلچسپ

مجموعہ ہے یعنی زمین پر تو ہماری مشرقی قالینوں کا فرش تھا
اور کھڑکیوں پر جدید قسم کے مخملدار پردے پڑے ہوئے تھے
جن پر ایرانی بیل بوٹی ہوئی تھی جہان ایک نقل نویس اپنے کام
مین مشغول تھا درمیانی برنجی منقوش میز پر کتابوں اور رسالوں
کا ڈھیر لگا ہوا تھا دیواروں پر تلوار خنجر اور تصاویر آویزان
تھین جن مین سے ایک تصویر شہر بیروت کی جانب سے بطور تحفہ
ملی تھی اور جس مین یہ دکھلایا گیا تھا کہ غازی اعظم عربوں اور
ہندوستانیوں کی فوج مرتب کر رہے ہین میزون اور آتش دانوں
پر طلائی فتیلہ سوز اور مشرقی فانوس رکھے ہوے تھے دیوار کی جانب
جھکی ہوئی یونانی طرز کی ایک سنگ مرمر کی تصویر رکھی تھی جس سے
ظاہر ہوتا تھا کہ ترکان احرار نے فتح حاصل کر کے غلامی کی زنجیرون
کو توڑ پھینکا ہے اور اداے نماز کے بعد بیگم لطیفہ خانم نے خواتین ترکی
کے فرائض کے متعلق سلسلہ گفتگو شروع کیا اور فرمایا کہ میرے
بہت سے امریکن دوست ہین اور میرا باپ نیویارک کاٹن اکسچینج
کا قدیم ممبر ہے، لیکن مین کبھی امریکہ نہین گئی بلکہ مین نے انگلستان و
فرانس مین تعلیم پائی ہے اور اس لئے مین برطانوی خواتین
کی سرگرمیوں سے پوری طرح واقف ہون آپ نے قہقہہ

لگایا جبکہ ایک نامہ نگار نے کہا کہ امریکہ کی عورتین بلا ذمہ داری
کے مردون کی مراعات کو غصب کر جاتی ہین اور امریکہ ایک
ایسا ملک ہے جہان شوہر کا قتل روا رکھا جاتا ہے بیگم صاحبہ نے
فرمایا کہ ترکی خواتین کا یہ مقصد نہین بلکہ مین اور میرا شوہر خواتین
کے طرز عمل کے متعلق بالکل متفق الرائے ہین جیسا کہ ہم دیگر
سیاسی مسائل پر متفق ہین اسکے بعد آپ نے اس تمام گفتگو
کا جو انگریزی زبان مین ہو رہی تھی غازی اعظم کو ترجمہ سنایا
جسپر غازی ممدوح نے فرمایا کہ عورت کو مرد کا شریک اور
ساتھی سمجھنا چاہیے جب غازی اعظم سے سوال کیا گیا کہ
کیا ترکی قوم اس بات کے لئے تیار ہے کہ خواتین کو آزادی
دیجائے؟ تو غازی اعظم نے ایک طویل اور مبسوط تقریر
فرمائی جس کا ترجمہ صدر اعظم رؤف پاشا اور بیگم لطیفہ خانم
نے کیا آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یورپ
ترکی عورتون سے پوری طرح واقف نہین حقیقۃً دیہی
خواتین مردون کیطرح آزادی کا لطف اٹھاتی ہین اور کاشتکارون
کی عورتین جو دن بھر مردون کے ساتھ کھیتون مین کام کرتی
اور مویشی چراتی ہین رات کو مردون کی طرح کاروباری

زندگی مین حصہ لیتی ہین اور فیصدی خواتین جو قسطنطنیہ ایسے
بڑے شہرون مین رہتی ہین وہ البتہ ابھی آزادی سے
محروم ہین مسٹر واڈبرالس لکھتے ہین کہ اسقدر مباحثہ کے بعد
ہم اوس کمرے مین داخل ہوے جہان بیگم صاحبہ نے ہماری
چاء نوشی کا نہایت خوش سلیقگی کے ساتھ انتظام فرمایا تھا اس
کمرہ مین مشرقی اور مغربی سامان آرائش کی کوئی کمی نہ تھی
اور ظروف کی ترتیب سے پتہ چلتا تھا کہ لطیفہ خانم باوصف
اس علو مرتبت کے خانگی کاروبار مین کافی دلچسپی اور
محنت سے کام لیتی ہین جس وقت ہم لوگون کو اس کمرہ
مین داخل ہونے کا حکم ملا اُسوقت غازی اعظم اور صدر اعظم
تو ملاقات کے کمرہ ہی مین رہے لیکن بیگم صاحبہ بڑی مہربانی
سے ہمارے کمرہ مین میزبانی کے لئے تشریف لے آئین
اور چاء کی پیالیان اپنے دست مبارک سے ہماری
طرف بڑھائین جس وقت ہم لوگ چاء پینے مین مصروف
ہوے بیگم صاحبہ تقریر فرمارہی تھین مین نہین کہ سکتا
کہ صحافت کی بتیس ۳۲ سالہ زندگی مین مین نے ایسی اثرانداز
اور پرمغز تقریر کبھی سنی ہو جیسی کہ بیگم صاحبہ کی تقریر تھی،

بیگم صاحبہ علاوہ سیاسی سرگرمیون کے جو وہ اپنے محترم شوہر
کے ساتھ ظاہر فرما رہی ہین ملک و ملت کی ایک علیحدہ خدمت
بھی انجام دے رہی ہین اور وہ خدمت تعلیم نسوان
کی اصلاح و تدریج ہے آپ نے اپنے محل کے پاس ایک
چھوٹا سا اسکول کھولا ہے جسمین بتیس یتیم لڑکیان آپ سے
تعلیم پا رہی ہین ۔

ممدوحہ لطیفہ خانم کے متعلق یہ وہ بیان ہے جو ایک غیر ملکی اور غیر قومی شخص نے
مغربی اخبارات مین شایع کرایا ہے جس سے ممدوحہ کی خدا ساز فضیلت کا
کافی اندازہ ہو سکتا ہے ۔

حلیہ اور خصائص لطیفہ خانم کا قد متوسط اور رنگ پاکیزہ اور کھلا ہوا
ہے ۔ لمبی سیاہ پلکون مین سیاہ آنکھین رسیلے پن سے چمکتی ہین ۔ ہنسنے
مین آپ کے دہان مبارک مین خوشنما دانتون کی پوری قطار نظر آتی ہے
آپ معمولی سیاہ ساٹن کا ترکی لباس زیب تن فرماتی ہین اور برقعہ نہین
اوڑھتی البتہ شرع اسلام کی پابندی کیلئے آپ ایک سیاہ رومال منھ سے
باندھ لیتی ہین جسکی وجہ سے آپکی صرف آنکھین دکھائی دیتی ہین کبھی کبھی
یہ رومال کھولدیا جاتا ہے لیکن کسی مجمع مین تقریر کے وقت آپ اس رومال
کو علیحدہ نہین کرتین ۔

آپ طبعاً حلیم اور نہایت رحم دل واقع ہوئی ہیں، عزم و استقلال اور ضبط و صبر
میں وہ ممتاز ملکہ رکھتی ہیں بلا کی جفاکش واقع ہوئی ہیں وہ اپنے شوہر
کے ساتھ دورہ کے زمانہ میں کبھی تھکتی نہیں ہیں، وہ سفر میں گھوڑے کی
سواری کو زیادہ پسند فرماتی ہیں مغربی تعلیم مکمل ہے مگر مشرقی اشیاء سے
زیادہ محبت ہے، ہنسی بہت کم آتی ہے البتہ دوران گفتگو میں نازک لبوں
پر تبسم کی ہلکی ہلکی موجیں رواں رہتی ہیں تقریر اسقدر پر زور اور دل نشین
ہوتی ہے کہ بڑے بڑے مدبر اور عالم آپ سے مرعوب ہو جاتے ہیں۔
دعا ہے کہ غازی اعظم اور لطیفہ خانم کے اس جوڑے کو خدا تا دیر سلامت
رکھے۔ آمین۔

موہنا فرید خانم

مین اپنی دوسری کتاب تاریخ انگورہ مین تفصیل کے ساتھ لکھ چکا ہون کہ عہد حاضر مین مغربی ممالک خصوصاً یورپی حکومتون کا ایک یہ بھی نہایت زبردست اور کامیاب سیاسی طریق کار ہے کہ جب وہ اہم ترین سیاسی نقطۂ نظر اور لائحۂ عمل کو مقبول عام بنانا چاہتی ہین اور اختیار کردہ پہلو پر دنیا بھر کی ہمدردی حاصل کرنا چاہتی ہین تو اوس خاص امر کو اپنے مبلغین کے سپرد کردیا جاتا ہے اور یہ مبلغین اپنی طاقت کے موافق اس خاص مقصد کو عوام تک پہونچا کر اون کی ہمدردی حاصل کرتے ہین ان مبلغین کے قابل شمار حصے ہین۔

۱۔ انشاء پرداز

۲۔ مقررین

۳۔ مصنفین

۴۔ اخبارات

یہ وہ چار جماعتین ہوتی ہین جو اس تمام مسئلہ کو بکمال خوبی دنیا بھر مین مشتہر کردیتی ہین اور رائے عامہ کو اپنا ہمنوا بنانے کے لئے کوشان رہتی

مین مثلاً انشا پردار اپنے قلم سے مقررین اپنی تقریرون سے مصنفین اپنی کتابون کے ذریعہ اور اخبارات اپنے کالمون مین اس موضوع کو عوام تک پہونچاتے ہین تا آنکہ اُنکے مخاطبین اور ناظرین کا ایک ایسا گروہ پیدا ہوجاتا ہی جو زیر بحث مسئلہ کا موید ہوتا ہے پس ان حالات کے اعتبار سے نوجوان ترک جبکہ اپنی صدہا سال کی عظمت و برتری اور ملک وحکومت کھو چکے تھے وہ انگورہ کے ویران میدانون مین اپنی فطرتی آزادی کے تحفظ کیلئے تنہا مصروف ہوے تو انھین بھی ضرورت تھی کہ دنیا مین اونکی معصومیت و مظلومیت پر کوئی طاقت اُٹھ کھڑی ہو اور کم ازکم اُنکی اعانت نہ سہی اخلاقی تائید ہی کے لئے تیار ہوجائے کہ بین الاقوامی اور اجتماع معاملات و علائق مین کوئی تنہا قوم وحکومت کبھی امن وسکون سے زندگی بسر نہین کرسکتی لہذا ترکان انگورہ نے بھی اس سیاسی حربہ سے کام لیا اور اپنے ملک سے ایک طاقتور جماعت اس کام کے لئے منتخب کی جو ترکون کی بے گناہی اور حق تلفی کا اظہار کرکے دنیا کی اخلاقی ہمدردی حاصل کرے لیکن اسکے یہ معنی نہین کہ ترک کسی حکومت یا جماعت سے مادی و فوجی اعانت حاصل کرنا چاہتے تھے، جبکہ جنگ ترکی و یونان مین ثابت ہوگیا کہ ترکون نے بلا مشارکت غیرے یونانیون کو کچل کے رکھدیا اور انگورہ گورنمنٹ کے پریذیڈنٹ حضور والاقدر مصطفے کمال پاشا

نے سرکاری و غیر سرکاری طور پر بیشتر اس امر کا اعلان کیا کہ ترکی کی حکومت کی
فوجی اعانت کے حاجتمند اور متمنی نہیں ہیں بلکہ وہ تو صرف اس بین الاقوامی مجلس
میں اپنے لئے دنیا کی اخلاقی ہمدردی بہم پہونچانا چاہتے ہیں جو ترکی مسائل کا
تصفیہ کرنا چاہتی ہو لیس اس خاص غرض کے حصول کے لئے ترکوں کی جو جماعت
آمادہ کار ہوئی اوسکے جامع تر حالات تو آپ کو میری کتاب "تاریخ انگورہ"
کے حصہ مبلغین میں ملیں گے یہاں صرف اُن ترکی خواتین کا تذکرہ کیا جاتا ہے
جنہوں نے اپنی خداداد قابلیت سے دنیا میں ترکوں سے ہمدردی اور
اخلاقی اعانت کا اپیل کیا لہذا انہیں مبلغ خواتین میں ایک جنابہ محترمہ سوہنیا خانم
بھی ہیں۔

سوہنیا خانم ایک ضعیف العمر اور صاحب اولاد خاتون ہیں آپ انگورہ
گورنمنٹ کے وکیل مختار بر نیابہ حضرۃ احمد فرید پاشا مقیم پیرس کی اہلیہ
ہیں آپکی ابتدائی تعلیم قسطنطنیہ میں ہوئی اوسکے بعد خاندانی کشتوں کے باعث
آپ نے یورپ کی کافی سیاحت فرمائی۔ آپکو سیاسیات کے مقابل علم
تحریر کا کامل ترین درک حاصل ہے۔ تاہم آپ نے اپنے فاضل شوہر کی
صحبت میں سیاسیات کا اسقدر عمیق مطالعہ کیا ہے کہ اچھے اچھے مدبرین
بھی آپ سے آنکھ ملاتے جھجکتے ہیں۔ سوہنیا خانم کے متعلق اگرچہ اس سے
پہلے ہندوستان میں کوئی تفصیلی اطلاع نہیں پہونچی لیکن جب آپ

دسمبر ۱۹۲۱ء مین اپنے شوہر احمد فرید پاشا کے ساتھ مین تشریف لائین تو آپنے انگورہ تحریک کی تبلیغ و اشاعت کے لئے خود کو وقف فرمادیا اور فرنچ زبان اور یورپی سیاسیات مین کافی دستگاہ ہونے کی وجہ سے آپ معاملات سفارت مین اپنے شوہر کا ہاتھ بٹانے مین مصروف ہوگئین سفارت خانۂ پیرس مین حضرۃ احمد فرید پاشا کو اپنی فاضل اہلیہ کی وجہ سے معقول امداد حاصل تھی جبکہ عملۂ سفارت پر موہنا خانم ہی کی چھوٹی نگرانی رہتی تھی اور فرید پاشا ممدوح کو اس طرح ترکی و فرانسی اہم سیاسی مسائل کو حل کے لئے کافی وقت ملجاتا تھا اور موہنا خانم سفارت کے چھوٹے موٹے کامون سے ہمیشہ اپنے شوہر کو آزاد رکھتی تھین لیکن باوجود ان اہم اور ذمہ دارانہ خدمات کی انجام دہی کے موہنا خانم انگورہ تحریک کی تبلیغ و اشاعت سے غافل نہین رہتی تھین۔۔

آپکی تبلیغ کا طریق و قاعدہ یہ تھا کہ آپ فرانسیسی مدبرین اور تعلیم یافتہ عورتون سے بالخصوص ملتی تھین۔ اور اُنکے ذریعہ اپنے خیالات کو فرانسی ذمہ دار افراد تک پہونچانے مین کامیاب ہوتی تھین بہت تھوڑے عرصہ مین آپ کی جد وجہد کا یہ اثر ہوا کہ فرانس کی بعض تعلیم یافتہ اور سیاست پسند خواتین موہنا خانم کی ہمدرد اور ان کی ملاقات کی شایق ہوگئین جب آپ نے فرانسیسی خواتین کو اپنی طرف کافی طور پر متوجہ کر لیا تو آپنے ان خواتین سے تمنا ظاہر کی کہ مین اپنی فرانسیسی بہنون کے جلسہ مین تقریر کر کے عام طور پر تبادلہ خیالات کرنا چاہتی ہون

آپ کے اس خیال کی فرانس مین عام طور پر تائید کی گئی اور فرانسیسی تعلیم یافتہ
خواتین نے فوراً موہنا خانم کو جلسون مین تقریر کے لئے مدعو کیا ان جلسون مین
موہنا خانم انگورہ اور بین الاقوامی معاملات وغیرہ مناسب مواضع پر تقریرین
فرماتی تھین جو نہایت مقبول وکامیاب رہین ان مین ممدوحہ کی دو تقریرین
خصوصیت سے نہایت ممتاز قابل ذکر ہین اور انہی دونون تقریرون سے
ممدوحہ کی علمی فضیلت اور خدا ساز تبحر کا اندازہ کیا جا سکتا ہے ان مین سے
ایک تقریر تو وہ ہے جو وسط ۱۹۲۱ء مین مشہور ترکی ہمدرد فرانسیسی مدبر وانشا
پرداز مسٹر پال ہیر لوٹی کے ترکی سے واپس وطن آنے کی تقریب مین آپ نے
اُنکے مکان پر مدبرین فرانس کے جلسہ مین ارشاد فرمائی اور دوسری علمائے
فرانس کی کانفرنس مین بحیثیت صدر کے پیر لوٹی وہ ممتاز انشا پرداز ہے
جس نے اپنی عمر کا کافی حصہ اور اپنا زور قلم ترکون کی ہمدردی مین صرف
کیا ہے یہ وہی ترکون کا ہمدرد ہے جو سنہ ۱۹۲۱ء مین اپنی کبر سنی کے باعث
قسطنطنیہ سے فرانس واپس ہوا تو غازی مصطفی کمال پاشا نے
انگورہ سے بطریق شکر وسپاس آپکے لیے مختلف ہدایا وتحفے روانہ کئے
تھے اور قسطنطنیہ کے ترکون نے آپکی یادگار قائم کی تھی جب یہ ممتاز ترکی
ہمدرد فرانس مین واپس آگیا تو اُس نے اپنے مکان پر فاضل ترین
احباب کو دعوت دی جن مین فرانس کے مشاہیر ارباب قلم واصحاب

سیاسیات شریک تھے چنانچہ زعمائن فرانس کے اس جلسہ مین پیرلوٹی نے ترکی سفیر متعینہ فرانس جناب احمد فرید پاشا کو بھی مدعو کیا تھا لیکن فرید پاشا ممدوح کو اُس دن کوئی نہایت اہم سیاسی مرحلہ پیش تھا جسکی وجہ سے محتشم الیہ جلسہ مین شریک نہین ہوسکتے تھے لہذا آپ نے اپنی طرف سے اپنی فاضل اہلیہ کو اس جلسہ کی شرکت کے لئے بھیجدیا جب فاضل موہشا خانم اس جلسہ مین اپنے شوہر کی نیابت کیلئے پہونچین تو پیر لوٹی جو اس بلند پایہ جلسہ کا بانی اور میزبان تھا آپکو مکان کے دروازے تک لینے آیا اور نہایت تپاک اور اعزاز کے ساتھ آپ کا تعارف حاضرین جلسہ سے کرایا اسکے بعد جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی اور پیر لوٹی نے اپنی اُن خدمات کو بیان کیا جو اُس نے ایک حق پسند فرانسیسی انشاپرداز ہونے کی حیثیت سے ترکون کی ہمدردی مین انجام دی تھین جب پیر لوٹی اور اسکے احباب اپنی تقریرین ختم کرچکے تو فاضل موہشا خانم کھڑی ہوئین اور آپ نے ترکی اور پیر لوٹی کے موضوع پر ایسی معرکہ الآرا تقریر ارشاد فرمائی کہ آپ کی فرنچ زبان دانی اور آپکی فصاحت و بلاغت اور معلومات پر حاضرین عش عش کرنے لگے آپ نے سب سے پہلے اپنے شوہر کی طرف سے عدم شرکت کی معافی چاہی اور اسکے بعد فرمایا کہ میرے شوہر نے مجھے حکم دیا ہے کہ مین ترکی خیرخواہ بزرگ پیر لوٹی کو اُن کے وطن واپس ہونے پر پرجوش مبارکباد پہونچاؤن اور پھر ان خدمات کا شکریہ ادا کرون جو انھون نے ترکی قوم کے قیام و لقا اور اصلاح و فلاح کے لئے اپنے دماغ د

قلم کے ذریعہ انجام دی ہین -

اسے بزرگ محترم پیر لوٹی !

میرا پہلا فرض یہ ہے کہ مین اپنے عزیز شوہر کیطرف سے اُن کی عدم حاضری پر آپ سے معافی چاہون اُس کے بعد اون کا وہ شکر و سپاس آپ تک جو آپ کی طرف سے اُن کے دلمین ایک پر جوش آرزو کی طرح موجزن ہے -

محترم خیر خواہ ترکی !

خدائے اقدس و برتر کا شکر ہے کہ آپ بخیر و خوبی اپنے وطن واپس تشریف لے آئے اور گو آپ کی ترکی سے واپسی ایک کامیاب واپسی ہے - تاہم آپکی اس جدائی سے جو قلق ترکی قوم کو ہوا ہے اُسکا صحیح اندازہ تو آپ نے باسفورس کو چھوڑتے وقت کیا ہوگا ؟ لیکن اسی کے ساتھ آپکی ادن گرانمایہ خدمات کے اعتراف مین جو آپ نے اپنی گذشتہ زندگی کے دور مین ترکی افراد کی خیر سگالی کے لئے انجام دین انگورہ اور اناطولیہ سے گذرتے وقت ترکان احرار کا وہ منت پذیر خدا حافظ کہنا تھا جو آپ کو رخصت کرتے وقت انھون نے پر سوز انداز مین کہا جسکو ہمارے سردار محترم والا جاہ مارشل مصطفےٰ کمال پاشا کا

آپ کی خدمت مین پیام شکر اس بات کی بدیہی دلیل ہے
کہ ترکی قوم کے بچے سے لیکر ہمارے ذی اثر سے ذی اثر سردار
بھی آپ کی خدمات اور احسانات کے جذبہ سے کامل طور پر
متاثر ہے۔

اے ترکی کے سچے محسن!

اب کہ آپ اپنے وطن عزیز واپس آگئے ہین۔ اور ان
خدمات کا سلسلہ ایک حدتک ختم ہوگیا ہے جو قیام ترکی کے
زمانہ مین یکسان قابلیت آپ نے جاری رکھا پھر بھی سب مجھے
توقع ہے کہ آپ کی خدمات کا اثر دنیا سے انصاف اور خدمت
پذیر ترکون کے دلون سے قیامت تک محو نہین ہوسکتا
اور مجھے اب بھی توقع ہے کہ گو آپ نے اب بقیہ زندگی کو
ایک خداپرست انسان کی طرح یاد الٰہی مین صرف کر دینے کا
تہیہ کر لیا ہے لیکن ترکون کی نظرین ابھی آپ سے مایوس
نہین ہوئی ہین۔

مین آخر مین بڑے زور سے کہون گی کہ آپ نے ترکی قوم کی
جو خدمت انجام دی ہے اسکے معنی یہ ہین کہ آپ شرق و غرب
کے درمیان ایک ایسا نقطہ ہین جس پر آپ نے دنیا کو

اتحاد و محبت انصاف و مساوات کے لیے جمع ہو جانے کی مفید دعوت وہی ہے اور آپ کا یہ قائم کیا ہوا لفظ اتحاد والا ہے جس پر اگر آج اقوام عالم جمع ہو جائیں تو میں کہونگی کہ دنیا از سر نو امن و اطمینان کی روح پرور گھڑیوں سے معمور ہو جائیگی۔

میرے بزرگ پیرلوٹی

آپ سن لیجئے کہ آپ کی خدمات کو ترکی قوم کبھی فراموش نہیں کریگی بلکہ اس سے بھی آپ کو محبت اور قدر افزائی سے یاد کرینگے اور محسن پیرلوٹی کا لفظ ان کی زبانوں پر آکر آپ کی عظمت کو ہمیشہ تازہ کرتا رہیگا میری دعا ہے کہ خدا آپکو صحت و آرام کی زندگی عطا فرمائے۔

موسناخانم کی تقریر کا یہ وہ خلاصہ ہے جسکے سننے سے نہ صرف حاضرین جلسہ مبہوت و ششدر رہ گئے بلکہ جس وقت موسناخانم نے تقریر کے آخری الفاظ کو رقت انگیز انداز میں بیان کیا اسوقت پیرلوٹی کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو گئے اور وہ اسی حالت میں موسنا خانم کو جواب دینے کے لئے دوبارہ فرمایا

"محترم حاضرین اور میری لائق بہن

آپکے خیالات کا مین شکریہ ادا کرتا ہون ترکون سے مجھ جو محبت ہے اوسکی وجہ کسی اہم تشریح کی محتاج نہین بلکہ مین نے ترکی قوم کی جو ناچیز خدمات انجام دی ہین اُنپر میرا علم و ہنر اور میری انصاف پسند طبیعت نے خود ہی مجبور کر دیا ہے ترکی قوم کے بہ سونکے مطالعہ کے بعد مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ مسلمانون کی یہ برگزیدہ قوم جن حیثیات کے ساتھ یورپ و ایشیا مین حکومت کر رہی ہے وہ سیاست و تمدن اور تہذیب و اصلاح کے اُن بلند و بالا اصول پر مبنی ہے جو انسانی نجات و سعادت کے ضامن ہین، ترکون کا جسطرح یورپی اقوام سے اتحاد خطرناک نہین اسی طرح وہ ہماری امداد و موانست کے سب سے پہلے مستحق بھی ہین - لہذا اگر مغرب نے مشرق کی اس نجیب و شریف قوم کی طرف الفت و اتحاد کا ہاتھ بڑھایا تو مین سمجھونگا کہ میری محنت ٹھکانے لگ گئی -

آخر مین آپ نے حاضرین کو خاص طور پر جنمین فرانس کے ممتاز ارباب قلم بھی تھے مخاطب کر کے کہا کہ اب میرا زمانہ تو ختم ہو گیا اور مین اب دنیا مین چند ساعتون کا

مہمان ہوں البتہ آپ حضرات کے عمل کا وقت ہے اور
خدا نے آپ کو وہ سب کچھ دیا ہے جسکے ذریعہ آپ دنیا
مین انصاف و مساوات اور اصول تہذیب کی حفاظت
و امداد کر سکتے ہین پس جب آپ اس خدمت کیلئے
مستعد ہو کر میدان عمل مین آئین تو میری پیاری ترکی
قوم کو فراموش نہ کیجئے گا۔

موہنا خانم اور پیر لوٹی کے جلسہ کے یہ وہ حالات ہین جنسے موہنا خانم کی معلومات
اونکی اہلیت و فضیلت اور ان کے زور تقریر کا اندازہ ہو سکتا ہے اور اس
جراءت کی تعریف نہین کیجا سکتی کہ آپ نے اخبار نویسون اور انشاپردازون
کے اسقدر ممتاز جلسہ مین اپنے خیالات کو صاف صاف ظاہر فرمادیا کہ یہی
معیار ہے ایک فاضل و کامل کی فضیلت کا

اب آپ کی ایک دوسری تقریر کا خلاصہ آپکی خداساز قابلیت کا اظہار
کرے گا۔

ستمبر ۱۹۲۲ء مین فتح سمرنا کے موقع پر فرانس کے ممتاز علمائے دین
کی کانفرنس ہوئی تھی جس مین ٹیونس و الجزائر وغیرہ کے اکابر علماء
بھی شرکت فرما تھے ظاہر ہے کہ جو مجلس علماء کرام کی کانفرنس ہو اُسکی
فضیلت و بلند پایگی کا کیا عالم ہوگا۔ اور اس مجلس مین مجیسے کیسے نبرد

جید عالم و ماہر شریک ہوئے ہوں گے لیکن مونیہا خانم کی ذی علم اور مسلم الثبوت قابلیت کا اندازہ کیجئے کہ اس مجلس نے ممدوحہ سے صدارت کی درخواست کی اور آپ نے اس درخواست کو قبول فرمالیا اور جلسہ کی صدارت فرمائی افسوس کہ محترمہ کی وہ صدارتی تقریر حاصل نہ ہوسکی جو آپ نے علمائے فرانس کی کانفرنس میں ارشاد فرمائی تھی تاہم آپکی تدبیر آپ کے علمی تجربہ اور خصوصاً آپ کے علم دین میں ممتاز درک کا اندازہ کرنے کیلئے صرف یہی اطلاع کافی ہے کہ آپ نے علمائے فرانس کی مجلس میں صدارتی خدمات انجام دیں۔

غرض مونیہا خانم نے فرانس میں ترکان انگورہ اور حفظ وطن کے لئے خواتین ترکی میں ممتاز ترین خدمات انجام دی ہیں جنھیں آسانی سے بھلایا نہیں جا سکتا۔

مونیہا خانم کی ایک صاحبزادی بھی ہیں۔ آپ بھی اپنی قابلیت میں ماں سے کسی طرح کم نہیں ہیں آپ کا نام فریدہ خانم ہے اور آپ فرانس میں ترکان انگورہ کے مقاصد کی تبلیغ میں نہایت سرگرم اور قابل ستایش طریق پر خدمات انجام دے رہی ہیں آپ بہترین مقررہ ہیں اور فرنچ زبان میں کافی درک رکھتی ہیں آپ کے متعلق جو اطلاعات ہندوستان میں شایع ہوئیں ان سے آپ کے تبلیغی کارناموں پر کافی روشنی پڑتی ہے اور یہ اندازہ کیا جا سکتا،

کہ کس طرح ممدوحہ بھی فرانسیسی خواتین اور یورپ میں انگورہ تحریک کو فروغ دینے کے لئے سرگرم کار رہتی تھیں ایک موقع پر آپ نے فرانسیسی خواتین کے عظیم الشان جلسہ میں ایک معرکتہ الآرا تقریر کے دوران میں اعداد و شمار کی رو سے یہ ثابت کیا تھا کہ انگورہ کی تحریک حریت میں خواتین ترکی نے قابل فخر طریق پر حصہ لیا ہے اس تقریر اور خواتین ترکی کی خدمات اور ان کی مصروفیت اور میدان جہاد میں اپنے مردوں کے ساتھ شریک عمل رہنے والے حالات نے فرانسیسی خواتین کو بہت زیادہ متاثر کیا تھا فریدہ خانم کی اس زبردست تقریر کے متعلق ریوٹر نے اپنے ایک تار میں اشارہ کیا تھا۔ وہ تار یہ ہے۔

اخبار توحید افکار قسطنطنیہ کی ایک اطلاع سے پایا جاتا ہے، کہ ترکی سفیر متعینہ پیرس کی صاحب زادی فریدہ خانم نے ۷ رجون ۱۹۲۲ء کو ایک زنانہ جلسہ میں جس میں فرانس کی اکثر خواتین شریک تھیں ایک تقریر کے دوران میں یہ ثابت کیا کہ ترکی عورتیں قومی جہاد میں کس قدر حصہ لیتی رہی ہیں۔

(خلافت بمبئی ۲۰ رجولائی ۱۹۲۲ء)

فی الجملہ فرانس میں موتہا خانم اور آپ کی صاحب زادی نے

انگورہ تحریک اور حفظ وطن کے لئے جو خدمات انجام دیں وہ ایسی نہیں ہیں جنہیں ترکی تاریخ کے صفحات آسانی سے بھلا سکیں ۔

فاطمہ رضیہ خانم

مذکورہ مبلغ خواتین مین ایک نوجوان انشاپرداز خاتون فاطمہ رضیہ ہین
یہ ہونہار اور وسیع الخیال خاتون ترکی مبلغین کے مرکز سوئٹزرلینڈ مین رہتی
ہین جو التوائے جنگ فرنگ کے بعد سے بقول برادر گرامی سید سلیمان ندوی
ترکی مدبرین و انشاپردازون کا مرکز تھا فاطمہ رضیہ خانم ایک روشن خیال
تعلیم یافتہ خاتون ہین آپکو بین الاقوامی مسائل و معاملات مین بے مثل عبور ہے
سیاسیات مین اُن کی رائے مغز و پختگی رکھتی ہے اُنھون نے انگورہ تحریک کے
سلسلہ مین تحریر و تقریر سے نمایان خدمات انجام دین ہین ۱۹۲۰ء مین جب
ترکان انگورہ نے اپنی جدوجہد کو ایک منتظم لایحۂ عمل کے تحت شروع کردیا
تو سوئٹزرلینڈ کے ترکی انشاپردازون نے بھی اپنے اپنے قلم کو جنبش دی یہ
وہ وقت ہے جبکہ سوئٹزرلینڈ کے ترکی انشاپردازون کے سرگروہ حضرت
احمد رستم بے سابق سفیر ترکی متعینہ واشنگٹن یورپی جرائد مین انگورہ تحریک
پر ہنگامہ آرا مضامین لکھ رہے تھے چنانچہ کیسے ہوسکتا تھا کہ فاطمہ رضیہ خانم
ایسی ہمہ دان خاتون خموش رہتی جبکہ وہ بھی اپنے اندر ایک غیور پرجوش دل رکھتی
تھین فاطمہ رضیہ خانم پیرس و انگلستان کی سیاحت کرچکی تھین اور وہ ان حکومتون

کی سیاسی زندگی سے کماحقہ واقف تھین وہ انگریزی زبان مین کامل دستگاہ رکھتی ہین لندا اوائل ۱۹۲۰ء مین آپ انگلستان کے جرائد مین روتما ہوئین اور ترکی بین الاقوامی مسائل پر آپ نے ایسے معرکتہ الآرا مضامین لکھے کہ پڑھنے والے آپ کی اصابت رائے اور پختگی پر حیران رہ گئے جن لوگون نے لندن کے ممتاز اسلامی آرگن مسلم اسٹنڈرڈ کا مکمل فائل پڑھا ہے انھین اسکے کالمون مین فاطمہ رفیعہ خانم کے وہ مضامین ملینگے جنمین ترکی اور یورپی تعلقات پر نقید المثال خیالات کا اظہار کیا گیا ہے ممدوحہ کے قلم نے ترکی حمایت مین جو خدمات انجام دی ہین وہ نہایت طویل اور جامع ہین البتہ آپکی وسعت خیال اور سیاست دانی کے نمونہ کے لئے مین ذیل مین آپ کا وہ خط نقل کرتا ہون جو آپ نے ترکی اور بین الاقوامی مسائل پر اڈیٹر مسلم اسٹنڈرڈ لنڈن کو لکھا تھا جس کا مفاد یہ ہے۔

میرے عزیز اسلامی بھائی - السلام علیکم
مین آپکی ان خدمات کے لئے جو آپ نے اسلام کو بام رفعت پر پہونچانے کے لئے انجام دی ہین آپ کی خدمت مین صمیم قلب سے ہدیہ تہنیت پیش کرتی ہون -
مین اور میری دوسری بہنون نے آپ کے ممتاز اخبار جو صحیح معنی مین مسلم اسٹنڈرڈ ہے بہت کچھ استفادہ کیا ہے

اور کثرت سے معلومات حاصل کئے ہین اگر آپ کے
اخبار مین شایع شدہ حالات عالمگیر طریق پر شہرت
پذیر ہو جائین تو دنیا مین مسلمانون کے دشمنون کی تعداد
کم ہو جائے مجھے یقین ہے کہ اسوقت کوئی مغربی طاقت
خود مختار یورپین اقوام کی ظاہر داری کو بہتر طریق پر
نہین سمجھ سکی ہے تاہم وہ اس بات کو خوب سمجھ سکتی ہین
کہ امور واقعہ کو زبردست طاقت کے حسب منشاء کیونکر
ظاہر کیا جا سکتا ہے جس صورت مین یورپ امریکہ اور
جرمنی صداقت و انصاف اور انسانیت سے بیگانہ
محض ہین مجھے حیرت ہے کہ کیون مسلمان اور ہندوستانی
حکومتون کے پاس اپنے وفود بھیجکر ان سے انسانیت
انصاف۔ اور صداقت وغیرہ کے نام پر اپیل کرتے
ہین کیا انھین ابھی تک تہذیب جدید کا اصول
معلوم نہین ہوا ؟ مین تبلیغ مقاصد کے خلاف نہین
ہون اگر یہ وفود وغیرہ تبلیغ کی غرض سے بھیجے جاتے
ہین تو کچھ نقصان نہین مگر یاد رکھیے کہ اس تہذیب
جدید کا حاصل خود غرضی ہے ہر قومی یا انفرادی

فعل اس قاعدے کے مطابق انجام دیا جاتا ہے جب اسم دوستانہ عہدنامے، وعدے، اور معاہدے "متذکرہ صدر" قاعدہ کے خلاف عمل پذیر ہوں تو وہ پرزہ کاغذ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے اس بات کو پیش نظر رکھیے اور جو جی چاہے کیجئے۔

آپ دھوکے میں نہیں آئینگے میں چاہتی ہوں کہ آپ کامیاب ہوں اور میں آپ کو مرفہ حال دیکھنا چاہتی ہوں مگر آپ اپنی ہی تہذیب کو اپنا شعار بنائیے اکثر یورپ میں ایک جدید تمدن اور ایک بالکل ہی نئی تہذیب کے متمنی اور منتظر ہیں ان کی آنکھیں مشرق کی طرف لگی ہوئی ہیں ان میں سے اکثر ہندوستان کی طرف بھی دیکھ رہے ہیں اور زیادہ تر بدھ مذہب کا خیال کر رہے ہیں لیکن میں فطرۃً اسلام کا خیال کر رہی ہوں اور مجھے اسلام مسلمانان عالم اور ان کی نقل و حرکت کا جسقدر بھی لگاؤ ہے مجھے ہندوستان کے مسلمانوں سے بڑی امیدیں ہیں میرے خیال میں اسلام کی ترقی اور عروج کے لئے یہ ایک مناسب ترین ملک ہے۔

یورپ اپنی طاقت کی تنظیم و ترتیب کے باعث اسقدر زبردست اور طاقتور بن گیا ہے پھر بھی ہمیں کہنا ہوگی کہ اسلام اور مسلمانون کے برابر دنیا مین کوئی قوم تنظیم و انصرام کی سرمایہ دار نہین فی الحقیقت اسلام تنظیم و تنسیق کے بغیر زندہ نہین رہ سکتا اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو پکار پکار کہ رہا ہے

اگر تم تین فرد ہو تو اپنا ایک سردار منتخب کر لو خدا جماعت کی مدد کرتا ہے جو شخص جماعت سے الگ ہو جاتا ہے وہ بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف گامزن ہے اور مسلمانون کی جماعت کوئی گمراہ کن کام نہین کر سکتی ایک سے دو، دو سے تین تین سے چار بہتر ہین، اس سلئے جماعت مین شریک ہونا تمہارا فرض ہے ہر اپنے کامون مین مشورہ کر لیا کرو جو شخص جماعت سے علحدہ مریگا وہ جاہلیت کی موت مریگا۔

یہ چند جوالے دئیے گئے اس قسم کے بے شمار حوالے ملسکتے ہین جن سے مسلمانون کا آسمانی دستور العمل (قرآن حکیم)

پھر اڑا ہے یہ حوالے اس امر کے ضامن ہیں کہ اسلام تنظیم و انصرام کے بغیر ہرگز اسلام نہیں اگر مسلمان واقعی بیدار ہو گئے ہیں تو انھیں ان اصول کے مطابق تنظیم و انصرام قائم کر کے نشیب و فراز کی طرف قدم بڑھانا چاہیے اگر وہ اس تنظیم و تنسیق پر کاربند ہو گئے تو کوئی طاقت یا متحدہ طاقتیں بھی کبھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتیں بے شک مسلمانوں کی تنظیم و تنسیق تعمیری ہو گی بہت سے یورپین ان کے ہوا خواہ بن جائینگے جب دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیگی کہ اب مسلمان مہذب خیالات کی ایک متحدہ اور آزاد جماعت کے طور پر ارتقاء و ترقی کی طرف گامزن ہیں اور محض یورپ ہی کی اندھی تقلید کو اپنا شعار نہیں بنا رہے ہیں تو بے شمار و کثیر التعداد لوگ اسلام کے حامی و موید پیدا ہو جائینگے یورپ خود اپنی ذات سے غیر مطمئن ہے اس کے ساتھ کسی قسم کا وعدہ کر لو اس سے کسی قسم کے احسان کا اظہار کرو پھر آپ اور ہم معجزانہ واقعات کا نظارہ کرینگے۔

آپکی بہن۔ رضیہ

رضیہ خانم کا یہ وہ مراسلہ ہے جس میں زیادہ حصہ مسلمانان ہند کی اُس جد و جہد سے

متعلق ہے جو خلافت کی آزادی کے لئے انجام دے رہے تھے یہ وہ وقت تھا جبکہ یورپ مین مسلمان ہند کا وفد خلافت مسٹر محمد علی۔ بی اے۔ آکسن اڈیٹر کامریڈ دہلی کی سرکردگی مین دورہ کر رہا تھا اور اسکے ارکان سوئٹزرلینڈ بھی پہونچے تھے لنڈن مین مسٹر مشیر حسین قدوائی۔ بی۔ اے مرکزی اسلامی جماعت کے ساتھ خلافت کی آزادی کے لئے سرگرم عمل تھے پس انھین حالات وحوادث کے متعلق فاطمہ رضیہ خانم نے اسلامی ہند کی جد وجہد کے لئے جو اصول تبلائے ہین اُنکی وسعت ویگانگی کے سوا رضیہ خانم نے انگورہ تحریک کے اُس سلسلہ کو بھی ہم تک پہونچانے کی کوشش کی ہے جسکا ایک حصہ عالمگیر اتحاد اسلامی ہے اس مراسلہ سے یہ بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ترکی خواتین نے موجودہ انقلاب کو مسلمانون کے لئے کسقدر مفید انقلاب سمجھا ہے اور کہ وہ نہ صرف ترکی قوم بلکہ عالم اسلام کو ایک طاقتور اور منتظم جماعت دیکھنے کی متمنی ہین وہ صاحب علم وکمال ہونے کے ساتھ اسلام کے سیدھے سادھے اصول کے دلدادہ ہین اور انھون نے بھی عالم اسلام کے لئے فلاح وکامرانی اسی نکتہ مین مضمر پائی ہے کہ تہذیب مغرب کو قدیم تہذیب مشرق سے بدل دیا جائے الغرض فاطمہ رضیہ خانم کی خدمات دیگر ترکی تبلیغ خواتین سے کسی طرح کم نہین ہین۔

متفرق

یہ تو اون مخصوص خواتین کے حالات تھے جو مجھے میسر آسکے لیکن ظاہر ہے کہ ترکی مین اسوقت باعتبار قابلیت بہ اعتبار علم و تجربہ سیکڑون عورتین پروفیسری معلمی اور ڈاکٹری کے علاوہ وموجب انشاپرداز لکچرار سیاسی مشیر عہدہ دار اور جنگی سپاہی کی حیثیت سے موجود ہین جنکی تفصیلی حالات یا تو کسی جدید ترکی موءرخ سے یا پھر عرصہ دراز کے بعد ہندوستان تک پہونچینگے البتہ مجھے بطریق مختلف اُن خواتین کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے جو بحیثیت مجموعی اس جنگ مین انگورہ گورنمنٹ اور قومی مدافعت کے لئے رضا کارانہ سرگرم عمل رہین -

چنانچہ ان خواتین مین سب سے زیادہ تحسین وستایش کی مستحق ایشیاے کوچک کی خواتین ہین جنھون نے ترکان احرار کی تحریک شروع ہوتے ہی خود کو جنگی و غیر جنگی خدمات کے لئے وقف کردیا اُنھون نے کامل تین سال تک حالت جنگ مین بکمال صبر و تحمل سے اپنے فرائض کو ادا کیا اور اپنے شوہرون اور اپنے بیٹون اور بھائیون کو خدا کی راہ مین قربان ہونے کے لئے بصد مسرت پیش کرکے خود بھی صرف عمل ہوگئین انھون نے انگورہ گورنمنٹ کے تمام شعبون مین خدمات انجام دین اور اپنے برابر مردون کی تعداد کو وہ میدان جنگ مین بھیجتی رہین ان عورتون نے تار گھر ریلوے ڈاکخانون، شفاخانون، میونسپل اور محکمہ جنگ

مین پرجوش طریق پر وہ خدمات انجام دی ہین جنکے صحیح اظہار کے بعد دنیا ان اسلامی مجاہد خواتین کے کارنامون پر عش عش کریگی یہی وہ خواتین ہین جنھون نے دنیا کو دکھلا دیا کہ وہ باعتبار ترقی کس مرتبہ پر پہونچ چکی ہین اور انھون نے قومی جنگ مین کس ہمت اور مردانگی اور قابلیت کا اظہار کیا ہے ایشیائے کوچک کی تعلیم یافتہ خواتین کے بعد وہان کی رضاکار خواتین نے ان سے بھی زیادہ قابل حیرت طریق پر خدمات انجام دی ہین ایسے رضاکار اور مجاہد خواتین کے جو اعداد پچھلے دنون اللواء المصری نے شائع کئے ہین وہ پچاس ہزار مین یہ مجاہد عورتین غیر علمی خدمات انجام دیتی تھین انگورہ گورنمنٹ کے محکمہ رسد رسانی مین ان عورتون نے وہ خدمات انجام دی ہین جو کسی طویل سے طویل تعریف سے مستغنی ہین یہ عورتین محکمہ جنگ کے لئے جس طرح خدمات انجام دیتی تھین ان مین سے ایک خدمت یہ بھی تھی کہ یہ جوان ہمت عورتین فوج کے لئے سامان رسد وغیرہ ضروریات اپنے سرون اور کاندھون پر لاد کر لاتی تھین جیسا کہ انگورہ گورنمنٹ کے شعبہ تبلیغ واشاعت کے ممتاز و فاضل چیف ڈائرکٹر علامہ احمد اغلو نے روس سے انگورہ واپس ہوتے ہوئے ان رضاکار خواتین کے متعلق ایک چشم دید واقعہ لکھا ہے فرماتے ہین کہ

جب مین مقام اینی بولی مین پہونچا تو مین نے دیکھا کہ ریلوے اسٹیشن کے قریب فوج کے لئے ذخائر جنگ کے انبار لگے ہوئے ہین جن مین خصوصیت سے

ہینرم ہوختنق کے بڑے بڑے نمبرین جو ترکی خواتین نے اندرون
ملک سے ترکی سپاہ کی رہایش کے لیئے فراہم کی تھین پھر ینے
ترکی خواتین اور بوڑھون کی ایک طویل قطار دیکھی جو اپنے
کاندھون اور سرون پر لکڑیون کے گٹھے لئے آرہی تھے
یہ لکڑیان اس طرح جمع کی تھین کہ انکا کوئی معاوضہ انگورہ
کے محکمہ رسد کی طرف سے انھین ادا نہین کیا گیا تھا

(اللواء مصر)

ایشیاے کوچک کی ترکی خواتین کے بعد یوروپین ترکی خصوصًا قسطنطنیہ کی
وہ خواتین ہین جو کسی نہ کسی طرح قسطنطنیہ سے فرار ہو کر اناطولیہ مین قومی
مدافعت کے لئے ترکان احرار سے مل گئین ان رضاکار خواتین تین کے دو حصے
ہین ایک تو وہ جو قسطنطنیہ سے بھاگ کر اناطولیہ آگئین دوسرا وہ جو قسطنطنیہ
مین رہ کر مصروف عمل رہین قسطنطنیہ مین رہنے والی خواتین کا تذکرہ تو اوپر
ہو چکا ہے اب اناطولیہ مین پہونچنے والی خواتین کے حالات مین وہ ڈیڑھ سو
زنانہ ڈاکٹر قابل ذکر ہین جو قسطنطنیہ سے اناطولیہ محض خدمت وطن کیلئے آئین
انکے علاوہ سیکڑون عورتین جو یوروپین ترکی سے اناطولیہ پہنچین انھون نے
خود کو انگورہ کے جنگی و غیر جنگی محاکم مین داخل کر دیا اور ہر ایک شعبہ مین مردون
مردون کا کافی ہاتھ بٹایا ان خواتین مین ایسی بے شمار تعلیم یافتہ خواتین ہین

جنھون نے اناطولیہ محکمہ تعلیمات مین اپنی خدمات پیش کین انھون نے اپنی خداداد علم وایثار سے اناطولی عورتون کو تھوڑے عرصہ مین فن جراحی ڈاکٹری اور دوسرے مفید علوم وفنون کی تعلیم دی انھون نے دوران ملازمت مین کمال اعتدال اور ضبط سے کام لیکر انگورہ گورنمنٹ سے کسی معقول وگران قدر تنخواہ کا مطالبہ نہ کیا بلکہ ابتدا مین حسب اطلاع "نئی لون" انگورہ تین ماہ تک تنخواہ کا ایک پیسہ نہ لیا اور اپنے فرائض مین پوری تندہی سے مصروف رہین اسکے بعد انھون نے انگورہ کی نسوانی فوج مین خود کو شریک کیا اور اس شجاعت وہمت سے جنگی خدمات انجام دین کہ مخالفین حیران رہ گئے یہ انھین خواتین کے ایثار کا نتیجہ تھا کہ ستمبر ۱۹۲۲ء مین جنابہ خالدہ خانم کی زیر کمانڈ اسی ہزار ترکی خواتین میدان جنگ مین خدمات انجام دے رہی تھین اب مین ذیل مین ایک ایسی اطلاع درج کرتا ہون جسکے ذریعہ ترکی خواتین کے مجموعی مگر بیش قرار کارنامے نمایان ہونگے وہ اطلاع یہ ہے۔

وقت آگیا ہے کہ ان لوگون کی خدمات کا اعتراف
کیا جائے جنھون نے دماغ ملی کی تحریک مین
جوش وہیجان پیدا کرنے اور آزادی ملت کی امداد
وحمایت مین سرگرمی سے کام لیا ہے۔
ٹرکی کے موجودہ نظام اجتماعی مین جو جنگ فرنگ کے بعد

رونما ہوا ہے ترکی خواتین نے اپنی محنت اور بے نظیر ثابت قدمی سے
ایسی اعلیٰ حیثیت حاصل کر لی ہے جسکا زمانہ ماضی مین خواب
خیال بھی نہ تھا۔
ان تمام ممالک کی طرح جو شریک جنگ تھے ٹرکی مین بھی
کارخانے اور دیہات مزدور دن اور کسانون سے
بالکل خالی ہو گئے تھے تاکہ میدان جنگ مین سپاہیون کی
قلت نہ رہے آخر ایک وقت ایسا بھی آگیا کہ جنگ مین جانے
والے نوجوانون کی جگہ بڈھے آدمی اور چھوٹے لڑکے
کافی کام نہ دے سکتے تھے ٹرکی مین سب سے پہلے محکمہ ڈاکخانہ
تھا جس نے اپنے دفاتر مین عورتون کو ملازم رکھنے کی
جرأت کی پہلے پہل جب خواتین ٹرکی ڈاکخانے کی
کھڑکیون مین بیٹھ کر ٹکٹ بیچنے لگیں تو ملک مین ایک
سنسنی سی پھیل گئی، لیکن ان عورتون نے اپنے فرائض
کو ایسی خوش اسلوبی سے ادا کیا کہ نکتہ چینون کی زبانین
بہت جلد بند ہو گئیں اور آئندہ کے لئے راستہ کھل گیا
بہت ہی جلد لوگ عورتون کو بنکون اور بازارون اور

آزادیٔ نسوان نے دیانتدار کارکنان ملکی کی وساطت سے عملی صورت اختیار کر لی۔

دیہات مین عورتون نے اپنے مصروف کارزار بھائیون اور شوہرون کی جگہ کام کرنے مین مین اور بھی عجلت اور سرعت سے کام لیا کیونکہ کاشتکاری کے کام مین تو زمانۂ سلف ہی سے عورتین اپنے مردون کے ہاتھ بٹاتی رہی ہین یہی وجہ تھی کہ انھون نے زراعت کا کام دوسرے کامون کی نسبت جلد سنبھال لیا۔

پرانے تعصبات کی آگ فرو کرنے مین سب سے زیادہ اس امر نے کام دیا کہ عورتون نے فوج کی امداد و اعانت کے بہت سے کام انجام دیئے بالخصوص جنگی شفاخانون مین خدمات انجام دینے لگین جنگ کے پہلے ہی مہینے سے ہلال احمر کے شفاخانون مین ترکی خواتین کی محنت و سرگرمی کے مناظر نظر آنے لگے اور انھون نے اس خدمت کو بہت خلوص و سرگرمی اور محبت سے انجام دیا تجارت اور زراعت کے کام تو صرف طبقہ ادنیٰ اور طبقہ متوسط کی عورتون نے اختیار کئے تھے۔ مگر زمینون کی دیکھ بھال

اور شفاخانون کے فرائض مین طبقۂ اعلےٰ کی معزز خواتین نے حصہ لیا اس طرح نسوانی سرگرمی اور کارگذاری تمام طبقات اور تمام مدارج معاشرت مین جاری وساری ہوگئی ۔

بہت سی عورتون نے فوج کے عقب مین کام کرنے کی خدمات اپنے ذمہ لین بسرزمین اناطولیہ کے وسیع و صحرائی علاقے جہان حمل و نقل کے ذرائع مفقود ہین اور سال کے بڑے حصے مین سڑکین ناقابل گذر ہوجاتی ہین ان جفاکش عورتون نے جنگ کا ساز و سامان اپنی پیٹھون اور کاندھون پر اُٹھاکر مجاہدین کو پہونچایا تاکہ جہاد کے تسلسل و قوائم مین فرق نہ پیدا ہوجائے عالی جاہ دانش پناہ حضور گرامی سرکار حسین رؤف پاشا صدر پارلیمنٹ انگورہ نے ایوان پارلیمنٹ مین قومی فتوحات کا ذکر کرتے ہوے ان بہادر خواتین کی خدمت مین ہدیہ شکر و سپاس پیش فرمایا کہ میرے پاس ایسے الفاظ نہین ہین جنسے مین اپنی اولن ماؤن بہنون کا شکریہ ادا کرون جنہون نے برفانی علاقے مین ننگے پاؤن چلکر ہماری فوجون کو

اشیائے خوردنی اور سامان جنگ کے ذخائر بہم پہونچائے ہیں

[مسلم اؤٹ لک پیرس زمیندار
۱۳ جنوری ۱۹۲۳ء]

فاطمہ خانم

یہ نوجوان خاتون بھی احرار میں ممتاز و سربلند حیثیت کی سرمایہ دار خاتون ہیں جب تاریخ انگورہ لکھی جائیگی تو اُس کے روشن ترین صفحات اس مجاہد خاتون کے کارناموں سے جگمگا اُٹھینگے۔

فاطمہ خانم کسی بڑے ترکی خاندان سے تعلق نہیں رکھتی ہیں بلکہ اسکی شہر کے ایک فوجی افسر کی صاحب زادی ہیں آپ نے اپنے شوہر سے فنون جنگ میں کامل مہارت حاصل کی تھی۔ آپ کے دل میں قومیت کے وہ ممتاز و ولولہ خیز جذبات موجزن تھے جو حفظ وطن اور ناموس ایزدی کی صیانت کیلئے ہر غیور ترک کے دل و دماغ کو گرمائے رہتے ہیں، فاطمہ خانم کے اندر جبہ و جہاد کے جذبات بھڑکانے والی خالدہ خانم ہیں جنکی آتش ریز تقریریں سنکر وہ ان جذبات کو قابو میں نہ رکھ سکیں جو قومی مصائب اور اناطولیہ کی عام تباہی نے آپکے اندر پیدا کر دیتے تھے لہذا آپ فوراً میدان عمل میں آگئیں۔

خالدہ خانم کی طرح آپ نے بھی اپنے شوہر سے میدان جنگ کی اجازت چاہی جسے شجاع و قوم پسند خاوند نے فوراً منظور کر لیا۔ فاطمہ خانم سب سے پہلے مقام دلیری عثمان میں نمودار ہوئیں جہان آپ نے ترکی خواتین کا ایک جرار لشکر جمع کیا فاطمہ نے ابتدا میں اپنے قبضہ کی عورتوں کو میدان میں آنکی

ترغیب دی متعدد تقریریں کیں اور جب وہ خدمات جنگ کے لئے تیار ہوگئیں
تو موصوفہ نے انگورہ کے جنگی اسٹاف کو اس خدمت اور حرص و رغبت سے بھی
بچالیا کہ وہ ان مجاہد خواتین کے قواعد جنگ وغیرہ کا انتظام کرے بلکہ ممدوحہ
نے خالدہ خانم کو اطلاع دی کہ میں نے عورتوں کا جو لشکر فراہم کیا ہے میں خود ہی
اوسے قواعد جنگ سکھاؤں گی اس اطلاع کے بعد آپ انکی جنگی تربیت
میں مصروف ہوگئیں اور تھوڑے عرصہ میں آپ نے ایک نسوانی دستہ فوج کو ضروری
فنون جنگ سے واقف کر کے اپنے قصبہ کی حفاظت کے لئے متعین کر دیا پھر آپ
قریب کے دیہات میں گئیں اور وہاں کی عورتوں کو بڑی قابلیت سے آمادہ
جنگ کر کے بھرتی شدہ عورتوں میں شامل کر لیا اگلی مرتبہ آپ نے ان خواتین کا
انتخاب کیا اور جو عورتیں خدمات جنگ انجام دینے کے قابل تھیں انھیں آپ نے
انگورہ کی جنگی ہیڈ کوارٹر کو روانہ کر دیا اور جو اس قابل بھی نہ تھیں اونکو مقامی خدمات
سپرد کریں غرض آپکی ایسی ہی دوسری خدمات کے دیکھتے ہوئے دین پناہ
سرکار محترم حضور والا جاہ مارشل مصطفےٰ کمال پاشا نے آپ کو اس علاقہ
کا مختار کمانڈر بنا دیا۔ اور حکم دیا کہ آپ ان مجاہد خواتین سے اپنے اختیار و تمیز
کے موافق خدمات لے سکتی ہیں اس حکم کے بعد فاطمہ خانم نے اپنے بڑھے ہوئے جذبات
کی بنا پر فوراً اس نسوانی دستہ کے ساتھ غنیم پر حملہ شروع کر دیا لیکن جب
آپ کے اس حملہ کی اطلاع جنگی ہیڈ کوارٹر کو ہوئی تو اُس نے فاطمہ خانم کو

اس استعجال و سرعت سے جنگی مصالح کی بنا پر رد کر دیا، اگرچہ اسوقت فاطمہ خانم اور آپکی ماتحت خواتین کے جذبات قابو سے باہر تھے تاہم انھون نے عام اسلامی شعار کی مناسبت سے اس حکم کی پوری پوری تعمیل کی اور بجائے اقدام کے آپ نے علاقہ اسمد کا دورہ شروع کر دیا اس دورہ مین آپنے پہلے سے بھی زیادہ محنت و قابلیت سے کام لیا آپ نے اس دورہ مین علاوہ بھرتی کے اپنے نسوانی دستون کے لئے سامان حرب بھی مہیا کیا اس سامان مین اکثر ہتیار یونان ہی کے تھے جنھین یونانی فوجین کمالی دستون کے مقابلہ مین چھوڑتی گئی تھین اور کمالی جرنلون نے انھین دیہات کی آبادی مین تقسیم کر دیا تھا۔ آپ نے تمام آبادی سے اس طرح اسلحہ فراہم کئے کہ فی کس ایک بندوق چھوڑ کر باقی تمام ہتیار نسوانی لشکر کے لئے طلب کر لئے آپ کی اس ترکیب کو دیہات کی آبادی نے بھی بہت پسند کیا اور ہر شخص نے ضرورت سے زیادہ اسلحہ کو فاطمہ خانم کے سپرد کر دیا۔

اسلحہ کی معقول تعداد فراہم ہوجانے کے بعد یہ محترم خاتون اپنے دستون کیلئے رسد وغیرہ ضروریات جمع کرنے مین مصروف ہوگئین۔ آپ کے اس مقصد کی کامیابی مین مقام ولیری عثمان اور مضافات اسمد کی عورتون نے بہت زیادہ اور معقول حصہ لیا یہ بلند ہمت خواتین سامان رسد کے لئے گانون گانون پھرتی تھین اور سامان کو کسی ایک جگہ جمع کرتی جاتی تھین پھر جمع شدہ سامان کیلئے

انھون نے انگورہ کے جنگی اسٹاف سے کوئی امداد طلب نہ کی بلکہ بعض اوقات گاڑیان نہ ملنے کی صورت مین یہ خواتین اپنے کاندھون پر سامان رسد لاد کر اپنی جنگی مستقر پر لیجاتی تھین اور انگورہ کو جب تک ان خواتین کی اس محنت و جانفشانی کی اطلاع نہ ملے اسوقت تک خود فاطمہ خانم نے کوئی استدعا نہ کی لیکن جب دوسرے ذرائع سے انگورہ کے جنگی اسٹاف کو آپ کی ان سرفروشانہ مساعی کا علم ہوا تو وزیر باربرداری نے فاطمہ خانم کی امداد کے لئے چند موٹر لاریان وغیرہ ضروریات رسد بھیجدین اب فاطمہ خانم نے بھرتی شدہ خواتین کے متعدد دستے بنائے جنھین حسب منظوری خالدہ خانم آپ نے علاقہ اسمیدیہ حملہ آور ہونیکا حکم دیا اور دشمن پر یکایک حملے شروع کر دیئے جن سے یونانی افواج مین تہلکہ مچ گیا اور یونانی سپہ سالار کو جب اس امر کا علم ہوا کہ اُس کی معدحیہ تید افواج پر شب کے وقت ترکی عورتین حملہ آور ہوکر سخت سے سخت نقصان پہونچاتی ہین تو اُسنے بھی ایک زبردست بلٹن ان عورتون کے مقابلہ کے لئے روانہ کی اس بلٹن سے ان عورتون نے مقابلہ کیا اور آخر کار یونانی دستہ ان بہادر خواتین کو اپنی خدمات سے باز نہ رکھ سکا بلکہ یہ شیر دل عورتین پہلے سے بھی زیادہ جراءت سے لڑتین یہان تک کہ فاطمہ خانم کو اس کا علم ہوا کہ یونانی دستے عورتون کے مقابل زیادہ طاقتور بنا دیئے گئے ہین تو یہ بہادر خاتون خود میدان مین

ان عورتون کی کمانڈ کرنے لگین، ایک معرکہ مین آپ نے اسقدر شدت سے مقابلہ کیا کہ یونان
کا مقابل دستہ سراسیمہ ہو کر بھاگ گیا یہ وہ زبردست مقابلہ تھا جسمین کئی مجاہد عورتین
بھی شہید ہوئین لیکن فاطمہ خانم کی دلیرانہ مساعی کم نہ ہوئین آخر کار آپکی ان خونبار
خون چکان خدمات کا یہ فائدہ ہوا کہ یونان کے غارت گر دستے اب اندرون ملک
غضب و غارتگری سے باز آگئے اور ترکی علاقہ کی پریشان آبادی اب اطمینان و
راحت کی نیند سونے لگی اور اُسے یونانی اقدام و پیشقدمی کا کوئی خطرہ باقی نہ رہا
فاطمہ خانم کی ان خدمات کا اثر معمولی نہ تھا بلکہ آپکی ان مصروفیتون اور جانبازیون
کی شہرت نے اناطولی مستورات مین زبردست عملی روح پیدا کر دی اور وہ
برنبائے غیرت و حمیت نسوانی لشکر مین داخل ہونے لگین اور اس طرح نسوانی
لشکرون مین ترکی عورتون کی معقول تعداد شریک و داخل ہوگئی آپ کے اس بڑھتے
ہوئے اثر اور آپ کی مردانہ خدمات کا شہرہ اناطولی حدود سے نکلکر اب
انگلستان تک پہونچ گیا چنانچہ ذیل مین بعض انگلستانی جرائد کے وہ الفاظ نقل کرتا
ہون جو انھون نے فاطمہ خانم کے ان قربانیون اور حیرت فزا کارگذاریون کے
متعلق لکھے تھے لندن کے ایک اخبار نے لکھا تھا کہ

انگورہ کے اخبارات مظہر ہین کہ مضافات اناطولیہ مین بعض دیہات
کی عورتون نے محاذ اسکی شہر پر یونانیون کے خلاف داد شجاعت
دی اور خوب جان توڑ کر لڑین اس معرکہ مین تین مجاہد

عورتین شہید بھی ہوئین ہین اور سات زخمی ہوئین۔

ملاحظہ ہو اخبار اسٹار لنڈن

مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۲۱ء

رپوٹر کے ایک درتار کو ملاحظہ کیجئے جسمین اوسنے فاطمہ خانم کی جنگی مصروفیت اور عملی انہماک کا نہایت وقیع الفاظ مین اعتراف کیا ہے تار یہ ہے۔

علاقہ اسمرنہ مین ایک ترکی خاتون فاطمہ خانم نے کئی خواتین کی ایک بلٹن بنائی ہے جو علاقہ مذکور مین یونانیون سے برسر پیکار رہی اور یہ بلٹن کئی مرتبہ جنگ آزما ہو چکی ہے۔ اسکے لئے ساز وسامان حرب اور رسد وغیرہ کا انتظام بھی فاطمہ خانم ہی کرتی ہین ملاحظہ ہو سیاست لاہور۔

مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۲۱ء

یہ وہ مختصر سی روداد ہے فاطمہ خانم کی جنگی خدمات کی جو آپ نے حفظ وطن اور بقاے مذہب کے لئے انجام دین اور ان نہایت ہی مختصر حالات مین اگرچہ ان ترکی خواتین کا ذکر نہین جنھون نے فاطمہ ممدوحہ کے ساتھ اہم کارنامے دکھلائے تاہم یہ مجاہد عورتین فاطمہ خانم کی زیر کمانڈ دشمن کو تباہ کرنے کے لئے جو جو نمایان خدمات انجام دیتی رہین وہ آسانی سے بھلا دئے جانے کے قابل نہین۔

نزہت خانم صدر انجمن النسوان قسطنطنیہ

نزہت خانم اُن جلیل القدر ترکی خواتین میں ہیں جنھوں نے قومی عزت ومذہب کے حفظ و بقاء کے لئے ترکان انگورہ کی رفاقت میں سب سے پہلے اپنی قیمتی خدمات پیش کیں۔ ممدوحہ کے حالات گو مجھے ابتدا ہی میں لکھنے چاہئے۔ مگر افسوس کہ آپ کے حالات مجھے اوس وقت دستیاب ہوئے جب میں کتاب ختم کر کے دائرہ کو روانہ کر چکا تھا۔

نزہت خانم، ایک نہایت روشن خیال اور اعلیٰ تعلیم یافتہ خاتون ہیں۔ آپ سنہ ۱۹۱۱ء میں انگورہ گورنمنٹ کے محکمہ تعلیمات عالیہ میں سپرنٹنڈنٹ رہ چکی ہیں۔ اور وطنی خدمات کے سلسلہ میں آپ نے خالدہ خانم کے دورۂ وزارت میں نہایت ممتاز خدمات انجام دی ہیں۔ آپ نے ترکی خواتین کو مردوں کے دوش بدوش خدمات کیلئے اُبھارا، اس موضوع پر آپ نے تحریر وتقریر سے بہت زیادہ کام لیا۔ انگورہ میں بھی آپ عورتوں کو ایک ایسے مرکز پر جمع کرنے کی کوشش فرماتی رہیں جہاں سے وہ وطنی خدمات اور اپنے مردوں کی امداد میں زیادہ سودمند ہوں۔ وزارت معارف انگورہ آپ کی طویل اور سودمند خدمات کی بہت زیادہ معترف ہے۔

دسمبر ۱۹۲۲ء میں نزہت خانم قسطنطنیہ میں واپس تشریف لائیں اور آپنے

یہان کی مستورات کو ملکی و سیاسی امور مین حصہ لینے کیلئے آمادہ کرنا شروع کیا۔
آپ نے خواتین قسطنطنیہ مین تبلیغ و اشاعت کیلئے متعدد تقریرین کین۔ چونکہ
ممدوحہ نزہت خانم ایک نہایت ہی پرجوش مقررہ ہین نیز وہ سرکاری طور پر احرار
انگورہ کی نظرون مین نہایت احترام و عزت رکھنے والی خاتون ہین اس لئے
انھین قسطنطنیہ مین اپنے مقصد کی تکمیل کیلئے زیادہ سہولتین بہم پہونچین۔
نزہت خانم نہ صرف ترکی خواتین کو ترکی مردون کے شانہ بشانہ کام
کرنے کی ترغیب دلاتی ہین بلکہ ملکی اور سیاسی امور مین ترکی خواتین کے ذریعہ
اہم خدمات اور حقوق حاصل کرنے کی خواہش مند ہین۔ اس لئے اُنھون نے
قسطنطنیہ کی تعلیم یافتہ خواتین کی ایک انجمن بنائی ہے اور چونکہ نزہت خانم
خود ایک نہایت فاضل و متبحر خاتون ہین اس لئے خواتین قسطنطنیہ نے اُن کو
اپنی انجمن کا صدر منتخب کیا ہے۔ اس صدارت کے بعد سے نزہت خانم ترکی
خواتین کی بیداری اور اون کے حقوق کے تحفظ مین حد درجہ کوشان ہین چونکہ
ترکی قوم کو معاہدہ صلح لوزان کے بعد سے جنگ و پیکار سے سکون نصیب ہوگیا
ہے اور اب ترکی مرد اندرونی اصلاح اور ملکی ترقی مین مصروف ہو چکے ہین
اس لئے نزہت خانم بھی اپنی ہمجنس جماعت کو مردون کے برابر حقوق
دلانے مین پوری سرگرمی سے مصروف ہین۔ اور چونکہ ترکی مدبرین نزہت خانم
کی بلند پایہ شخصیت اور ذی اثر حیثیت سے اچھی طرح واقف ہین لہذا ترکی
گورنمنٹ بھی نزہت خانم کی موجودہ سرگرمیون کو دلچسپی کی نظر سے دیکھ رہی ہے
نزہت خانم ترکی عورتون کو سیاسی امور مین کس درجہ تک ترقی دینا

چاہتی ہین اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ آپ نے اگست ۱۹۲۳ء کے
عام پارلیمنٹری انتخابات کے موقع پر وزیر داخلہ انگورہ علامہ علی فتحی بے کو
منجانب انجمن نسوان قسطنطنیہ ایک نہایت مبسوط عرضداشت پیش کی تھی جسکا
خلاصہ یہ تھا کہ اب کہ جنگ و پیکار کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اور ملکی انصرام
و اصلاح کا آغاز ہو رہا ہے جدید انتخابات مین ترکی خواتین کو اجازت
دیجائے کہ وہ مردون کے برابر اپنی ایک نئی انجمن کی بنیاد ڈالکر ان اہم امور
مین حصہ لین، نزہت خانم کی یہ عرضداشت بظاہر نہایت صاف معلوم ہوتی
ہے لیکن مصر کے مشہور عربی اخبار "الاخبار" نے لکھا ہے کہ وزارت داخلہ
نے اس عرضداشت کو رد کر دیا،

فی الجملہ نزہت خانم کی خدمات اور آپ کے علمی تبحر کا ترکی مین بے حد
احترام کیا جاتا ہے اور آپ کی فضیلت اور بلند شخصیت کا یہ عالم ہے کہ آپ سے
ترکی کے بڑے بڑے اخبارات اظہار رائے کی استدعا کرتے ہین نزہت خانم
انگورہ کی قومی پارلیمنٹ مین ممبر بھی رہ چکی ہین غرض آپ کی ان گوناگون
صفات و خدمات نے آپ کو ترکی مین نہایت مقبول و ممتاز بنا دیا ہے۔ اب
آپ کی اس عام مقبولیت کے ثبوت مین "الاخبار مصر" کی وہ عبارت نقل کرتا
ہون جو اخبار مذکور نے قسطنطنیہ کے ترکی اخبار "وقت" سے نقل کی ہے وہ
لکھتا ہے کہ

"آستانہ مین ایک نسوانی انجمن کا انعقاد عمل مین آیا ہے
جس مین پچاس تعلیم یافتہ عورتین ممبر ہیں۔ ان کی ایک

انتظامی کمیٹی ہے جس کی صدر نزہت خانم ہین۔ اور جو آجکل ترکی گورمنٹ کے محکمۂ تعلیمات مین خدمات انجام دے رہی ہین، نزہت خانم نے حال ہی مین اخبار "وقت" کے نمایندہ سے موجودہ حالات اور ترکی عورتون کی اصلاح و ترقی کیلئے بیان فرمایا کہ"

"اس وقت جبکہ قوم کے افراد مین سے بڑے سے بڑا شخص اور چھوٹے سے چھوٹا آدمی ملکی اصلاح و ترقی کی کوششون مین مصروف ہے ترکی خواتین کا اس جانب متوجہ ہونا اور کام مین حصہ لینا نہایت اہم اور سود مند ہوگا، میرا خیال ہے کہ جس ملک مین عورتین کام مین حصہ نہین لیتین وہ بے نتیجہ اور ناکام رہتا ہے، اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہمنے سلطان محمود کے زمانہ سے اصلاح و ترقی کی کوشش شروع کی لیکن ہر ایک کام مین ہمکو ناکامی ہوئی، اور یہ صرف اسوجہ سے کہ مردون کے ساتھ عورتین شریک نہین تھین"!

اس کے بعد نزہت خانم نے قومی تہذیب کے مسئلہ پر توجہ کی اور اخبار "وقت" کے نمایندہ سے بیان کیا کہ اصلاح کی کوشش کی بنیاد جب تک دینی تعلیم اور قومی تہذیب پر قائم نہو گی وہ ہرگز کامیاب نہین ہو سکتی کیونکہ اس قسم کی اصلاحی بنیاد کبھی مضبوط نہین ہو سکتی، اور نہ وہ

تہذیب حقیقی طور پر مکمل ہو سکتی ہے جب ہی قوم بہ ہئیت مجموعی شریک نہو۔"

(نجات ۲۳ اگست ۱۹۲۳ء)

نزہت خانم جدید ترکی سیاسی اصلاحات مین جس سرگرمی سے حصہ لے رہی ہین اوس کے مفصل حالات نہایت دلچسپ ہون گے جو آئندہ ایڈیشن مین بالتفصیل لکھے جائین گے انشاءاللہ تعالیٰ

ترک اور ترکی عورتین

مذکورہ حالات تو بعض ان ترکی مجاہد اور تعلیم یافتہ خواتین کے ہین۔ جنھون نے نہایت محدود حاصل شدہ اطلاعات کی بنا پر قومی عزت، اور مذھبی عظمت کے تحفظ مین بیش بہا قربانیان پیش کی ہین، تاہم ان نہایت ہی مختصر حالات سے اسقدر پتہ ضرور ملتا ہے کہ ترکی قوم مین اپنی عورتون کی اصلاح ترقی اور ان کی تہذیب و تعلیم کیلئے اسوقت جو توجہ پائی جاتی ہے اور خود ترکی عورتون مین اپنی ترقی کے جو جذبات پرورش پا رہے ہین ان کی رفتار حد درجہ تیز اور امید افزا ہے، ترکان احرار کے سردار اور مسلمانون کے محترم سپہ سالار غازی اعظم مصطفےٰ کمال پاشا نے ستمبر ۱۹۲۳ء مین ایک سرکاری تقریب مین ترکی خواتین کے متعلق جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے وہ ترکی قوم کے خیالات کا آئینہ ہے اور اس تقریر سے ترکی طبقہ نسوان کے مستقبل کے لیے جو رائے قائم کی جا سکتی ہے وہ نہایت حوصلہ افزا

افزا ہے، حضور غازی اعظم نے فرمایا کہ

سال آیندہ مین اسوقت تک وہ سب (عورتین) آزاد ہو جائینگی، اور رسم پردہ کو دور کر دیا جائیگا، گو اس مین شک نہین کہ رسم پردہ بالکل ہی مٹا نہین دیجائیگی تاہم اس مین اسقدر سختی بھی باقی نہ رہیگی جس کی وجہ سے عورتین بے بس اور ناکارہ ہو رہی ہین، عورتون کا آزاد ہونا اور تعلیم حاصل کرنا نہایت ضروری ہے، عورتونکو علیحدہ کرکے صرف نصف قوم جمہوری حکومت قائم نہین کرسکتی اسکے سوا مردون کو تو دیگر مشغولیتون سے فرصت نہوگی وہ ملک کی اصلاح اور انتظام مین مصروف ہونگے اس لئے عورتون کو مردون کے ساتھ کام سے روکنا اس تحریک کیلئے مفید نہین۔ بلکہ اون کی شرکت قیمتی فوائد سے مالامال ہے

(ڈیلی میل لنڈن)

اسقدر حالات کے بعد مین اپنی کتاب کو ختم کرتا ہون گو مجھے اپنی کتاب کے متعلق یہ دعوے نہین کہ وہ بہمہ وجوہ مکمل ہے۔ پھر بھی ہندی خواتین کے لئے اس مین عبرت و سبق آموزی کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔

اگر خدا کی توفیق شامل حال رہی تو "خواتین انگورہ" کا دوسرا

ایڈیشن نہایت شاندار ہوگا ، اور موجودہ ایڈیشن مین جو شبہات باقی ہین وہ درست کردیے جائینگے ۔

وباللہ التوفیق

خاکسار

"توحیدی"

فہرست مضامین خواتین انگورہ